

مُعِينُ الظَّالِمِينَ عَلَى رِضَا الصَّالِحِينَ

درجہ راجعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

تالیف

مولانا علی محمد قاسمی

خریج

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی

استاد: جامعہ اسلامیہ کلپٹن کراچی

جامعہ اسلامیہ کلپٹن کراچی

ناشر

معین الزمان
علی ریاض الصالحین

درجہ رابع کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

تالیف

مولانا علی محمد قاسمی



خریج

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

استاد: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی



انٹک

ناشر

جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی | مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

”معین الطالبین علی ریاض الصالحین“

درجہ رابعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

مؤلف:

مولانا علی محمد قاسمی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاد: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

ناشر

دارالتصنیف: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

اسٹاکسٹ

مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

سلام مارکیٹ دکان نمبر 3

0300-2714245

297-2
م 92
140039
۲-

”معین الطالبین علی ریاض الصالحین“

درجہ رابعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

ملنے کے دیگر پتے :

- ☆ اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی
- ☆ قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی
- ☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوسٹہ ☆ مکتبہ عمر فاروق، کراچی
- ☆ بخاری کتاب گھر، سکھر ☆ مکتبہ صدیقہ، سوات
- ☆ مکتبہ حقانیہ، چمن ☆ مکتبہ المیزان لاہور، سرگودھا
- ☆ مکتبہ الحسن، لاہور ☆ مکتبہ عمر فاروق، پشاور
- ☆ اشاعت اکیڈمی، پشاور ☆ مکتبہ امدادیہ، ملتان
- ☆ حقانی کتب خانہ جامعہ اسلامیہ اشاعت القرآن والحديث، لاڑکانہ
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی ☆ کتب خانہ انعامیہ، کراچی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	تقریظ: محقق العصر العلامة الاجل فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد زبیر المدنی، استاذ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی	1
	دعائیہ کلمات: جامع المعقول والمعتول، ماہر العلوم والفنون حضرت مولانا جان محمد صاحب حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ کلکتہ	2
	تقریظ: فضیلۃ الشیخ استاذ العلماء حضرت مولانا کمال الدین المسترشد صاحب حفظہ اللہ رئیس دارالافتاء جامعہ اسلامیہ کلکتہ	3
	کلمات تبرک: ولی دور ال حضرت مولانا عبداللہ صاحب حفظہ اللہ (شکارپور)	4
11	پیش لفظ	5
14	انتساب	6
15	کتاب الجہاد	7
15	باب فضل الجہاد	8
74	باب بیان جماعۃ من الشهداء فی ثواب الآخرة ویغسلون ویصلی علیہم.....	9
79	باب فضل العتق	10
81	باب فضل الاحسان الی المملوک	11
84	باب فضل المملوک الذی یودی حق اللہ وحق موالیہ	12

87	باب فضل العبادة في الهرج وهو الاختلاط والفتن ونحوها	13
88	باب فضل السماحة في البيع والشراء والاخذ والعطاء وحسن القضاء.....	14
97	كتاب العلم	15
97	باب فضل العلم	16
113	كتاب حمد الله تعالى وشكره	17
113	باب وجوب الشكر	18
117	كتاب الصلوة على رسول الله	19
117	باب الامر بالصلوة عليه وفضلها وبعض صيغها	20
127	كتاب الاذكار	21
127	باب فضل الذكر والحث عليه	22
161	باب ذكر الله تعالى قائماً وقاعداً ومضطجعاً ومحدثاً	23
163	باب ما يقول عند نومه واستيقاظه	24
164	باب فضل خلق الذكر والندب الي ملازمتها	25
171	باب الذكر عند الصباح والمساء	26
178	باب ما يقول عند النوم	27
185	كتاب الدعوات	28
185	باب فضل الدعاء	29
211	باب فضل الدعاء بظهر الغيب	30
214	باب في مسائل من الدعاء	31

تقریظ:

محقق العصر العلامة الاجل فضيلة الشيخ حضرت مولانا محمد زيب المدنی

استاذ الحديث جامعة العلوم الاسلاميه علامه بنوری ٹاؤن کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده

اسلام کا مدار اور اساس قرآن کریم کے بعد حدیث ہے، دونوں ہدایت کے سرچشمیں ہیں حدیث شریف کی تشریح کے بغیر قرآن کریم ناممکن ہے یہ بات سب جانتے ہیں کہ دین کے علم کا اساسی سرچشمہ قرآن کریم ہے جس کا بیان اس حدیث میں ہے، ((فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم)) اور عمل کا سرچشمہ اسوۂ حسنہ ہے جس کا حاصل ذات بابرکات نبوی ہے، قرآن پاک میں ہے بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ میں نور عمل موجود ہے اور یہ دونوں باہم مطابق اور ایک دوسرے پر پورے پورے منطبق ہیں اس شان سے کہ عمل نبوی قرآن سے ذرہ برابر منحرف نہیں ہے اور نہ علم قرآن عمل نبوی سے ذرہ برابر متجاوز ہے، اس کمال مطابقت کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر قرآن کا علم اور قانون جامع اور کامل ہے جس سے کوئی ہدایت چھوٹی ہوئی نہیں ہے تو نبوت کا عملی اسوۂ حسنہ بھی یقیناً جامع اور کامل ہے، جس سے دین کا کوئی عملی نمونہ رہا ہوا نہیں ہے، نیز اگر قرآن اور اس کے لائے ہوئے قانون میں کسی ادنیٰ کمی زیادتی کی گنجائش نہیں ہے تو عملی اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اضافہ و بیشی کی گنجائش نہیں ہو سکتی ہے ورنہ تطبیق و مطابقت باقی نہیں رہ سکتی جس کا دعویٰ قرآن پاک اور حدیث نبوی میں ہیں، قرآن پاک (الیوم اکملت لکم دینکم) اور حدیث (وکان خلقه القرآن) جس کا صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح قرآن کے بعد نوع انسانی کی ہدایت کے لئے کسی جدید نمونہ علم کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی نئی کتاب یا صحیفہ کی صورت نازل ہو ایسے ہی نبوت کے اسوۂ حسنہ کے بعد کسی نئے نمونہ عمل کی ضرورت نہیں ہو سکتی کہ اسے لیکر کوئی مبعوث ہو یا اختراع کر کے عمل کا کوئی نیا روپ خود سے دین میں نکالے کیونکہ اگر اس دین کے علم یا عمل میں کمی بیشی کی گنجائش ہو تو یہ دین، دین کامل و جامع نہیں کہلایا جاسکتا، حالانکہ قرآن و حدیث اس کے کامل اور جامع ہونے کے مدعی ہیں، بہر حال اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث کی حفاظت اپنے ذمہ لیا ہے، قرآن نے اعلان حفاظت فرمایا (انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون) قرآن کریم وحی جلی وحی مملو ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی وحی غیر مملو ہے، حدیث کی حفاظت بھی مراد ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے لئے مبین وضاحت کرنے والا قرار دیا ((وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل

الیہم))

(۲) معلم شارح کے عنوان سے قرآن نے ذکر فرمایا (یعلمهم الكتاب والحكمة) آپ کے مناصب نبوت میں تلاوت سکھانا، تعلیم کتاب و حکمت، تزکیہ نفوس وغیرہ مناصب ذکر ہے، قرآن کریم متن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات، اقوال و افعال و تقریرات و اسوۂ حسنہ تشریح و تفسیر ہے، قرآن مجید علم ہے تو حدیث عمل ہے، قرآن اجمال ہے تو حدیث تفصیل ہے، اس لئے کوئی بھی شخص قرآن کریم کے احکام و مضامین کی تشریح، مجملات کی تفصیل، مشکلات کی توضیح اور اس کے اسرار و نکات سے آگہی کے سلسلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات اور آپ کے اقوال و افعال و سیرت اور اسوۂ حسنہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے قرآن و سنت کی حفاظت ان کی قوت حافظہ اور زور قلم سے لیکر آج تک سفینہ بہ سفینہ سینہ بہ سینہ تدوین حدیث اور کتابت، متون و شروح کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک رہے گا، کتب ستہ یا صحاح ستہ اور ان کے بے شمار شروح اور دیگر کتب تفسیر و حدیث قرآن و سنت کی حفاظت کے لئے موجود ہیں اور رہیں گے اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اب سے قیامت تک کتنے تفاسیر اور شروح احادیث لکھے جائیں گے۔

برصغیر پاک و ہند میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کی نسبی و جسی اولاد کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کی حفاظت کو اپنا نصب العین بنایا تھا، تفاسیر اور شروح احادیث کے لامثال خدمت اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو نصیب فرمائی۔ دارالعلوم دیوبند اور اس عظیم تحریک کے سپہ سالاروں نے حفاظت قرآن و حدیث کے لئے جامعات و مدارس اسلامیہ، تعلیم و تعلم سپنہ در سپنہ تصنیف و تالیف قائم فرما کے ہزاروں تفاسیر اور شروح احادیث لکھے گئے اور لکھے جائیں گے۔

ان جامعات میں دیوبند ثانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن ہے جس کی شاخیں اور فضلاء کے خدمات حفاظت قرآن و حدیث کے لئے پوری دنیا میں موجود ہے، انتہائی اخلاص و للہیت سے کام کر رہے ہیں، یہ حضرت محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اخلاص و للہیت، حریم شریفین اور ہر مقام پر نیم و شب کی دعاؤں کے ثمرات و اثرات ہیں، جس کو ہر خاص و عام نصف النہار کی روشنی کی طرح روشن حقیقت سمجھتا ہے، اس سلسلۃ الذہب میں اپنے آپ کو شامل کرنے کے لئے اور اپنے نام کو حدیث کے سپہ سالاروں میں اندراج کی خاطر امام شیخ الاسلام محدث کبیر محمد بن ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدمشقی النووی کی کتاب ”ریاض الصالحین“ جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل مشہور و معروف ہے، اس کا کچھ حصہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب میں شامل ہے اس کی شرح لکھنے کی سعادت جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل نوجوان مولانا علی محمد قاسمی صاحب نے حاصل کی ہے جو قرآن کریم کے آیات کا ترجمہ و تفسیر اور احادیث کی تشریح نیز مشکل الفاظ کی لغوی معنی اور بعض مقامات پر مختصر صرنی و لغوی تحقیق نیز بعض روایہ حدیث کا مختصر تعارف اور بعض احادیث کے ذیل میں مختصر مسائل جدیدہ کی تخریح پر مشتمل ہے اور اس کا نام ”معین الطالبین علی ریاض الصالحین“ رکھا ہے۔

اپنی نااہلی اور وقت کی کمی کی وجہ سے مولانا موصوف کو میں نے کچھ کلمات لکھنے سے معذرت کر لی تھی لیکن ان کے بار بار اصرار پر یہ چند کلمات لکھ دیئے اور تحریر میں لا کر حوالہ قرطاس کر رہا ہوں، مجھے امید ہے کہ ریاض الصالحین کی شرح معین الطالبین پہلے تراجم اور شروح میں اگر کی رہ گئی ہوگی تو اس نے پوری کی ہوگی۔

بعض مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف نے بہت محنت سعی و کوشش سے مختصر اور جامع شرح لکھی ہے البتہ مقدمہ میں کچھ الفاظ میں مبالغہ اور لفاظی کا معمولی عنصر میرے کوتاہ نظر میں ہے شاید حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس تالیف کو مقبول خاص و عام بنائے، مؤلف موصوف کو جزائے خیر عنایت فرمائے اور اس سے زیادہ قرآن و حدیث کی خدمت کی توفیق و ہمت نصیب فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

محمد سعید

۲۳ / ۲ / ۱۶۳۶

۵ / ۱۲ / ۱۰۱۰۲۰

تقریظ:

فضیلة الشیخ حضرت مولانا کمال الدین المسترشد صاحب حفظه الله

رئیس دارالافتاء جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

ایک زمانہ وہ تھا جس میں پاک و ہند کا خطہ سمیت پورے جنوبی ایشیا کا منطقہ علم حدیث سے ناواقف تھا، عوام الناس کیا بلکہ بہت سارے علماء بھی اس کلام حکمت اور دانائی کی گفتگو و تعلیمات سے نامانوس ہوتے تھے، یہاں فنون کی تو بھرمار ہوا کرتی تھی، منطق و فلسفہ اور صرف و نحو کی درس گاہیں بڑی تعداد میں موجود تھیں اور کہیں کہیں فقہ کے ماہر استاذ بھی ہوا کرتے تھے مگر علم حدیث اور تفسیر کے متعلق یا تو لوگوں کی دلچسپی اور طلب نہیں تھی یا پھر قرآن و سنت کے اساتذہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ اپنے رسالہ المسماة "الامصار وذوات الآثار" میں رقمطراز ہیں:

"فالا قالم التي لا حدیث بها یروی ولا عرفت بدالك الصین اغلق الباب والهند والسندہ"

مگر اللہ کے فضل و کرم سے اسلام کے تقریباً ایک ہزار سال گزرنے کے بعد یہاں علم تفسیر و حدیث کی بہاریں اور یہاں کے لوگ بھی دوسرے منطوقوں کی طرح ان بنیادی علوم سے روشناس ہونے لگے، اب اللہ کے فضل سے صحاح ستہ کے علاوہ متعدد کتب حدیث و فاق المدارس العربیہ پاکستان کے تعلیمی نصاب میں باقاعدہ شامل کی گئی ہیں اگرچہ ان کتب پر وہ توجہ نہیں دی جاتی ہے جو ان کا حق بنتا ہے مگر پھر بھی ان کا شمول بڑی بات ہے۔

منجملہ ان کتب میں سے ریاض الصالحین ہے جو امام کبیر ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ہے جس کا ایک حصہ درجہ رابعہ میں پڑھایا جاتا ہے۔

ہمارے برادر اسلامی مولانا علی محمد قاسمی زید مجدہ نے بھی اس کا رخیر میں اپنا حصہ بھر پور طریقہ سے ڈالنے کی سعی جمیل فرمائی ہے اور درجہ رابعہ میں پڑھائے جانے والے حصے کی شرح لکھی ہے جس میں نہ تو طول مل ہے اور نہ ہی اختصار مخل ہے بلکہ درجہ کے لحاظ سے مبتدی طلبہ کی علمی سطح کے مطابق الفاظ کی لغوی و شرعی اور اصطلاحی تشریحات کے ساتھ ساتھ احادیث پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ راقم نے بعض مقامات کا مطالعہ کیا اور اسے اپنے مقصد میں کافی پایا۔ موصوف جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں اور جو ان سالی کے باوجود تحقیق اور طلب کا ذوق رکھتے ہیں چونکہ کامیابی بتوفیق اللہ تعالیٰ اسی محور کے گرد گھومتی ہے اس لئے امید ہے کہ موصوف مستقبل میں مزید اچھی اچھی کتابیں تصنیف فرمائیں گے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اسے ان کی دنیا و آخرت کی فلاح کا ذریعہ بنائے اور طلبہ کو اس شرح سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور موصوف کے زور قلم کو مزید بڑھائے۔ آمین ثم آمین

کمال الدین المسترشد

خادم الحدیث الشریف النبوی جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

۳ صفر المظفر 1437ھ 2015ء

کلمات تبرک

ولی دوران قطب زماں حضرت اقدس مولانا عبداللہ پہوڑ (جرار پہوڑ شریف شکار پور، سندھ)

ان گنت درود و سلام ہو اس ذات بابرکات پر جس نے اپنے ہر قول و عمل سے خود رفتگان حق کی راہنمائی فرمائی، آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در رہائے کلام انسانیت کے لئے تریاق اکبر ہیں، قابل صد افتخار ہیں وہ عظیم لوگ جنہیں گلہائے نبوت کے مشک و عنبر سے جہان عالم کو معطر کرنا نصیب ہو جائے، محدثین و رواة حدیث اور شارحین حدیث ملت اسلامیہ کا وہ قابل فخر سرمایہ ہیں جن کی خدمات عالیہ کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، اسی سلسلے میں منسلک ہونے والے ہمارے انتہائی قریبی برادر عزیزم فاضل نوجوان حضرت مولانا علی محمد قاسمی صاحب زید مجد ہم بھی ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے اس خدمت عالیہ کے لئے منتخب فرمایا ہے اور انہوں نے اپنی قابل قدر صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے سنبھائے نبوت کی توضیح و تشریح میں خدمت سرانجام دی اور ریاض الصالحین جیسی عظیم کتاب حدیث کے کچھ اجزاء کو بڑے احسن انداز میں تشریح و توضیح سے مزین فرمایا ہے، دل سے دعاء گو ہوں حق تعالیٰ ان کی اس کاوش بنام ”معین الطالبین علی ریاض الصالحین“ کو درجہ قبولیت عطا فرما کر منظور خاص و عام بنا دے۔

عبداللہ پہوڑ جرار پہوڑ شریف (شکار پور)

پیش لفظ

لائق صد حمد و ستائش ہے، وہ ذات کبریا جس نے کارخانہ کائنات اور آشیانہ حیات کو وجود بخش کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے رشد و ہدایت کا سلسلہ حق جاری فرمایا اور قابل صد صلوٰۃ و تسلیم ہے وہ ذات بابرکات جو اس سلسلۃ الذہب سے منسلک ہو کر خاتم الرسل والنبیین کے منصب عالی پر فائز ہوئی جن کی زبان و لسان سے نکلنے والے دُرہائے نبوت رہتی دنیا تک انسانی فلاح و بہبود کا مرکز و محور ہیں، جو جوامع الکلم کے پیش بہا موتیوں سے آراستہ ہو کر خلق قرآن کے پیکر مجسم ہیں، فرامین نبوت درحقیقت معانی قرآن ہیں جن کی گہرائی اس قدر عمیق ہے کہ اس میں غوطہ زن ہونے والا کوئی بھی تبصرکما حقہ اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکا، عقل و نقل اس پر شاہد ہے کہ اسلام نے انسانی زندگی کے جن شعبوں اور پہلوؤں کو اپنے دائرہ بحث میں لیا ہے کتاب لاریب قرآن کریم نے ان میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس کی بنیادی تعلیمات اور اصل روح کو بیان نہ کر دیا ہو مگر قرآن کریم کا معجزانہ اسلوب وہ انمٹ حقیقت ہے جس نے عجم تو کجا باسیان عرب کو بھی عاجز کر دیا اور قرآنی الفاظ و نقوش کی مراد تک پہنچنے سے لغت عرب بھی عاجز ہو کر رہ گئی۔ یہ حقیقت بھی امر مسلم ہے کہ انسان ایک حد تک اپنی عقل و خرد کے سہارے آشیانہ حیات کو قائم رکھ سکتا ہے اور کہیں نہ کہیں جا کر ضرور وہ ماورائے عقل و حواس رشد و ہدایت کا محتاج ہوتا ہے اور اسی رشد و ہدایت کا نام ”وحی“ ہے جس کا اختتامی مرکز قرآن کریم ہے تو ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مرکز رشد و ہدایت سے عام انسانیت نفع اٹھا سکے سو اس ضرورت کی تکمیل کے لئے اک ایسے معلم قرآن کی ضرورت تھی جو بشری تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر الفاظ قرآن کی کماحقہ تشریح کر سکے اور جسے بارگاہ خداوندی سے براہ راست معلم قرآن ہونے کی سند عطا کی گئی ہو جس کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی مرضی و مراد کا آئینہ دار اور اس کے وجود مسعود سے صادر ہونے والا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی و رضاء کا مظہر کامل ہو۔

چنانچہ حق سبحانہ و تقدس نے اپنی آخری کتاب کا معلم اول اپنے آخری رسول سرور کونین ختم الرسل ہادی سبل، سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو بنا کر بھیجا اور اپنی آخری کتاب لاجواب میں انہیں بالفاظ ایں سند تعلیم جاری فرمادی۔ و يعلمکم الكتاب والحکمة و يعلمکم ما لم تکنوا تعلمون (البقرہ: 101)

قرآن کریم کی یہ گواہی اور سند اس کی بین دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے والا ہر گوہر سخن وحی ربانی کا عین مظہر تھا، اس لحاظ سے قرآن کریم دو چیزوں کا مجموعہ ہے (1) الفاظ (2) معانی، الفاظ تو ان ظاہری نقوش کا نام ہے جو قرآن کریم کے صفحات و قراطس اور صدور والسنۃ الناس کے زینت ہیں اور معانی قرآن وہ فرامین نبوت ہیں جنہیں احادیث مبارکہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو الفاظ قرآن کی طرح اپنی مثال آپ ہیں۔

• الفاظ و معانی کا باہمی تعلق ایسا جزء لاینفک ہے کہ دونوں کو کسی صورت ایک دوسرے سے نہ جدا کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی ایک کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن ہے، محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

”امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح قرآن کریم کو سینوں اور سفینوں دونوں میں محفوظ کیا اسی طرح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خارق العادۃ حفظ و ضبط اور قول و عمل سے ایسا محفوظ کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا ایسا محفوظ مجموعہ پیش کیا کہ قیامت تک کے لیے اللہ کی حجت پوری ہوگی۔ احادیث نبویہ کیا ہیں؟ قرآن کے اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص یا خصوص کی تعمیم، بہم کی توضیح و تعیین، غرض ہر پہلو سے

قرآن کی عملی تشکیل اور تشریح و تبیین کا نام ”حدیث رسول اللہ“ ہے اور ”ثم ان علینا بیانہ“ کے بموجب یہ تشریح و تبیین بھی خود وحی ربانی کے ذریعہ بتلائی گئی ہے (الی قولہ) اس لئے قرآن کریم اور حدیث کے درمیان تفریق کا کوئی امکان ہی نہیں ان دونوں کا آپس میں ایسا شدید تعلق اور چولی دامن کا ساتھ ہے کہ ان میں تفریق کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ (مقدمہ بر کتاب ”سنت کا تشریحی مقام قرآن عظیم کی روشنی میں، ص، 17)

احادیث مبارکہ جہاں قرآن کریم کی تشریح و تبیین کے زیور سے آراستہ ہیں وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کے احسانات اور انہیں بالخصوص ہدایت کاملہ کے منصب عالی پر فائز کرنا اسی کی تحدیث بالنعمة کو ”احادیث“ کہلانے کا شرف حاصل ہے۔

غرض یہ کہ احادیث مبارکہ مراد ربانی کی تبیین بھی ہیں اور احسانات ربانی کی تحدیث بھی، یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ کی حفاظت و تشریح میں حد درجہ وہی احتیاط برتی گئی جو الفاظ قرآن کی تفسیر و بیان میں ملحوظ رکھی گئی، محدثین عظام نے علم حدیث میں زبان و قلم ہلانے کے لئے بڑے سخت قواعد مرتب فرمائے ہیں، جہاں طالب حدیث کے لیے بہت سے قواعد و شرائط مقرر فرمائے ہیں وہاں محدث و معلم کے لئے بھی سخت حدود و قیود مقرر فرمائے گئے ہیں، گلستان حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ و باب بہت وسیع ہے۔ جو یزیدک وجہہ حسناً اذا ما زدته نظراً کا عملی نمونہ و مصداق ہے، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ہر زاویے سے از روز اول جاری و ساری ہے اور تادم آخر جاری رہے گی، راقم الحروف بھی اس گلستان کا ایک طائر و عندلیب ہونے کا متمنی ہے کہ اس قید قفس کی سعادتوں پر ہزاروں آزادیاں نثار کی جاسکتی ہیں، اگرچہ قلم و قرطاس مضطرب بھی ہیں تو سکت بھی کہ خلاصہ کائنات فخر موجودات، ریحان گل کائنات، گوہر ارض و سماوات، سید السادات، ترجمان رب کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین و احادیث کی تبیین و تشریح کا حقہ پیش کرنا ایک امتی کی بساط و قوت سے باہر ہے مگر اس خدمت میں محض اندراج اسم کی خاطر یہ کاوش پیش خدمت ہے۔

ایک عرصہ دراز سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل کتاب ”ریاض الصالحین“ وفاق المدارس کے زیر نصاب دینی مدارس میں متداول ہے جس پر بہت سے اہل علم نے تحقیقی و تشریحی خدمات سرانجام دی ہیں جو قابل صد تحسین ہیں اور اپنی جگہ پر عند اللہ وعند الناس اک خاص مقام و شرف قبولیت کی حامل ہیں، بندہ عاجز نے بھی اس سلسلہ الذہب سے منسلک ہونے کے لیے یہ سعی کاوش پیش خدمت کی ہے نیز جن مقامات پر تشنہ باقی رہ گئی ہے اس کی سیرابی کی کوشش کی ہے، زمام عزم کھینچ کر جن نکات کو ملحوظ نظر رکھا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

- (1) درجہ رابعہ (ثانویہ خاصہ) میں وفاق المدارس کے زیر نصاب شامل حصہ کتاب کی توضیح و تشریح۔
 - (2) الفاظ کی صرنی و لغوی تحقیق (3) بعض رواۃ حدیث کا مختصر تعارف و تذکرہ
 - (4) بعض احادیث کے ذیل میں مختصر مسائل جدیدہ کی تخریج (5) توضیح و تشریح میں جامعیت و اختصار
 - (6) احادیث مبارکہ کی شروحات مشہورہ سے استفادہ، مثلاً مظاہر حق، توضیحات شرح مشکوٰۃ (لقضیلۃ الشیخ استاذ محترم حضرت مولانا فضل محمد حفظہ اللہ) کشف الباری شرح البخاری، تشریحات ترمذی، معارف الحدیث، دلیل الفالحین، روضۃ الصالحین، درس مشکوٰۃ (وغیرھا)
- اپنی اس کاوش کو قارئین کے پیش خدمت کرتے وقت بڑی ناسپاسی ہوگی اپنے ان کرم فرماؤں کو فراموش کرنا جن کی نظر کرم اور حوصلہ افزائی بندہ کے لئے نوید سحر ثابت ہوئی جن میں معزز والدین، جملہ اساتذہ کرام، مربیان عظام بالخصوص ولی کامل حضرت اقدس سائیں مولانا عبدالصمد ہالنجوی

مدظلہم، شفیق و مشفق مربی استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد یاسین صاحب مدظلہ (استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن) عالم باعمل استاذ العلماء فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی ابو ذر محی الدین صاحب مدظلہ (مدیر تعلیم جامعہ اسلامیہ کلفٹن) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب جامعہ اشرفیہ سکھر جامع العلوم والفنون حضرت مولانا مفتی ابوبکر محی الدین الدین مدظلہ (جامعہ اسلامیہ کلفٹن) کی نیک تمناؤں اور شفقت بھری اداؤں نے قدم بقدم بندہ کی حوصلہ افزائی کی، اسی طرح بصد قابل من و احسان و قابل شکر یہ ہیں وہ معین کار خیر جنہوں نے اس کاوش کے مختلف مراحل میں معاونت کی بالخصوص ابن المستر شد مولانا نصر اللہ صاحب، مفتی کفایت اللہ ہاشم صاحب، مولانا تاج محمود صاحب، برادر مر بر خوردار حبیب دیان صاحب، مولانا محمد اولیس قصوری صاحب، برادر محمد ایاز انصاری صاحب، ڈاکٹر فاروق احمد صاحب۔

فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توضیح و تشریح کا یہ ادنیٰ سا ہدیہ (نذرانہ سید المرسلین، شفیع العاصمین والمذنبین، امام الصالحاء والمتقین، گل جبین وغبرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کر کے امید شفاعت کا دامن پھیلا کر دغا گو ہوں کہ حق سبحانہ و تقدس اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر، تاروز جزاء اس کا ثواب تمام امت مسلمہ، بالخصوص والدین گرامی، جملہ اساتذہ کرام اور استاذ محترم فضیلۃ الشیخ عطاء الرحمن شہید (جامعہ بنوری ٹاؤن)، نائب رئیس جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی ابو ہریرہ محی الدین حفظہ اللہ کی والدہ مرحومہ (جو کچھ عرصہ قبل داغ مفارقت دے گئی تھی) استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد یاسین صاحب استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شہید اہل خانہ کو پہنچائے اور اس عالیشان خدمت کو بندہ کے لئے ذخیرہ آخرت اور وسیلہ نجات بنا دے کہ بندہ روز جزا یہ کہہ سکے

وہی چند لمحے حیات کے میری کائنات حیات تھے
تیرے تذکروں میں جو کٹ گئے تیری یاد میں جو گزر گئے

اور بارگاہ ذوالجلال میں یہ بھی عرض کر سکوں

الہی تیرے محبوب کی شباہت لیکر آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لیکر آیا ہوں

دانستہ طور پر کوئی بھی مسلمان دینی خدمات میں غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتا اگر سہواً کسی جگہ کوئی غلطی ہو تو اہل علم سے دست بستہ التماس ہے کہ ضرور نشاندہی فرمادیں بندہ تہہ دل ممنون رہے گا۔

نوٹ: حضرت استاذ محترم مولانا محمد زبیر المدنی صاحب زید مجدہم کی طرف سے نشان زد کردہ مبالغہ آمیز مقامات میں ترمیم کر دی گئی ہے۔

علی محمد قاسمی

خرتج: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

استاذ جامعہ اسلامیہ کلفٹن، کراچی

انتساب

بندہ اپنی اس کاوش ”معین الطالبین علی ریاض الصالحین“ کو تہہ دل منسوب کرتا ہے اپنی مادر علمی مرکز علم و عمل، ثانی دارالعلوم دیوبند ”جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی“ اور آماجگاہ علم و ہنر نوید عرفان و سحر ”جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی“ کی طرف جن کی پرانوار فضاؤں نے شرف و سعادت کا یہ اعزاز بخشا ہے۔

اور مجھے اس نہج تک پہنچانے کے مرکزی کردار، قدم بقدم تعاون اور رہنمائی کرنے والے میرے والدین گرامی کی طرف اللہ تعالیٰ ان کا سایہ شفقت تادیر قائم دائم رکھے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

کتاب الجهاد

باب فضل الجهاد:

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (سورة التوبة)
 وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (سورة التوبة)
 وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ
 تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورة البقرة، ۲۱۶)

نحن الذین بايعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدًا

اللهم لا عیش الا عیش الآخرة فاغفر للانصار والمهاجرة

جہاد فی سبیل اللہ: حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اللہ جل شانہ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے ہر بن موبھی اگر
 زبان بن جائے تو کسی طرح اس نعمت کبریٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا اگر ان حضرات کا وجود باوجود نہ ہوتا اللہ جل شانہ کی ذات و صفات
 کی ہم گمراہوں کو کون ہدایت کرتا؟ اور مولائے حقیقی کی مرضیات اور منہیات سے ہم کو کون آگاہ کرتا؟ اور اس معبود برحق کی عبادت
 اور بندگی کے طریقے کون سکھاتا۔ ہدایت اور ضلالت، سعادت و شقاوت کا فرق کون سمجھاتا، معاش اور معاد اور دین اور دنیا، فقیری
 اور درویشی اور حکمرانی اور عدل عمرانی کی راہیں ہم کو کون سمجھاتا، مسجد کے بورے پر بیٹھ کر کیسے حکومت کی جاسکتی ہے اور قیصر و کسریٰ
 کا تختہ کیسے الٹا جاسکتا ہے، مسجد کا امام بھی اور امیر مملکت بھی ہو اور شیخ طریقت بھی اور مسجد کے صحن میں قیصر و کسریٰ کے خزانے لوگوں
 میں تقسیم کرتا ہو یہ امر سوائے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں بتلا سکتا، ہماری ناقص عقلیں بغیر نور نبوت کی رہنمائی
 اور ہدایت کے بغیر بالکل معطل اور بے کار ہیں۔

آنکھ کتنی ہی روشن اور بصیر کیوں نہ ہو جب تک آفتاب اور ماہتاب کا نور معین اور مددگار نہ ہو اس وقت تک آنکھ بے کار ہے، اسی
 طرح سے نور عقل اور نور بصیرت سے حق اور باطل کا شب و بچور میں آنکھ کی روشنی کام دیتی اسی طرح ضلالت اور گمراہی کے شب
 تاریک میں عقل کی روشنی کام نہیں دیتی۔ جس طرح مشفق و مہربان باپ نالائق اولاد کی اصلاح و تربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا
 اسی طرح حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مخلصانہ اور مشفقانہ مواظبت سے امت کے نالائق اور بد بخت افراد کی تفہیم اور
 اصلاح میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ ایک مدت مدید و عرصہ دراز تک نہایت ملاطفت اور نرمی سے ان کو اللہ کی طرف بلاتے رہے مگر وہ

بد نصیب دن بدن اور اللہ سے دور بھاگتے گئے۔

جب حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نصیحت کرتے کرتے تھک گئے اور ان کو کوئی اثر نہ ہوا بلکہ ان کی سرکشی اور شرارت مزید بڑھتی گئی اور خدا کے پرستاروں کو خدائے قدوس کا نام لینا دشوار ہو گیا اور انبیاء اللہ اور ان کے اصحاب اور تبعین کے تکلیف و تعذیب اور استہزاء اور تمسخر پر تھل گئے تب اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ مومنین مخلصین کو بچایا اور منکرین و مکذبین کو ہلاک اور برباد کیا۔ کسی کو غرق کیا اور کسی کو زمین میں دھنسا یا اور کسی پر آسمان سے پتھر برسائے اور کسی پر زلزلہ بھیجا، کسی پر تندہوا مسلط کی اور کوئی بندر اور سوور بنایا گیا۔ الغرض انبیاء و مرسلین کے منکرین اور مکذبین کا اس طرح عذاب خداوندی سے ہلاک اور برباد ہونا تاریخ عالم کے مسلمات سے ہے، جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عذاب دینے والا وہی عزیز و منتقم ہے لیکن اس کا ظہور ہمیشہ حجاب اور واسطہ سے ہوتا ہے، کبھی دشمن کو غرق کر کے ختم کرتا ہے تو کبھی زمین کو دھنسانے کا حکم کرتا ہے تو کبھی فرشتوں کے ذریعے سے اور کبھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے تبعین کو جہاد کا حکم دے کر اپنے دشمن کو تباہ و برباد کراتا ہے، یہ عین حکمت اور صواب ہے۔

جہاد کے اغراض و مقاصد

ان آیتوں میں حق جل و علانے اجمالاً جہاد کے کچھ اغراض و مقاصد کا ذکر فرمایا ہے اور اشارۃً لوگوں کے اس شبہ کا جواب دیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے جہاد کی اجازت دے کر خون ریزی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ خلاصہً جواب یہ ہے کہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں انبیاء سابقین کو بھی جہاد کی اجازت دی گئی، ورنہ اگر جہاد کی اجازت نہ دی جاتی تو اللہ کا نام لینا دشوار ہو جاتا اور تمام معابد منہدم کر دیئے جاتے اور خداوند ذوالجلال کی قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے مخلصین کو جہاد کا حکم دیتا رہا تا کہ مفسدین اور فتنہ پردازوں کے شر اور فساد کو دفع فرمائے۔

جہاد کی حقیقت

جہاد، جہد سے مشتق ہے بمعنی طاقت جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی طاقت کو حاشا مال و دولت کے لئے نہیں، عصبيت، قومیت، وطنیت اور اظہار مردانگی، شجاعت، توسیع سلطنت و مملکت کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی طاقت کو پانی کی طرح بہا دینا اس کو اصطلاح شریعت میں جہاد کہتے ہیں۔

اعلاء کلمۃ اللہ (اللہ کا بول بالا) کرنا اگر مقصود نہ ہو بلکہ مال و زر مطلوب ہو یا قطع نظر حق اور باطل سے وطن اور قوم کی حمایت مقصود ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ جہاد نہیں جہاد تو وہ ہے جو محض خالص اللہ جل جلالہ کی رضاء اور خوشنودی کے لئے ہو دنیاوی اور

نفسانی اغراض کے شائبہ سے بالکل پاک ہو۔

آداب جہاد

(1) جب جہاد کے لئے گھر سے نکلو تو اللہ کا نام لیکر نکلو۔

(2) اتراتے ہوئے اور اڑتے ہوئے نہ نکلو۔

(3) آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑانہ کرو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔

(4) مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہو، صبر اور تحمل سے کام لو۔

(5) عین معرکہ قتال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو، جس کے لئے جانبازی اور سرفروشی کرنے نکلے ہو ایک لمحہ کے لئے اس سے غفلت نہ ہو۔

اے ایمان والو! جب کافروں کی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو امور ذیل کو ملحوظ رکھو۔

(1) جہاد میں ثابت قدم رہو۔

(2) اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ اس کے نام کی برکت سے تم کامیاب ہو جاؤ۔

(3) اور ہر امر میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ملحوظ نظر رکھو۔

(4) آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑانہ کرو کہ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

(5) اور ان کافر لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ (جو اسی واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور دکھلاتے ہوئے نکلے

ہیں اور لوگوں کو خدا کے راستے سے روکنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا محیط ہے۔

(6) اپنی کثرت اور ساز و سامان پر کبھی مغرور نہ ہو اور قلت سے کبھی گھبراؤ نہیں ہر حال میں خداوند ذوالجلال پر اعتماد اور بھروسہ رکھو۔

فتح و نصرت کا مالک صرف اسی کی ذات کو جانو۔

(7) جب سوار ہونے لگو تو اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔

(8) جب کسی بلندی پر چڑھو تو خداوند ذوالجلال کی عظمت و کبریائی کا خیال کر کے اللہ اکبر کہو اور جب پستی اور نشیب کی طرف اترو

تو سبحان اللہ کہو۔

(9) اللہ اگر اپنے فضل سے فتح و ظفر نصیب فرمائے تو امیر لشکر کو چاہئے کہ مجاہدین کی صفیں قائم کر کے اللہ کا شکر اور اس کی حمد و ثناء کرے۔

(10) فتح و نصرت کے بعد بطور فخر یہ نہ کہو کہ ہم نے فتح کیا ہے بلکہ اللہ کی طرف منسوب کرو۔

(11) کتا اور باجا ہمراہ نہ ہو۔

جہاد کی غرض و غایت

جہاد کے حکم سے خداوند قدوس کا یہ ارادہ نہیں کہ یکنخت کافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اللہ کا دین دنیا میں حاکم بن کر رہے اور مسلمان عزت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور امن و عافیت کے ساتھ خدا کی عبادت اور اطاعت کر سکیں، کافروں سے کوئی خطرہ نہ رہے کہ ان کے دین میں خلل انداز ہو سکیں۔

اسلام اور جبر

(1) جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے ہے اور دنیا کی کوئی قوم اور عالم کا کوئی مذہب بدون حکومت کے اپنی حفاظت نہیں کر سکتا، مخالفین اسلام آسمان اور زمین کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور زبان اور قلم سے یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، ان کو یہ معلوم نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں مسلمان وہ شخص کہلاتا ہے کہ جو برضاء و رغبت حقانیت اسلام کا زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے، جو شخص کسی طمع اور لالچ یا کسی خوف اور ہراس سے اسلام کا محض زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق اور اعتقاد نہ رکھے تو وہ شخص شریعت اسلامیہ میں مسلمان نہیں بلکہ منافق کہلائے گا۔

(2) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم کا کفار مکہ کے ہاتھ سے مسلسل تیرہ سال تک طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنا، ماں باپ، خویش و اقارب سب کو اسلام کی خاطر چھوڑ بیٹھنا اس امر کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ انہوں نے اسلام کو بہ ہزار رضاء و رغبت قبول کیا تھا اور اسلام کی حلاوت و شیرینی ان کے دلوں میں ایسی اتر چکی تھی کہ جس نے دنیا کے تلخ سے تلخ مصائب کو شیریں اور لذیذ بنا دیا تھا اور اتنا لذیذ بنایا کہ جان و مال سب ہی اس پر قربان کر ڈالا۔

(3) نیز شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ برضاء و رغبت اس کے احکام کی تصدیق کریں تاکہ ثواب اور نجات اخروی اس پر مرتب ہو سکے، بندہ ایمان اختیاری کا مکلف ہے، اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہی ایمان اور اسلام معتبر ہے جو دل سے ہو اجباری اور اضطراری ایمان کا اعتبار نہیں۔

(4) آنحضرت ﷺ نے جس وقت نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس وقت آپ تنہا تھے کوئی حکومت اور کوئی سلطنت آپ کے پاس نہ تھی نہ ہاتھ میں کوئی تلوار تھی جس سے ایمان نہ لانے والوں کو ڈراتے ہوں، غیروں کا تو کیا تذکرہ کریں کنبہ اور خاندان جو انسان کا حامی اور مددگار ہوتا ہے وہی آپ کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو گیا تھا، ظلم و ستم کی کوئی نوع اور

کوئی قسم ایسی باقی نہ چھوڑی کہ جس کا آپ پر اور آپ کے اصحاب پر تجربہ نہ کر لیا ہو۔ اگر وحی ربانی آپ کی تسلی اور دلا سے نہ کرتی تو پھر ان مصائب و نوائب کا تحمل تقریباً ناممکن تھا، ایسی حالت میں کیسے جبراً اور اکراہ ممکن ہے۔

(5) بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ سال آپ کا قیام رہا، اسی زمانے میں اور اسی حالت میں صدہا قبائل اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، حضرت ابوذر غفاریؓ شروع ہی زمانے میں مسلمان ہوئے اور جب واپس ہوئے تو ان کی دعوت سے نصف قبیلہ غفار مسلمان ہو گیا، ہجرت سے قبل تراسی مرد اور اٹھارہ عورتوں نے جو کہ مشرف باسلام ہو چکے تھے کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی، نجاشی شاہ حبشہ نے حضرت جعفر طیارؓ کی تقریر سن کر مشرف باسلام ہوئے۔ ہجرت سے قبل مدینہ کے ستر آدمیوں نے مقام منیٰ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، مصعب بن عمیرؓ کے وعظ سے ایک ہی دن میں تمام قبیلہ بنی عبدالاشہل مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا۔ بعد ازاں باقی ماندہ انصاری بھی مشرف باسلام ہو گئے۔

(6) نجران اور شام کے انصاری کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ بطور وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام قبول کریں۔

جہاد فرض ہونے کا اعلان

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورة البقرة، ۲۱۶)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے۔ تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناپسند ہے، یہ ممکن ہے کہ تم کسی بات کو ناپسند سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خراب ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (سورة التوبة)

ترجمہ: نکلو تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے اور اللہ ہی کی راہ میں ایسے مال و جان سے جہاد کرو۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلے میں مسلمانوں کے جان و مال خرید لیا ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ، يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ، وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ، وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ. (سورة التوبة: ۱۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے

کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے، تورات اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ کیا ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

گھر میں بیٹھنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً، وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى، وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا، دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا. (سورة النساء: ۹۵، ۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ برابر نہیں وہ انسان جو بلا کسی عذر گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اللہ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے، جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بنسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے، سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے۔ بہت سے درجات جو خدا کی طرف سے ملیں گے مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے، بڑے رحمت والے ہیں۔

ایسی تجارت جو جہنم کی عذاب سے بچالے

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ، تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ، يَغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ، ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ، وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ، وَبَشِيرِ الْمُؤْمِنِينَ. (سورة الصف: ۱۰ تا ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اے ایمان والو! کیا تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے، تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے، ایک اور ثمرہ بھی ہے کہ تم اس کو پسند کرتے

ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح یابی ہے آپ ﷺ ان مومنوں کو بشارت دیتے تھے۔

والآیات فی الباب کثیرة مشہورة

اس باب میں بہت سی آیات مشہور ہیں۔

خلاصہ کلام: ان تمام آیات میں جہاد کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور جہاد کا مقصد یہی بتایا گیا کہ صرف اور صرف اللہ کا دین ہی دنیا میں حاکم بن کر رہے اور دین برحق کی ہی سر بلندی ہو اور جہاد کا مقصد صرف رضائے الہی ہو، دنیا کا حصول مقصد نہ ہو اور نہ ہی شجاعت و قومیت دکھانا مقصود ہو، جو قومیت، عصبیت و شجاعت دکھانے کے لئے جنگ لڑی جائے وہ جہاد نہیں۔

وَأَمَّا الْإِحَادِيثُ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ فَكَثُرَ مِنْ أَنْ تُحْصِيَ فَمِنْ ذَلِكَ :

جہاد کی فضیلت میں احادیث اتنی کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱۲۸۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور۔ (رواہ البخاری و المسلم)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ ورسولہ کے بعد سب سے افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے گویا جہاد فی سبیل اللہ کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ آپ ﷺ نے جہاد کو افضل اللہ الاعمال کہا اور اسے حج مبرور سے بھی مقدم رکھا۔

لغات: سئل سوال کیا گیا، ماضی مجہول۔ الْأَعْمَالُ جمع ہے عَمَلٍ کی بمعنی عمل۔ أَفْضَلُ اسم تفضیل بمعنی فضیلت والا۔ الْجِهَادُ بمعنی جہد کے یعنی کوشش کرنا، اصطلاح میں دین کی سر بلندی کے لئے اپنی جان و مال کی بازی لگانا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ ان کا اصل نام عبد شمس تھا۔ 7 ہجری میں اسلام قبول کیا، اصحاب صفہ کے مایہ ناز محنتی طالب تھے، صحابہ میں سے زیادہ روایات انہی سے مروی ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 5374 ہے۔

57 ہجری میں 78 سال کی عمر میں وفات پائی ہے، ابو ہریرہ کنیت اور نام عمیر تھا۔

سب سے افضل عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے۔

(۱۲۸۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى؟ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى وَفَّيْهَا. قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کونسا عمل اللہ جل جلالہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کیا، پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے اچھا سلوک کرنا، میں نے عرض کیا، پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ سب سے افضل عمل نماز کو اپنے اوقات میں ادا کرنا ہے، اس کے بعد والدین کے ساتھ نیکی اور اچھائی کا برتاؤ کرنا، پھر جہاد فی سبیل اللہ ہے، حالانکہ گزشتہ حدیث میں سب سے افضل عمل جہاد کو بتایا تھا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جو مختلف اوقات میں مختلف اعمال کو افضل بتایا ہے وہ سائل کے مختلف ہونے کی وجہ سے جس سائل میں جس چیز کی کمی تھی اس کے لئے وہ عمل افضل عمل کہا تا کہ مخاطب اس پر زیادہ توجہ دے یا حالات کی بناء پر مثلاً جب دشمن کا زیادہ خطرہ تھا، اس وقت جہاد کو افضل عمل کہا۔

لغات: أَحَبُّ اسم تفضیل بمعنی محبوب بہو۔ بھلائی کرنے والا، نیکی کرنے والا۔

تخریج حدیث: (صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم کتاب الایمان)

راوی حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی اور خادم رسول تھے، صاحب النعلین انہی کا لقب ہے۔ علم فقہ کے ماہر تھے، آپ ﷺ قرآن پاک کی تلاوت کی فرمائش کر کے سنا کرتے تھے، حضر و سفر میں آپ ساتھ رہتے تھے، گندم گوں رنگ اور لمبی زلفوں والے تھے، والدہ کا نام ام عبد تھا، فقہ حنفی کا مدار زیادہ تر آپ ہی کی روایت پر ہے۔ 23 ہجری میں انتقال ہوا۔ ان کی مرویات کی تعداد 848 ہے۔

سب سے افضل عمل اللہ پر ایمان لانا ہے

(۱۲۸۷) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْإِيمَانُ بِاللَّهِ تَعَالَى وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے میں نے پوچھا: سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ، گویا کہ مسلمان کے لئے جہاد فی سبیل اللہ سب سے افضل عمل ہے۔

فائدہ: مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو افضل بتانا یہ مختلف احوال، اوقات، مقامات یا مختلف سائلین کے اعتبار سے ہے۔

لغات: اَفْضَلُ اسم تفضیل ہے اس کا مصدر اَلْفَضْلُ ہے بمعنی احسان، زیادتی، بقیہ۔ فضل (ن، س) باقی رہنا، زائد ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان، واحمد والدارمی ج ۲، ص ۳۰۷

راوی حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں، ان کا نام جناب تھا، قبیلہ غفار سے تھے، زندگی نہایت سادگی سے گزاری، آپ ﷺ کی مکی زندگی میں مشرف باسلام ہوئے، ان کے اسلام لانے کی وجہ سے قبیلہ غفار کے بہت سارے لوگ مشرف باسلام ہوئے، آخری عمر میں مقام زندہ کو مسکن بنایا تھا اور وہیں پر ہی واصل باللہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ان کی روایات کی تعداد 281 ہے۔

ایک صبح یا شام اللہ کے راستے میں لگانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

(۱۲۸۸) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَعْدُوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک صبح یا شام لگانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: لَعْدُوَةٌ، رَوْحَةٌ میں تنوین برائے تکمیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صبح یا شام کا جو ایک معمولی سا حصہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لگائے اس کو بھی یہی فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یہ معمولی سا وقت جہاد میں لگانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ معمولی سا وقت جہاد میں لگانا پوری دنیا کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

لغات: لَعْدُوَةٌ بمعنی صبح، لَرَوْحَةٌ شام، خَيْرٌ اسم تفضیل ہے بمعنی بھلائی۔ الدُّنْيَا دنیا کو کہتے ہیں۔ مَا فَوْقَ الْأَرْضِ یہ دنیا ہے، جس میں آپ اور ہم رہ رہے ہیں یہ دنیا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ واحمد ج ۴، ص ۱۲۳۵۲۔ وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں اور خادم رسول کے لقب سے مشہور ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 1286 ہے۔ حضرت ابو بکر کے دور خلافت میں یہ بحرین کے عامل بھی رہے ہیں، کوفہ میں صحابہ میں سے سب سے آخری وفات پانے والے یہی صحابی ہیں۔ ابو حمزہ کنیت تھی، ان کی والدہ ام سلیم مشہور صحابیہ ہیں۔

سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنے مال و جان جہاد کرتے ہیں

(۱۲۸۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ فِي شَعْبٍ مِّنَ الشُّعَابِ يَعْبُدُ اللَّهَ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اس نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ مؤمن جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کرنے والا ہو۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ سب سے افضل جہاد اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے، اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اپنے نفس کو خواہشات سے بچانا اور شیطان سے جہاد کرنا بہت ہی مشکل ہے، جہاد بالنفس کے بعد ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ: کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے اگر دین پر عمل کرنا مشکل ہو رہا ہو تو پھر لوگوں کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہوا اپنے رب کی عبادت کرتا رہے، لوگوں سے ترک تعلقات کرے۔

فائدہ: عام حالات میں اختلاط یعنی لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا بہتر ہے، فتنہ و فساد کے زمانہ میں گوشہ نشینی بہتر ہے۔

لغات: اُتَى: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم بمعنی آیا۔ يُجَاهِدُ: جہاد کرنا، کوشش کرنا۔ شَعْبٌ اس کی جمع شُعَابٌ آتی ہے،

بمعنی گھاٹی۔ وَدَعَّ: چھوڑنا۔ وَدَعَا

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مشہور صحابی رسول ہیں۔

اللہ کے راستے میں ایک دن کا پہرہ دینا دنیا میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے

(۱۲۹۰) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رِبَاطٌ يَوْمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعٌ سَوِّطٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرُّوحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن سرحد کا پہرہ دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے جنت میں تم میں سے کسی ایک کو کوڑے کی جگہ کامل جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے اور اللہ کی راہ میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (رواہ البخاری والمسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جہاد میں ایک دن کی چوکیداری کرنا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔

مَوْضِعٌ سَوِّطٍ أَحَدِكُمْ کا مقصد یہ ہے کہ جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ کامل جانا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔ گویا کہ عند اللہ دنیا کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔

لغات: رِبَاطٌ . پہرہ داری، چوکیداری کرنا۔ مَوْضِعٌ . بمعنی جگہ۔ سَوِّطٌ کوڑے کو کہتے ہیں۔ الْعَبْدُ اس کی جمع عَبِيدٌ اور عِبَادٌ آتی ہے، بمعنی آدمی، غلام۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ وکذا فی الترمذی

راوی حدیث: مشہور صحابی رسول ہیں۔ نام سہل، والد کا نام سعد اور قبیلہ ساعد سے تعلق تھا۔

(۱۲۹۱) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رِبَاطٌ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ فِيهِ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجْرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنْ الْفِتَانِ . رواه المسلم

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سرحد پر ایک رات یا ایک دن کا پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے رکھنے اور اس کی شب میں عبادت کرنے سے بہتر ہے اور اگر وہ اس حالت میں

وفات پالے تو اس کا عمل جاری رہے گا جو وہ کیا کرتا تھا اور اس پر اس کی روزی (جنت میں) جاری رہے گی اور وہ فتنہ (قبر میں) ڈالنے والے سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم شریف)

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہی ہے کہ جو سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے شہادت پاتا ہے تو اس کی خصوصیت یہ ہے کہ تاقیامت اس کے لئے اعمال صالحہ لکھے جائیں گے۔ چونکہ کیداری کرنے والا عذاب قبر اور آزمائش سے بھی محفوظ رہے گا۔ یہ عظیم سعادت مجاہدین کے لئے ہے۔

لغات: مات یموت موتاً، مرنا، جوی بمعنی جاری رہنا۔ آمن مطمئن رہنا۔ الفتنان فتنہ آزمائش۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والترندی والنسائی

راوی حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ نسلاً فارسی تھے۔

پہرہ دینے کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے

(۱۲۹۲) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَيْهِ إِلَّا الْمُرَابِطُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّهُ يَنْمِي لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤْمِنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ.

رواہ ابو داؤد و الترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مرنے والے کا عمل اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد کا پہرہ دیتا ہو، بے شک اس کے عمل کو قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور قبر کے فتنے سے بھی اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی

تشریح: مفہوم حدیث یہ ہے کہ سرحد پر حفاظت کرتے ہوئے شہادت پانے والے کے اعمال صالحہ کا اجر و ثواب جاری رہتا ہے۔ تاقیامت اس کے نامہ اعمال میں اجر و ثواب لکھا جاتا ہے۔

وَيُؤْمِنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ کا مقصد یہ ہے کہ قبر کے سوالات کو ہٹالیا جائے گا یا سوالات میں نرمی کی جائے گی۔

لغات: الْمُرَابِطُ چونکہ کیداری کرنے والا۔ يَنْمِي بڑھنا۔ يُؤْمِنُ مطمئن ہونا۔

تخریج حدیث: ابو داؤد کتاب الجہاد۔ الترمذی ابواب فضائل الجہاد

راوی حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ کے راستے میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا دنیا کی دوسری جگہوں پر پہرہ دینے سے ہزار درجہ بہتر ہے
(۱۲۹۳) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ. رواه الترمذی وقال حديث حسن صحيح
ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا دنیا کی دوسری جگہوں کے ہزار دن کے پہرہ دینے سے بہتر ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں یہی بتایا جا رہا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ داری دوسری جگہوں کی پہرہ داری کرنے سے کئی گنا بہتر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں ایک لمحہ کا گزارنا عند اللہ بڑی فضیلت کی بات ہے اور اس پر بہت زیادہ اجر ملتا ہے۔

لغات: رباط، چوکیداری کرنا، پہرہ دینا۔ المنازل یہ جمع منزل کی ہے بمعنی جگہ۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الفصائل. واحد ۴۴۲. والجام ۲۳۸۱۔

راوی حدیث: حضرت عثمان بن عفان داماد رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے ابتدائی نبوت کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی ہے۔ ذوالنورین آپ کا لقب ہے، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی دو صاحب زادیاں حضرت رقیہ وام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے عقد نکاح میں آئیں تھیں۔ آپ بڑے مالدار اور سخی تھے، امت مسلمہ کو ایک ہی قراءت پر جمع کرنا آپ ہی کا عظیم احسان ہے، آپ کا دور خلافت بارہ سال رہا۔

قیامت کے دن مجاہد کے خون کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی

(۱۲۹۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَضْمَنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَإِيمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرُسُلِي: فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلِمٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كَلِمٍ: لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزَوْا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَعْرُوزُ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَعْرُوزُ فَأُقْتَلُ. رواه المسلم ورواه البخاری بعضه - "الْكَلْمُ" الْجَرْحُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لیتا ہے جو اس کی راہ میں نکلے اس کو گھر سے نکالنے والی چیز صرف میرے راستے میں جہاد ہی کرنا ہو مجھ پر ایمان اور میرے رسول کی تصدیق کے سوا اور کچھ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوتا ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا یا اس کے گھر کی طرف اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس لوٹا دوں جس سے وہ نکل کر گیا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ گویا وہ زخم ابھی (آج کا دن) لگا ہے۔ اس کا رنگ تو خون والا ہوگا اور اس کی مہک مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر مسلمانوں پر شاق ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں کبھی بھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاتا ہے لیکن میں اس بات کی گنجائش نہیں پاتا اور ان صحابہؓ پر یہ بات بڑی گراں گزرتی ہے وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر قتل کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم، اور بخاری نے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے)

تشریح: مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ جذبہ جہاد اور شوق جہاد کو بیان فرما رہے ہیں، کسی جنگ میں شرکت نہ کرنے پر افسوس کا اظہار یہ صحابہ کے ساتھ بے حد محبت کرنے کی دلیل ہے کہ ان کی جدائی ناقابل برداشت ہو رہی ہے ساتھ میں محبت جہاد کا شوق بھی قابل تقلید ہے۔

ثُمَّ أُحْيَىٰ ثُمَّ أُقْتَلُ. میں زندہ کیا جاؤں، پھر میں شہید کیا جاؤں، بار بار میرے ساتھ یہ معاملہ ہو۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی۔

لغات: تَضَمَّنَ بمعنی ضمانت لینا، کسی اور کے لئے ضامن بن جانا، نال بمعنی حاصل کرنا، پانا، غَنِيمَةٌ بمعنی مال غنیمت۔ كَلْمٌ بمعنی زخم۔ لَوْنٌ رَنُجٌ۔ رِنُجٌ مفرد اس کی جمع رِيَاحٌ آتی ہے، ہوا کا چلنا۔ مِسْكٌ ایک خاص قسم کی خوشبو ہے۔ اَشَقُّ بمعنی مشقت تکلیف۔ قَعْدَتٌ بمعنی بیٹھنا۔ سر یہ وہ جنگ ہے جس میں آپ ﷺ نے شرکت نہ کی ہو اور غزوہ جس میں شرکت کی ہو۔ سَاعَةٌ فراوانی، مالداری

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الجہاد والنسائی وابن ماجہ وکذا فی الیہ تہی ۳۹۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

مجاہد کے زخم سے قیامت کے دن بھی خون ٹپک رہا ہوگا

(۱۲۹۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلِمُهُ يَدْمِي اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ زخم کھانے والا جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون ٹپک رہا ہوگا اور اس کا رنگ خون کے رنگ کی طرح ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ میں مجاہد کی شان کو بیان کیا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن مجاہد اس حال میں آئے گا کہ ان کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا اور خون سے خوشبو مہک رہی ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ شہید اسی لباس اور اسی خون میں دفن کیا جاتا ہے۔

لغات: يُكَلِّمُ زخمی ہونا، لَوْنُ کی جمع الوان آتی ہے، رنگ۔ يَدْمِي خون بہہ رہا ہو، ٹپک رہا ہوگا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری و صحیح مسلم

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

اونٹنی کے دودھ نکالنے کے بقدر بھی اللہ کے راستے میں نکلنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے

(۱۲۹۶) وَعَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرَ مَا كَانَتْ: لَوْنُهَا الزُّعْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ. رواه ابو داؤد و الترمذی وقال حدیث حسن

صحیح

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر بھی جہاد کیا جتنا کسی اونٹنی کو دو بارہ دوہنے کا فاصلہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس کو اللہ کی راہ میں زخم لگا ہو یا کوئی خراش آئی ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم خراش زیادہ سے زیادہ اس حالت میں ہوگی جس میں وہ تھی، اس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

تشریح: فُواقِ نَاقَةٍ کہتے ہیں اونٹنی کا دودھ نکالتے وقت ایک مرتبہ تھن سے دودھ نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ نکالنے کے درمیانی وقفہ کو۔ مقصد یہ ہوگا کہ اگر کسی نے اتنا معمولی سا وقت بھی جہاد میں گزارا تو ایسے آدمی کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اخلاص کے سوا اور حقوق العباد ادا کئے بغیر جہاد کے اصل ثمرات مرتب نہیں ہوتے۔

وَمَنْ جُرِحَ جَرْحًا: مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جس حالت میں مجاہد شہید ہوتا ہے وہ قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھے گا اور اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا۔

لغات: فُواقِ نَاقَةٍ ایک مرتبہ تھن سے دودھ نکالنے کے بعد دوسری مرتبہ نکالنے کے درمیانی وقفہ کو کہتے ہیں۔ جُرِحَ جَرْحًا: زخم کو کہتے ہیں۔ نِكْتٌ نُكْتَةٌ خراش، معمولی سا زخم۔ مِسْكٌ بمعنی خوشبو۔ مُسْكٌ بضم المیم بمعنی خوراک۔ الزُّغْفَرَانِ عمدہ قسم کی خوشبو ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد والترمذی والدارمی، ج ۲، ص ۲۰۱

راوی حدیث: حضرت معاذ بن جبلؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ 12 نبوی کو حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں 18ھ کو ایک طاعونی وباء میں بیت المقدس فلسطین میں شہید ہوئے اور ان کی عمر 36 برس تھی، آپؓ کی مرویات کی تعداد 157 ہے۔

اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر قیام کرنا گھر پر ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۱۲۹۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ مَرُّ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشُعْبٍ فِيهِ عُيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَأَعَجَبْتُهُ فَقَالَ لَوْ اِعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشُّعْبِ وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا إِلَّا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ أَعَزُّوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُواقِ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

رواہ والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

الفُواقِ: مَا بَيْنَ الْحَلْبَتَيْنِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی کا گزرا ایک

ایسی گھائی سے ہوا جس میں بیٹھے پانی کا چشمہ تھا، اس کو وہ جگہ اچھی لگی، اس نے کہا: کاش میں لوگوں سے الگ ہو کر اس گھائی پر قیام کر لوں لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ سے اجازت لے لوں، اس نے اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، اس لئے کہ تمہارے کسی ایک آدمی کا اللہ کی راہ میں قیام (جہاد) کرنا اس کے اپنے گھر کی ستر سالہ نماز سے بہتر ہے۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیں اور جنت میں داخل کریں۔ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جس نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دوبارہ دودھ دوہنے کے درمیانی وقفے جتنے وقت کے لئے بھی جہاد کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ رواہ الترمذی

الْفَوَاقِ: ایک بار دودھ نکال کر دوبارہ نکالنے کے درمیان کا فاصلہ۔

تشریح: اس حدیث مبارک سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاحت کے دوران ایک جگہ پسند آئی اور اسی جگہ قیام کا ارادہ بھی کیا، مگر آپ ﷺ سے مشورہ کئے بغیر وہیں قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا، جب آپ ﷺ سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کرو، بلکہ جہاد کرو اور جہاد فی سبیل اللہ کرنا گھر میں ستر سال نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ گویا کہ آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ مسلمان کی سیاحت اور سہولت جہاد میں ہی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد کی مغفرت کی جاتی ہے اور اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

لغات: عَيْنَةُ پانی کا چشمہ۔ عَذْبَةٌ میٹھا۔ اِعْتَزَلَ بمعنی جدا ہونا، تنہائی اختیار کرنا۔ اِسْتَأْذَنَ باب استفعال اجازت طلب کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد و احمد، ج ۳، ص ۱۰۷۹۰

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

اللہ کی راہ میں نکلنے کے برابر کوئی بھی عمل نہیں ہو سکتا

(۱۲۹۸) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ لَا تَسْتَطِيعُونَهُ فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: لَا تَسْتَطِيعُونَهُ ثُمَّ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بآيَاتِ اللَّهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (متفق عليه وهذا لفظ مسلم)

وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ، قَالَ لَا أَجِدُهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخَلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ؟ فَقَالَ وَمَنْ يُسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل اللہ کی راہ میں جہاد کے برابر ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے ہو، پس انہوں نے دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے یہ سوال دہرایا، آپ ﷺ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے ہو، پھر فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو روزے دار شب بیدار ہو، اللہ کی آیات کی تلاوت کرنے والا ہو، وہ نماز سے نہیں تھکتا ہونہ روزے رکھنے سے، یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنے گھر واپس نہ لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم کے یہ الفاظ ہیں)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول، مجھے ایسا عمل بتلا دیں جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کرنے کے لئے نکلے تو تم اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور اس میں ذرا بھی سستی نہ کر اور روزہ رکھنے والا کبھی روزہ نہ چھوڑے، پس اس آدمی نے کہا، اس کی طاقت کوئی رکھ سکتا ہے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں مجاہد کی فضیلت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ مجاہد کو جہاد فی سبیل اللہ میں جو اجر ملتا ہے، وہ عبادت گزار بندے کو گھر بیٹھے نہیں ملتا۔

جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کوئی اور عمل نہیں اگر ہے تو اس کے کرنے کی انسان میں طاقت نہیں، مجاہد کی فضیلت اس شخص کی طرح ہے جو راتیں مسلسل قیام میں گزارتا ہو اور دن صیام میں، مجاہد کے واپس آنے تک یہی کرتا رہے، بہر حال جہاد فی سبیل اللہ کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور جہاد بعد الفرائض افضل ترین عمل ہے۔

لغات: الصائمُ روزہ دار۔ القانتُ فرمانبردار۔ لا یفتُرُ بمعنی تھکتا ہی نہیں۔ دُلَّنِي مجھے بتا دیجئے۔ یعدِلُ بمعنی برابر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ و کذافی اللیہتی ۱۵۸/۹

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتا ہے

(۱۲۹۹) وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمَسِّكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَرْعَةً طَارَ عَلَى مَتْنِهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ أَوْ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ أَوْ شَعْفَةٍ مِنْ هَذَا الشَّعْفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑا ہو، جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اڑنے لگتا ہو، شہادت یا موت کو اس جگہوں سے تلاش کرتا ہے یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں اقامت اختیار کرتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے سوائے بھلائی کے اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں مستعد مجاہد کی کیفیت اور حالات کو بیان کیا جا رہا ہے، اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہتا ہے، معمولی سی بھی آہٹ محسوس ہوتی ہے تو وہ نکل کھڑا ہوتا ہے اور وہ موت سے گھبراتا نہیں بلکہ شہادت کو تلاش کرتا رہتا ہے اور دشمن کے مقابلے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے، مظلوم کی داد رسی کرنا اس کا محبوب مشغلہ ہوتی ہے، ساتھ میں وہ اپنی ہر قسم کی تیاری بھی رکھتا ہے، اور اس حدیث مبارکہ میں دوسرے آدمی کا بھی بیان ہے جو اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے کسی جنگل یا تنہائی کی جگہ جا کر اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف اور صرف بھلائی کا تعلق ہوتا ہے۔

لغات: مَعَاشِ بمعنی زندگی گزارنا۔ مُمَسِّكٌ، پکڑنا، تھامنا۔ العِنَانُ، لگام۔ يَطِيرُ اِثْنَا۔ یہاں پر یہ تیزی سے کنایہ ہے۔ مَتْنِهِ، مَتْنٌ پیٹھ کو کہتے ہیں۔ هَيْعَةً، آواز جن سے انسان ڈرتا ہے۔

فَرْعَةً دہشت زدہ کرنے والی آواز، گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز۔ مَظَانَّهُ بمعنی جگہ اور ایک معنی تلاش کرنا بھی آتی ہے۔ شَعْفَةً مفرد اس کی جمع شَعَافٌ، شُعْفٌ، شُعُوفٌ بھی آتی ہے۔ پہاڑ کی چوٹی۔ الْيَقِينُ سے مراد موت ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب الجہاد والرباط

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

جنت کے سو درجے ہیں

(۱۳۰۰) وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي

سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں

جو اللہ تعالیٰ نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ دو درجوں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا آسمان اور

زمین کے درمیان کا ہے۔ (بخاری)

تشریح: مجاہدین کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اونچی شان ہے اس لئے ان کے لئے بہت بلند و بالا جنت تیار کی ہوئی ہے جو

دوسرے عبادت گزاروں کے لئے نہیں ہے، ان کے لئے سو درجات اور ہر درجہ میں آسمان و زمین جتنا فاصلہ، یہ صرف دین کی

سر بلندی چاہنے والوں کے لئے ہے۔

لغات: درجۃ جمع درجات بمعنی رتبہ، مرحلہ، سیڑھی، ڈگری۔ اَعَدَّ تیار کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، وابن حبان ۳۶۱۱

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

جنت میں دو درجات کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے کی طرح ہے

(۱۳۰۱) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ

رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَعَجَبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ أَعَدَّهَا عَلَيَّ يَا

رَسُولَ اللَّهِ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا

بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ: وَمَاهِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (رواه

مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے رب

ہونے پر، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہوگی، حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! اس بات کا میرے سامنے پھر اعادہ فرمائیں، آپ ﷺ نے ان پر پھر اعادہ فرمایا۔ اور فرمایا: دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سوگنا جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اللہ کے رسول وہ نیکی کون سی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ جنتیوں کے درجات میں تفاوت بلحاظ اعمال ہوگا، بعض اوپر کے درجات پر فائز ہوں گے تو بعض نیچے کے درجات پر مگر یہ درجات اعمال کے اعتبار سے ملیں گے اور یہ بھی کہ جنت میں بے شمار درجات ہوں گے، لیکن مجاہدین سو کے سو 100 درجات حاصل کریں گے، اور اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمان کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے، بعض دخول اول سے جنت میں جائیں گے تو بعض حساب و کتاب کے بعد جنت میں جائیں گے۔

لغات: رَضِيَ راضی ہونا۔ اِلْسْلَام، اَسْلَمَ فرمانبردار ہونا، دین اسلام اختیار کرنا اور سَمِعَ سے محفوظ رہنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ، وکذا فی الیہتی ۹/۱۵۸ و ابن حبان ۴۶۱۲

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات گزر چکے ہیں۔

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

(۱۳۰۲) وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلِّ الشُّيُوفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثٌ الْهَيْئَةَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا؟ فَقَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ: فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضْرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سنا جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازے

تلواروں کے سائے تلے ہیں، یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اس کی ظاہری حالت پر اگندہ تھی اور اس نے کہا: اے ابو موسیٰ! کیا تم نے واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس چلا گیا اور کہا، میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چلا، دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تشریح: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے یعنی مجاہد جب دشمنان دین کا مقابلہ کر رہا ہوتا ہے اور مقابلہ کرتے ہوئے اگر وہ شہید ہو جائے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ صحابہؓ اور تابعین کا جذبہ جہاد ہمارے لئے قابل تقلید ہے، جہاد کے ساتھ اس طرح کی محبت اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب کرے اور شہادت کی موت نصیب فرمائے۔

لغات: رَتْ الْهَيْئَةِ پراگندہ حالت۔ كَسَرَ تَوْرَانًا۔ جَفَنَ نِيَام۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ، والبیہقی ۴۴/۹

راوی حدیث: نام عمر یا عامر ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں، تابعین میں ہیں، ثقات میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ 106ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی آگ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے

(۱۳۰۳) وَعَنْ أَبِي عَبَسٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَبْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اغْبَرْتُ قَدَمًا عَبْدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو عبس عبد الرحمن بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اور پھر انہیں جہنم کی آگ بھی چھوئے۔ (بخاری)

تشریح: مقصد یہ ہے کہ جس آدمی کے قدم اعلاء کلمۃ اللہ میں چلتے ہوئے غبار آلودہ ہو جائیں تو اس کی جہنم کی آگ سے حفاظت ہو جاتی ہے، یہ تو صرف جہاد کے لئے چلتے مجاہد کی عظمت کا بیان ہے لیکن جو جہاد کرتا ہے پتہ نہیں اسے کتنا اجر ملے گا۔ فائدہ: جہاد فی سبیل اللہ میں مجاہد تو اصل ہیں لیکن اس میں طالب العلم، حجاج، جماعت التبلیغ کا کام کرنے والے بھی شامل ہیں۔

لغات: اغْبَرْتُ خَاكِ الْاُودَةِ (غبار آلودہ) هَوْنَا۔ قَدَمًا، قَدَمِ پاؤں عَبْدًا جمع عَبِيدٌ، عِبَادٌ غلام، بندہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، والترذی والبیہقی ۱۶۲/۹

راوی حدیث: نام عبد الرحمن، کنیت ابو عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی فضیلت والے بدری صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی اور انہوں نے ہی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ ان کی 5 مرویات ہیں۔ اللہ کے خوف سے رونے والا جہنم میں نہیں جائے گا

(۱۳۰۴) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبْنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَبْدٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَذُخَانُ جَهَنَّمَ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ آدمی جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رویا ہو، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور کسی آدمی پر اللہ کے راستے کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہوگا۔ رواہ الترمذی

تشریح: حدیث بالا کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح نکلے ہوئے دودھ کا تھنوں میں واپس کرنا محال ہے تو اسی طرح خوف خدا سے رونے والے آدمی کا جہنم میں جانا محال ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں دخان کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جہنم میں جانا تو الگ بات ہے لیکن اس کو جہنم کا دھواں بھی نہیں پہنچے گا۔

لغات: يَلْجُ داخل ہونا۔ بَكَى بُكَاءً رونا۔ اللَّبْنُ دودھ۔ الضَّرْعُ تھن۔ ذُخَانُ دھواں۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد

راوی حدیث: کے حالات گزر چکے ہیں۔

اللہ کی راہ میں پہرہ دینے والی آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہے

(۱۳۰۵) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

(رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا دو آنکھیں ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو، دوسری وہ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے

ہوئے رات گزاری ہو۔

تشریح: حدیث مبارکہ کا یہی مفہوم ہے کہ دو طرح کے آدمی جہنم میں نہیں جائیں گے (۱) جو ربّ ذوالجلال کی عظمت و جلال کو دیکھ کر اپنے گناہوں پر روئے۔ (۲) جو میدان جہاد میں چوکیداری، پہریداری کرے بشرطیکہ یہ کام اخلاص نیت سے کرے۔

لغات: بَاتَ بَيْتًا وَبَيَّاتًا رَاتٍ گزانا۔ لَا تَمْسُهَا مَسٌّ مَسًّا چھونا۔ تَحْرُسُ چوکیداری کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد والدارمی ۲/۲۰۳

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور صحابی رسول ہیں۔ رئیس المفسرین آپ ہی کا لقب ہے، آپ ﷺ کی دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان کو علم تفسیر میں مہارت دی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو قریب رکھتے تھے۔ 68ھ میں ان کا انتقال ہوا اور طائف میں مدفون ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 2660 ہے۔

جس نے غازی کی مدد کی گویا کہ اس نے خود جہاد کیا

(۱۳۰۶) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں تیار کیا گویا کہ اس نے خود جہاد کیا اور جس آدمی نے کسی غازی کے اہل و عیال پر بھلائی کے ساتھ نگرانی کی اس نے یقیناً جہاد کیا۔

تشریح: مقصد یہی کہ جو اجر و ثواب کام کرنے والے کو ملتا ہے اتنا ہی اجر و ثواب نیکی کے کام کی رہنمائی کرنے والے کو ملتا ہے، جس طرح جہاد فی سبیل اللہ بہت ہی نیک کام ہے ٹھیک اسی طرح مجاہدین کے گھر والوں کی دیکھ بھال کرنا بھی ایک بڑا نیک کام ہے اور اس دیکھ بھال اور نگرانی کی وجہ سے اس کو بھی مجاہد جتنا ثواب ملے گا۔

لغات: جَهَّزَ تَجْهِيْزًا سَامَانَ تِيَارًا كَرْنَا۔ غَزَا يَغْزُو غَزْوًا جِهَادًا كَيْلِيًّا نَكْنَا۔ خَلَفَ بِمَعْنَى دَكَّ بَهَالَ كَرْنَا۔

ترن حدیث: (صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

راوی حدیث: حضرت زید بن قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔

سب سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کا انتظام کرنا ہے

(۱۳۰۷) وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ مَنِيحَةٌ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ طَرُوقَةٌ فَحَلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقات میں سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا ہے یا اللہ کی راہ میں کسی خادم کا عطیہ کرنا ہے یا جوان اونٹنی جو جنتی کے قابل ہو اور فحل کہتے ترمذی وقال حدیث حسن صحیح

تشریح: ظِلُّ فُسْطَاطٍ سایہ دار خیمہ، اس سے مراد آرام دہ جگہ ہے جہاں مجاہدین راحت و سکون حاصل کریں۔ مَنِيحَةٌ خَادِمٍ خادم کا عطیہ کرنا جو مجاہدین کی خدمت کرے۔ طَرُوقَةٌ فَحَلٍ، طَرُوقَةٌ نوعمر نوجوان اونٹنی جو جنتی کے قابل ہو اور فحل کہتے ہیں طاقت و راونٹ کو۔

مقصد کلام یہ کہ مجاہدین کے لئے راحت و سکون کے اسباب مہیا کرنا بہترین صدقہ ہے۔

لغات: ظِلُّ جمع أَظْلَالٍ سایہ۔ الصَّدَقَاتُ جمع ہے اس کا مفرد صدقہ ہے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فضائل الجہاد

راوی حدیث: حضرت ابو امامہ الباہلی (صدی بن عجلان) رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

اللہ کے راستے میں نکلنے والے کی مدد کرنے سے مال میں برکت ہوتی ہے

(۱۳۰۸) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ فَتَى مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُرِيدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا أَتَجَهَّزُ بِهِ قَالَ إِنْ أَتَيْتَ فَلَانًا فَأَنَّهُ كَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرِضْ فَآتَاهُ فَقَالَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ أَعْطِنِي الَّذِي تَجَهَّزْتُ بِهِ قَالَ: يَا فَلَانَةَ أَعْطِيهِ الَّذِي كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهِ وَلَا تَحْبِسِي عَنْهُ شَيْئًا فَوَاللَّهِ لَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا فَيَبَارِكَ لَكَ فِيهِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قبیلے اسلم کے نوجوان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، لیکن میرے پاس سامان جہاد نہیں ہے جن کے ذریعے سے جہاد کا ساز و سامان تیار کروں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے جہاد کی تیاری کی لیکن وہ بیمار ہو گیا، وہ نوجوان اس کے پاس گیا اور اس سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ سامان مجھے دے دو، جس کو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا ہے اس نے اپنی بیوی سے کہا

اے فلائی اس کو وہ سامان دے دو جس کے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز مت روکنا، اللہ کی قسم اس میں سے کوئی چیز مت روکنا تا کہ تمہارے لئے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔ رواہ مسلم

تشریح: مذکورہ حدیث سے علماء استدلال کرتے ہیں کہ جو آدمی خود جہاد پر کسی عذر کی وجہ سے نہ جاسکتا ہو تو وہ کسی اور کو سامان مہیا کر دے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا جہاد کرنے والے کو، اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مال اگر راہ خدا میں خرچ کیا جائے تو اس میں خیر و برکت آجاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مال اگر کسی ایک نیک کام میں خرچ نہیں کر سکا ہو تو دوسرے نیک کام میں اسے خرچ کرنا چاہئے۔

لغات: يُقْرِنُكَ بمعنى پڑھنا، کہنا۔ فِتًا جوان۔ لَا تَحْبِسِيْ بمعنى قید کرنا، روکے رکھنا۔ فَيُبَارِكُ برکت۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

اللہ کے راستے میں جانے والے کی جانشینی کرنے والے کو بھی برابر کا ثواب ملتا ہے

(۱۳۰۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَى بَنِي لَحْيَانَ فَقَالَ لِيَنْبِئْتُمْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا وَالْآخَرُ بَيْنَهُمَا. (رواه مسلم) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ لِيَخْرُجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ، رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحيان کی طرف جہاد کے لئے (جبکہ وہ کافر تھے) ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمی میں سے ایک جہاد کے لئے جائے ان کے درمیان اجر و ثواب برابر ہوگا۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے گھر سے نکلے، پھر آپ ﷺ نے بیٹھنے والے کے لئے فرمایا: تم میں سے جو شخص جہاد میں جانے والے کے گھر والوں اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کرے، گا تو اس کو جہاد میں جانے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔ (صحیح مسلم)

تشریح: حدیث شریف سے بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ اجر دونوں کے درمیان آدھا، آدھا ہوگا، حالانکہ دوسری روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اجر دونوں کو پورا ملے گا، برابر ملے گا۔ درحقیقت اس حدیث مبارکہ میں قاعد، نائب کو مجاہدین کے گھر والوں کی دیکھ بھال کے لئے ابھارا جا رہا ہے، ان کی خدمت پر انہیں جوش دلایا جا رہا ہے کہ اگر آپ جہاد پر نہیں جاسکتے تو کم از کم جو جا رہا ہے

اس کے گھروالوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کر کے آپ بھی اتنا ہی یا اس سے آدھا اجر حاصل کر سکتے ہیں۔ نصف کبھی نوع کے لئے بھی آتا ہے تو اس کا مقصد ہوگا کہ کام چونکہ جان و مال دونوں سے ہوا ہے تو جس نے مال دیا اس کو مال کا ثواب اور جس نے جان دی اس کو جان کو پورا ثواب ملے گا لیکن چونکہ مجموعہ اس کا دو چیزوں سے بنا ہے تو اس حساب سے ان کے ثواب کو نصف کہا گیا ہے۔ بعض حضرات نے نصف کا لفظ زائد قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ شاید یہ کسی راوی کی طرف سے اضافہ ہو۔

فائدہ: یہ حدیث دین کے دیگر شعبہ جات کے معاونین کو بھی شامل ہے خصوصاً علماء، طلباء

لغات: بَعَثَ بھیجنا، مبعوث ہونا۔ بَعَثَ يَبْعَثُ بَعَثًا بھیجنا۔ الْخَارِجُ جو جہاد کے لئے گیا ہو۔

تخریج حدیث: (صحیح مسلم کتاب الامارۃ والبوداد و ابن حبان ۴۷۲۹)

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو

(۱۳۱۰) وَعَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ اتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَقَاتِلُ أَوْ أُسَلِّمُ؟ قَالَ أُسَلِّمُ ثُمَّ قَاتِلُ فَأَسَلَّمَ ثُمَّ قَاتِلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا. (متفق عليه وهذا لفظ البخاری)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جو لوہے کے جنگی آلات میں ڈھکا ہوا تھا، اس نے آ کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو، پس اس نے اسلام قبول کیا اور پھر وہ لڑا اور شہید ہو گیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور ثواب زیادہ پالیا۔ (بخاری و مسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان باللہ کے بغیر جہاد کی عند اللہ کوئی حیثیت نہیں ہے، جب تک ایمان نہیں تب تک کوئی بھی عمل مقبول نہیں چاہے کتنا ہی بڑا عمل کیوں نہ ہو، چاہے کتنا ہی نیک عمل کیوں نہ ہو۔

فائدہ: کفار بسا اوقات بڑے اچھے کام کرتے ہیں، اسپتال، روڈ، مسافر خانے بناتے ہیں اور غریبوں کی امداد بھی کرتے ہیں تو ان کو ان کاموں کا آخرت میں ثواب نہیں ملے گا، بلکہ دنیا میں ہی اس کا ان کو بدلہ دیا جاتا ہے۔

عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا بسا اوقات تھوڑے معمولی سے عمل پر بندہ زیادہ ثواب کا مستحق بنتا ہے۔

لغات: مُقَنَّعٌ بمعنی چھپا ہوا، ڈھکا ہوا۔ الْحَدِيدُ لوہا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ وابن حبان ۴۶۰۱

راوی حدیث: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

دنیا میں آنے کی تمنا صرف شہید کرے گا

(۱۳۱۱) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكِرَامَةِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں جانے والا شخص ایسا نہیں جو دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے گا اور اس کے لئے زمین میں کوئی چیز ہو سوائے شہید کے، وہ آرزو کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے، کیونکہ بزرگی کو وہ دیکھے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کیونکہ شہادت کی فضیلت کو وہ دیکھے گا۔

تشریح: اس مذکورہ حدیث میں شہید کی ایک ایسی خصوصیت کو بیان کیا جا رہا ہے جو کسی اور میں نہیں ہے، وہ یہ کہ شہید جنت میں یہی تمنا کرے گا کہ (يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ) اسے دوبارہ دنیا میں واپس بھیج دیا جائے اور شہید کیا جائے، دس مرتبہ یہی تمنا کرے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں۔ معلوم ہوا کہ شہادت کی اتنی فضیلت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود اس کی تمنا فرما رہے ہیں۔ بہر حال یہ تمام روایت شہید کی عظمت اور فضیلت پر دال ہیں۔

لغات: تَمَنَّى يَتَمَنَّى بمعنی تمنا کرنا، چاہت کرنا۔ الْكِرَامَةُ بمعنی شرف، اعزاز۔ الشَّهِيدُ اس کی جمع شہداء آتی ہے۔ شہید وہ ہے جو اعلیٰ کلمۃ اللہ، دین کی سر بلندی کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے۔ شَهَادَةُ اس کی جمع الشَّهَادَاتُ، تصدیق، ثبوت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ واحمد، ۴/۱۲۲۷۵

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

حقوق العباد کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(۱۳۱۲) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَغْفِرُ اللَّهُ لِلشَّهِيدِ كُلَّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ. (رواه مسلم) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: أَلْقَتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سوائے قرض کے شہید کی ہر غلطی معاف کر دیتا ہے۔ (مسلم)

تشریح: محدثین کرام فرماتے ہیں کہ شہید کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے سوائے حقوق العباد کے یعنی حقوق العباد ادا کئے بغیر یا صاحب حق کے معاف کئے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ مذکورہ حدیث میں **إِلَّا الدَّيْنَ** سے مراد بھی حقوق العباد ہی ہیں۔

لغات: ذَنْبٌ مفرد ہے اس کی جمع ذُنُوبٌ آتی ہے، گناہ۔ الدَّيْنُ بفتح الدال اس کی جمع دُيُونٌ بمعنی قرض کے ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

شہید کے قرض کے سوا تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(۱۳۱۳) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُخْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَالِكَ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا تمام عملوں میں افضل عمل ہے، پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! یہ بتلائیے اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ تو اس سے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا جبکہ تو ثابت قدم رہنے والا ہو، ثواب کی نیت رکھنے والا ہو، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو، نہ کہ پیچھے ہٹنے والا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے کیسے کہا تھا؟ اس نے سوال دہرایا، اور کہا کہ فرمائیے اگر میں اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری غلطیاں معاف کر دی جائیں گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جب تم ثابت قدمی اور صحیح نیت کے ساتھ آگے بڑھ کر لڑنے والے ہو، پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا نہ ہو، قرض معاف نہیں ہوگا اس لئے کہ جبریل امین نے مجھ کو یہ بتلایا ہے۔ (مسلم)

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانُ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ" کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ افضل اعمال ہیں، یہاں قابل غور یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کو ایمان سے بھی پہلے بیان کیا گویا کہ اس طرف اشارہ کیا کہ ایمان جہاد کے بغیر یا جہاد کا ارادہ کئے بغیر نامکمل رہتا ہے اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال کرنا اَتَكْفُرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خبر لینا مقصود نہیں تھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے تصدیق کرانا مقصود تھا اور بلا واسطہ بذات خود یہ خوش خبری سننا مقصود تھا، کیا کمال کا عشق تھا صحابہ کا۔

فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ قَالَ لِي ذَالِكَ. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے اس طرح بتایا ہے کہ اگر تم صبر کرتے ہوئے، ثواب کی امید رکھتے ہوئے، آگے بڑھتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ ہو تو تمہارے گناہوں کو معاف کیا جائے گا سوائے (ذین) قرض کے، إِلَّا الدَّيْنُ سے مراد قرض، فرض اور حقوق العباد ہیں۔ البتہ جن حقوق کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے تو ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ صاحب حق کو راضی کریں گے۔

لغات: صَابِرٌ صبر کرنے والا ہو۔ مُحْتَسِبٌ ثواب کی امید رکھنے والا۔ مُقْبِلٌ آگے بڑھنے والا۔ غَيْرُ مُدْبِرٍ میدان جنگ سے بھاگنے والا نہ ہو بلکہ جم کر اور ڈٹ کر کے مقابلہ کرنے والا ہو۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والترندی والدارمی، ۲/۲۰۷

راوی حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نام حارث، کنیت ابو قتادہ، عقبہ ثانیہ کے بعد حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مکہ کے عامل بھی رہے۔ سن وفات میں مختلف اقوال ہیں، ان کی مرویات کی تعداد 170 ہے۔

(۱۳۱۲) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، أِن قُتِلْتُ؟ قَالَ: فِي الْجَنَّةِ

فَأَلْقَى تَمْرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں شہید کر دیا گیا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں، تو اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں، پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تشریح: اَيْنَ اَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ میری جگہ کہاں ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اخلاص اور جذبے کو دیکھ کر فرمایا، جنت میں اور اس صحابی کی عملی رفتار کو دیکھا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ہاتھ میں جو دو چار کھجوریں تھیں انہیں پھینک دیا جنت کے شوق میں اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اللہ ہمیں بھی ایسا جذبہ عطا فرمائے۔

لغات: تَمْرَاتٍ جمع ہے تَمْرَة کسی، کھجوریں۔ فَأَلْقَى اِذْ اُل دیا، باب افعال سے اور اِگْر سَمِعَ سے ہو تو ملنا، ملاقات کرنا۔ تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والنسائی وابن حبان، ۳۶۵۳۔

راوی حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ بیعت عقبی ثانیہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ 94ھ میں ان کی وفات ہے۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ ان کی روایات کی تعداد 540 ہے۔

(۱۳۱۵) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرِ وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَقْدُمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا ذُوْنَهُ فَذَنَا الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُومُوا إِلَى جَنَّةِ عَرْضِهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحَمَامِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْنَّةُ عَرْضِهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ رَجَاءَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا فَأَخْرَجَ تَمْرَاتٍ مِنْ قَرْنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَيْنُ أَنَا حَيْثُ حَتَّى أَكُلَ تَمْرَاتِي هَلْذِهِ أَنَّهَا لِحَيَاةٍ طَوِيلَةٍ، فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ (رواه مسلم) الْقَرْنُ بَفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ هُوَ جُعْبَةُ النَّشَابِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ چلے یہاں تک کہ وہ مشرکین سے پہلے بدر (مقام) پر پہنچ گئے مشرکین بھی آگئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں سے کوئی شخص بھی پیش قدمی نہ کرے یہاں تک کہ میں خود اس کے بارے میں کچھ کہوں یا کرو۔ پس مشرکین قریب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ سن کر عمیر بن حمام انصاری کہنے لگے جنت کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا، واہ واہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے واہ واہ پر آمادہ کیا اس نے کہا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس امید کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں اس جنت میں جانے والوں میں سے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم بھی جنت میں جانے والوں میں سے ہو۔ پس انہوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں ان کو کھانا شروع کر دیا پھر فرمایا، میں اپنی یہ چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ زندگی اور لمبی ہوگی، پس کھجوریں ان کے پاس تھیں ان کو اس نے پھینک دیا، پھر ان مشرکین سے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

تشریح: قَوْمُوا إِلَىٰ جَنَّتِكُمْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا پیارا ارشاد ہے کہ اے جنت کے طلب گارو! اے جنت کے متلاشیو، یہ جنت تمہارے سامنے ہے، آؤ ڈٹ کر مقابلہ کرو، جم کر لڑو، اگر شہید ہو جاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے اور جنت اتنی وسیع ہے جتنا آسمان و زمین کا عرض ہے۔

مَا يَحْمِلُكَ عَلَىٰ قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ یعنی آپ نے یہ کس وجہ سے بَخ بَخ کیا؟ تو حضرت عمر بن حمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے جنت کی بشارت سنائی اس کے شوق میں کہا۔ صحابی کا شوق جنت قابل تقلید ہے کہ ہاتھ میں چند ہی کھجوریں ہوں گی، ان کے پورے کرنے کو دنیا کی طویک زندگی سے تعبیر کر رہے ہیں، چنانچہ انہیں پھینک کر آگے بڑھتے ہیں اور جام شہادت پیتے ہیں۔

فائدہ: حَتَّىٰ أَكُونَ دُونََهُ سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جہاد میں دوسرے صحابہ سے آگے ہوتے تھے۔

لغات: لَا يَقْدَمَنَّ آگے بڑھنا، پیش قدمی کرنا۔ بَخٍ بَخٍ یہ تعجب کے الفاظ ہیں بمعنی واہ واہ۔ دُونََهُ بمعنی نیچے، آگے۔ قَرْنٍ بمعنی ترکش، وہ تھیلا جس میں تیر وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ و احمد ۴/۱۲۳۰۱ و ابوداؤد

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر حالات زندگی گزر چکے ہیں۔

ستر قراء کی شہادت

(۱۳۱۶) وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُونَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِيِّ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَدَارَسُونَ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُونَ وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجِئُونَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَطِبُونَ فَيَبِيعُونَهُ وَيَشْتَرُونَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَالْفُقَرَاءِ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضُوا لَهُمْ فَقَتَلُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوا: اللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَلَيْكَ وَرَضِيَتْ عَنَّا وَاتَى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتَّى انْفَذَهُ فَقَالَ حَرَامٌ فُزْتُ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوا وَإِنَّهُمْ قَالُوا اللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَلَيْكَ وَرَضِيَتْ عَنَّا. (متفق عليه وهذا لفظ مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ستر آدمی ان کی طرف بھیجے جن کو قراء کہا جاتا تھا، اس میں میرے ماموں حضرت حرام بھی تھے، یہ سب حضرات قرآن پڑھتے تھے، رات کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے میں گزارتے اور اسے سیکھتے، دن کو یہ لوگ پانی لاتے اور اسے مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں جمع کر کے لاتے اور ان کو فروخت کرتے اور اسے اہل صفہ اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے تھے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیج دیا۔ پس ان کو لے جانے والے ان کے دشمن ہو گئے اور ان کو منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی شہید کر دیا، شہادت سے پہلے انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچادے کہ ہماری ملاقات تجھ سے ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں حضرت حرام کے پاس ان کے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور نیزہ ان کو گھونپ دیا یہاں تک کہ وہ ان کے بدن سے آ رہا ہو گیا، حضرت حرام نے کہا، رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بے شک تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا اور انہوں نے یہ کہا: اے اللہ! ہمارے نبی کو یہ بات پہنچادے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں ایک دردناک، المناک واقعہ کا بیان ہے، اصحاب صفہ کے ستر 70 قراء کی شہادت کا بیان ہے، ایک مرتبہ قبیلہ رعل، عصبیہ، سلیم کے لوگوں نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے ہمیں بہت تعداد میں معلمین دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر انہیں ستر اصحاب صفہ کے بڑے بڑے

قراء دے دیے، ان لوگوں نے راستے میں جا کر غداری کر کے تمام قراء کو شہید کر دیا اور ان کی شہادت پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا اور یہ قراء حضرات مسجد کی خدمت اور تعلیم و تعلم میں ہی اپنے اوقات کو صرف کرتے تھے۔

لغات: يَحْتَبُونَ لکڑیاں جمع کرنا۔ فَعَرَضُوا بمعنى تعرض کرنا۔ فَطَعَنَهُ نیزہ مارنا۔ بَرُمِح بمعنى نیزہ۔ انْفَذَهُ بمعنى جاری

ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور ان کی شہادت

(۱۳۱۷) وَ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّيَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْبُثْ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ لِنِ اللَّهِ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيُرِينَ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ الْجَنَّةُ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدُ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسُ فَوَجَدْنَا فِيهِ بَضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمِيَّةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمِثْلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتَهُ بِنَانَةَ قَالَ أَنَسُ كُنَّا نَرَى أَوْ نَنْظُرُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ (مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ) (متفق عليه وقد سبق في باب المجاهدة)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر جنگ بدر کی لڑائی سے غیر حاضر رہے، انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! پہلی لڑائی جو آپ نے مشرکین سے کی، میں اس میں غیر حاضر رہا، اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں، پس جب احد کی لڑائی کا دن آیا مسلمان منتشر ہو گئے تو انہوں نے کہا، یا اللہ! میں تیری طرف اس کام سے معذرت چاہتا ہوں جو ان لوگوں (صحابہ) نے کیا ہے اور تیرے سامنے اس کام سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جو ان مشرکین نے کیا ہے، پھر آگے بڑھے۔ پس ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو انہوں نے فرمایا، اے سعد بن معاذ! نضر کے رب کی قسم جنت یقیناً احد پہاڑ کے ورے ہے میں اس کی خوشبو سونگھ رہا ہوں، پس حضرت سعد بن معاذ نے فرمایا، اے اللہ کے رسول جو کچھ انہوں نے کہا ہے میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، پس حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

عرض کیا، ہم نے ان کے جسم پر تلوار کے 80 نشانات پائے یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشانات پائے اور ہم نے انہیں شہید ہونے کی حالت میں پایا، مشرکین نے ان کا مثلہ کر کے ان کی شکل و صورت بگاڑ دی تھی، پس انہیں ان کی بہن کے سوا کوئی پہچان نہ سکا، انہوں نے بھی اسے انگلیوں کے پورے سے پہچانا۔ متفق علیہ

تشریح: حدیث بالا میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شجاعت و بہادری کا بیان ہے کہ انہوں نے کس قدر ہمت و بہادری کے ساتھ جنگیں لڑیں کہ میدان جہاد میں ان کے جسم پر سینکڑوں زخم آئے لیکن پھر بھی پیچھے نہ ہٹے، استقامت کے ساتھ لڑتے رہے، یہاں تک کہ اپنی جان بھی فدا کر لی اور دوسری طرف کفار کے مظالم کی بھی انتہا ہے کہ کفار نے مسلمانوں کی لاشوں کو بھی مثلہ کر دیا کہ پہچان بھی نہ ہو سکے، تاریخ اسلام میں کوئی ایک ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ مسلمانوں نے کفار کی لاشوں کو مثلہ بنایا ہو، یہی اسلام کی خوبی اور تعلیم ہے کہ میت کو مثلہ نہ کرو چاہے مسلمان ہو یا کافر۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش تو اس قدر مثلہ کی تھی کہ پہچان بھی مشکل ہو گئی، یہ صرف ایک واقعہ نہیں کفار کے مظالم کے اس طرح کے دسیوں واقعات ہیں مثلاً حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو مثلہ کرنا۔

لغات: ظنُّ جمع ظُنُونٌ گمان، شک، یقین (ن) سے آتا ہے۔ ضَرْبَةٌ نشانات۔ بِنَانِهِ پورے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب

(۱۳۱۸) وَعَنْ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَصَعِدَا بِي الشَّجْرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا أَمَا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ. (رواه البخاری وهو بعض من حدیث طویل فیہ انواع العلم سیاتی فی باب تحریم الکذب انشاء اللہ)

ترجمہ: حضرت سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور وہ درخت پر چڑھے، پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ بنا ہوا تھا، میں نے اس سے زیادہ خوبصورت گھر کبھی نہیں دیکھا، دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا ہے۔ (بخاری)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ایک خواب بیان فرما رہے ہیں، کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک عمدہ گھر میں داخل کیا، ایسا گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا ہے اور انہوں نے بتایا کہ یہ شہداء گھر کا ہے۔ رَجُلَيْنِ سے مراد حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہم السلام ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ فرشتوں کو مختلف صورتوں میں آنے کی اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے اور اس سے شہداء کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ فائدہ: انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب صرف سچی ہی نہیں بلکہ وحی بھی ہوتے ہیں۔

لغات: لَيْلَةٌ کی جمع اللَّيَالِي راتیں۔ فَصَعِدَ بمعنی چڑھنا۔ فَأَدْخَلَانِي باب افعال داخل کرنا۔ دَخَلَ (ن، داخل ہونا) دَارٌ گھر جمع دُورٌ آتا ہے اور دِيَارٌ، اَدْوَارٌ، دَارٌ يَدُورٌ بمعنی گھومنا، چکر لگانا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجنائز و ابن حبان ۶۵۵

راوی حدیث: حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔

حارث بن سراقہ جنت الفردوس میں ہے

(۱۳۱۹) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ أُمَّ الرَّبِيعِ بِنْتِ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سَرَّاقَةَ آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرٌ إِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ فَقَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ام ربیع بنت براء یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں، مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حارثہ بدر میں شہید ہو گئے تھے تو اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں ان پر خوب روؤں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے حارثہ کی والدہ! وہ بے شک جنت کے باغات میں ہے اور یقیناً تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث مبارکہ میں یہ جو اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ ہے صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نوحہ وغیرہ پر دال نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات نے نوحہ کا قول کیا ہے اور اس بہادر صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرٌ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان کو اپنے بیٹے کے جنت میں ہونے کا یقین تھا مگر لسان نبوت سے تصدیق کرانا مقصود تھا اور امت کے افراد

کے لئے یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ جن کے جنت میں ہونے کا یقین ہو ان کی جدائی پر بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ صبر سے کام لینا چاہئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو فرمایا، يَا أُمَّ حَارِثَةَ يَا شَفِيقَةَ وَهَمْدُودِي أُوْرْتَسِي كَالْفَاظِ هُنَّ۔

لغات: البكاء بمعنی رونا۔ جنان یہ جنت کی جمع ہے باغات۔ الْفِرْدَوْسُ یہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد و ابن حبان ۹۵۸

راوی حدیث: خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر حالات زندگی گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا تھا

(۱۳۲۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ جِيءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَثَلَ بِهِ فَوْضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبَتْ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهَانِي قَوْمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اس حال میں کہ ان کا منہ لگا گیا تھا، ان کی لاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دی گئی، میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے تمہارے والد کو اپنے پروں سے برابر سایہ کئے ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں کفار کے مظالم کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کس قدر بے رحمی اور بے دردی سے صحابہ کرامؓ کے اجسام کا منہ لگا دیا تھا۔ مثلاً کہتے ہیں ناک، کان وغیرہ کاٹنا اور آنکھیں اور دل، کلیجہ وغیرہ کا چاک کر کے نکال دینا، یہ حال بہت سارے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مشرکین مکہ نے غزوہ احد میں کیا تھا اور دوسری طرف اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کی فضیلت، عظمت بیان فرما رہے ہیں۔

لغات: مَثَلَ مثله صورت کا مسخ کرنا۔ أَجْنِحَتِهَا پر۔ فَنَهَانِي انہی انہی منع کرنا۔ تُظِلُّهُ سایہ کرنا۔
راوی حدیث: تعارف گزر چکا ہے۔

جو دل سے شہادت کی دعاء مانگے اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے

(۱۳۲۱) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ مَنْ سَأَلَ اللهُ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلِيٌّ فِرَاشِهِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سچے دل سے اللہ جل شانہ سے شہادت کی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مرتبوں پر پہنچا دے گا، اگرچہ اسے موت اپنے بستر پر ہی کیوں نہ آئے۔ (مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ جل شانہ سے صدق دل سے شہادت کا سوال کرنا چاہئے۔ سائل، مانگنے والے کو شہادت کی سعادت مل جائے گی، اگر وہ بستر پر وفات پا جائے تو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ شہداء کے درجات تک پہنچا دیں گے۔

لغات: سَأَلَ سوال کرنا، مانگنا۔ مَنَازِل جمع ہے منزل کی، جگہ، درجہ، منزل، فراش، بستر۔
تَخْرُجُ حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: مشہور صحابی رسول حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دل سے شہادت کے طالب کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے

(۱۳۲۲) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سچے دل سے شہادت کا طلب گار ہو تو اس کو یہ دے دی جاتی ہے، اگرچہ شہادت اسے حاصل نہ بھی ہو۔ (مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کے متمنی افراد کو خوشخبری دے رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے جس نے صدق دل سے شہادت کو چاہا تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیں گے اگرچہ وہ شہادت نہ پاسکا تو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ شہداء کے درجات تک ترقی دیں گے، یہ آدمی کی نیت پر موقوف ہے اور اس کے اخلاص کے ساتھ مشروط ہے نیز اس حدیث میں شہادت کی آرزو، تمنا کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

لغات: طَلَبَ طلب کرنا، تلاش کرنا۔ صِدْقًا صِدْق (ن) سچ کہنا۔ تَصَدِّقًا ماننا، تصدیق کرنا۔ أُعْطِيَهَا عطیہ کرنا،

دینا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شہید کو موت کی تکلیف چوٹی کے کاٹنے کی طرح ہوتی ہے

(۱۳۲۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقُرْصَةِ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید قتل سے اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی شخص چوٹی کے کاٹنے کے وقت محسوس کرتا ہے۔

تشریح: مفہوم حدیث یہ ہے کہ شہید کو شہادت کے وقت تکلیف محسوس نہیں ہوتی ہے، صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جتنی چوٹی کے کاٹنے کے وقت ہوتی ہے، ورنہ یہ یاد رہے کہ موت کی سختیاں بہت ہی مشکل اور ناقابل برداشت ہیں۔ شہید کو شہادت کے دوران اللہ رب العزۃ کا دیدار ہوتا ہے دیدار کے وقت اس کی توجہ اللہ کی طرف ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے اس کو موت کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔**لغات:** مَسٌّ پہنچنا، محسوس۔ الْقُرْصَةُ وہ تکلیف جو چوٹی کے کاٹنے کے وقت ہوتی ہے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فضائل الجہاد، وابن ماجہ والدارمی ۲۴۰۸

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف گزر چکا ہے۔

دشمنوں سے لڑنے کی تمنا مت کرو

(۱۳۲۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ أَنْتَظَرَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ سَلُّوا اللَّهُ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مَنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِي السَّحَابِ وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض ان دنوں میں جب

آپ کا مقابلہ دشمن سے ہوا انتظار فرمایا، یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! دشمن سے لڑنے کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے چھاؤں میں ہے۔ پھر فرمایا: **اللَّهُمُّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ** اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے بادلوں کو چلانے والے، دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے ان کو شکست دے دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ لڑائی، جنگ کی تمنا نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہئے، البتہ اگر لڑائی ہو جائے تو بہادری کے ساتھ، صبر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے، لیکن فتح و کامیابی اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے، اپنی طاقت اور ساز و سامان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ جتنی بھی لڑائیاں مسلمانوں نے لڑیں ان میں کامیابی کا مدار صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ہی رہی ہے، جب بھی مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ کامیابی کا راز صرف اور صرف قوت اور طاقت ہے تو وہاں مسلمانوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ یاد رہے کہ اسلام میں طاقت، قوت ہر قسم کی مشینری، ٹیکنالوجی حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے، اسلام ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جو قوت، طاقت کے اسباب مہیا کرتے ہیں۔

لغات: مَالَتْ، مَيْلًا مائل ہونا۔ الْعَافِيَةُ عافیت، سلامتی۔ هَازِمٌ هَزَمَ سے شکست کھانا۔ مزید سے تو شکست دینا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الجہاد

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میدان جنگ میں دعاء قبول ہوتی ہے

(۱۳۲۵) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا**. رواه ابو داود باسناد صحیح ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا (یہ فرمایا) کم ہی رد کی جاتی ہیں (۱) اذان کے وقت کی دعاء (۲) اور لڑائی کے وقت کی دعاء جب کہ باہم گھمسان کا وقت ہو۔

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے کہ کسی بھی مشکل وقت میں نصرت، مدد اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنی چاہئے، خصوصاً جنگ

کے وقت ظاہری اسباب سے زیادہ توجہ الی اللہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ دو اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، (۱) اذان کے وقت (۲) عِنْدَ الْبَاسِ جنگ کے وقت۔

لغات: لَا تُرَدَّانِ رَدِّیْنِ ہوتیں۔ اَلدُّعَاءُ دَعَاءٌ، یَدْعُو یَدْعُو پکارنا، دعاء کرنا۔ الْبَاسُ جنگ کو کہتے ہیں۔ یُدْجِمُ افعال سے گھیر لینا، مراد سخت گھسان کی جنگ ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد والدارمی ۱۲۰۰، والحاکم ۱۲/۱

راوی حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوہ میں جاتے وقت کی دعاء

(۱۳۲۶) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا غَزَا قَالَ "اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضِدِي وَنَصِيرِي بِكَ أَحْوَلُ وَبِكَ أَصْوَلُ وَبِكَ أَقَاتِلُ". رواه ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے "اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضِدِي وَنَصِيرِي بِكَ أَحْوَلُ وَبِكَ أَصْوَلُ وَبِكَ أَقَاتِلُ" اے اللہ تو ہی میرا بازو ہے اور میرا مددگار ہے تیری مدد سے ہی پھرتا ہوں اور تیری ہی توفیق سے میں دشمن پر حملہ کرتا ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تشریح: حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ معاونت صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے اور دوسری بات یہ کہ توجہ اور دھیان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہئے اور اللہ پاک پر ہی اعتماد ہو۔

لغات: عَضِدٌ بمعنی بازو، ہاتھ جمع اَعْضَادٌ، عَضِدٌ نَصِيرِي نصرت کرنے والا، مددگار۔ أَحْوَلُ . حَالٌ، یَحْوَلُ پھرنا، یہاں مراد متوجہ ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد کتاب الجہاد، سنن الترمذی ابواب الدعوات وابن حبان، ۴۷۶۱

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خوف کے وقت پر کی جانے والی دعاء

(۱۳۲۷) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ". رواه ابوداود باسناد صحيح

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابی موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ" اے اللہ! ہم تجھ کو ہی ان کا مد مقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (ابوداود)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے تھے، ویسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہی متوجہ رہتے تھے، لیکن خوف کی حالت میں رجوع الی اللہ قابل رحم ہوتا تھا اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ بندہ کو ہر وقت اللہ پاک سے دعائیں کرنی چاہئیں، چاہے خوف ہو یا امن، خوشی ہو یا غمی۔

فائدہ: سخت حالات میں اس دعاء کا پڑھنا مجرب ہے، یہی اکابر سے منقول ہے۔

لغات: نُحُورٍ نُحْرٌ کی جمع ہے، بمعنی سینہ۔ اِنْتَخَرَخُوذُ کَشَى کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ

راوی حدیث: حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی باندھی گئی

(۱۳۲۸) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ

فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کے پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: مذکورہ حدیث میں جہاد کی نیت سے گھوڑوں کے پالنے والوں کے لئے خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ جو اخلاص نیت

اور جذبہ جہاد سے گھوڑوں کو پالتے ہیں تو ان گھوڑوں کی پیشانیوں میں تا قیامت خیر ہی خیر ہے۔

فائدہ: آج کل کے زمانے میں جدید قسم کی گاڑیاں جو جہاد کے لئے تیار کرتا ہے یا رکھتا ہے وہ بھی اس فضیلت میں شامل ہے۔

لغات: نَوَاصِيَةُ نَاصِيَةٌ کی جمع ہے، بمعنی پیشانی۔ مَعْقُودٌ عقد سے باندھا ہوا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مشہور صحابی رسول ہیں، امام الحدیث انہی کا لقب ہے، علم حدیث کے ساتھ بہت ہی شغف تھا اور اتباع سنت میں اپنی مثال آپ تھے۔

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہے

(۱۳۲۹) وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عروہ البارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھی گئی ہے یعنی اجر اور غنیمت (مال)۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: جو جہاد کی نیت سے گھوڑے پالتا ہے تو ان گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر ہی خیر ہے تا قیامت۔ الْأَجْرُ سے مراد آخرت کا ثواب اور الْمَغْنَمُ سے مراد مال غنیمت ہے۔

فائدہ: خیر صرف اس کی پیشانی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس کی ذات کے ساتھ خاص ہے تو جو بھی چیز جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے ہوگی اس میں خیر ہی خیر ہے۔

لغات: الْخَيْلُ جمع خیول گھوڑے۔ الْأَجْرُ اجر، ثواب۔ الْمَغْنَمُ غنیمت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت عروہ بن ابو جہد اسدی قبیلہ بارق سے تعلق ہے، یمن کے رہنے والے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو کوفہ کا قاضی بنایا تھا۔ ان کی مرویات کی تعداد 13 تک ہے، ان کا شمار کوفی صحابہ میں ہوتا ہے۔

قیامت کے دن گھوڑے کی ہر چیز تولی جائے گی

(۱۳۳۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيْمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّةَ وَرَوْتَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ کے لئے گھوڑا پالا تو بے شک اس کی گھاس، اس کی سیرابی، اس کا پاخانہ اور اس کا پیشاب قیامت والے دن اس کے ترازو کے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جس نے اللہ رب العزۃ کی رضا کے خاطر گھوڑا پالا تو اس کی لید، بول قیامت کے دن میزان میں وزن کیا جائے گا، اس کے بدلے اس مالک کو اجر و ثواب ملے گا۔

فائدہ: آج کل کے زمانے میں جہاد کے لئے تیار رکھی جانے والی گاڑیوں کا پٹرول، پرزہ جات، ٹائر ٹیوب وغیرہ کا بھی میدان محشر میں وزن ہوگا، لیکن یاد رہے جہاد کفار کے خلاف ہو، بے گناہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی جہاد نہیں ہے یا بے گناہ ذمی کو قتل کرنا بھی جہاد نہیں ہے۔

لغات: فَرَسٌ اس کی جمع اَفْرَاسٌ ، فُرْسٌ گھوڑا۔ شِبْعَةٌ چارہ، دانہ اور گھاس وغیرہ۔ رِيَّةٌ پانی وغیرہ۔ رَوْتَه لید، گوہر۔ بَوْلُهُ پیشاب۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد والنسائی والحاکم ۲/۲۳۵۶

راوی حدیث: حالات گزر چکے ہیں۔

ایک کا بدلہ سات سو گنا

(۱۳۳۱) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ: هَلْ هِيَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی مہارواالی اونٹنی لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرے لئے اس کے بدلے میں قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہارواالی ہوں گی۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جو اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دو گنا، دس گنا، بسا اوقات سو گنا تو بسا اوقات سات سو گنا زیادہ عنایت کرتے ہیں، یہ اضافہ کی بات اوقات اور حالات پر بھی موقوف ہوتی ہے، جیسے رمضان

کے مہینے میں سات سو گنا اجر زیادہ ملتا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ راہ خدا میں خرچ کرتا رہے۔
بِنَاقَةِ مَخْطُومَةٍ یعنی لگام ڈالی ہوئی اونٹنی، یعنی تیار شدہ۔

لغات: نَاقَةٌ اونٹنی کو کہتے ہیں۔ مَخْطُومَةٌ خطامہ سے ہے، لگام ڈالی ہوئی۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والنسائی وابن حبان ۳۶۳۹۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

طاقت تیراندازی میں ہے

(۱۳۳۲) وَعَنْ أَبِي حَمَادٍ وَيُقَالُ: أَبُو سَعَادٍ وَيُقَالُ: أَبُو أَسَدٍ وَيُقَالُ: أَبُو عَامِرٍ وَيُقَالُ: أَبُو عَمْرٍو وَيُقَالُ: أَبُو الْأَسْوَدِ وَيُقَالُ: أَبُو عَبْسٍ، عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ" رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو حماد اور بعض کے نزدیک ابو سعاد اور یا ابو اسد یا ابو عامر یا ابو عمرو یا ابو الاسود یا ابو عبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ" تم ان کافروں کے مقابلہ کے لئے تیاری کرو جس حد تک طاقت ہے، خبردار سن لو! طاقت تیراندازی میں ہے، سن لو! طاقت تیراندازی میں ہے، سن لو! طاقت تیراندازی میں ہے۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ہمیشہ جہاد کی تیاری ہونی چاہئے اور ہر قسم کی تیاری کرنی چاہئے اور پھر تیاری زمان کے اعتبار سے مختلف ہوتی رہتی ہے، پہلے زمانے میں جنگی اسباب میں اہم ذریعہ تیراندازی ہوا کرتی تھی، لیکن آج کل کے زمانہ میں اہم ذریعہ ایٹم بم اور دیگر جنگی آلات ہیں، ان میں مہارت حاصل کرنی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ یہ بطور تاکید اور ترغیب کے ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ قوۃ سے جنگ میں کام آنے والی طاقت و قوۃ مراد ہے۔

لغات: الرَّمْيُ بمعنی تیراندازی، رَمَى رَمِيًّا سے تیراندازی کرنا۔ الْقُوَّةُ بمعنی طاقت و قوۃ کے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ و ابو داؤد و ابن ماجہ و الدارمی ۲۴۰۴۔

راوی حدیث: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کا تعلق قبیلہ جہینہ سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کہ عنقریب ملک فتح ہوں گے

(۱۳۳۳) وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ أَرْضُونَ وَيَكْفِيكُمْ اللَّهُ فَلَا يُعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ.

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا عنقریب تم پر زمین کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا، پس تم میں کوئی شخص بھی تیروں کے بارے میں کوتاہی نہ کرے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشن گوئی خوشخبری سنائی کہ عنقریب بڑے بڑے ملک فتح ہوں گے، تم پر فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور یہ خوشخبری بعینہ پوری ہوئی کہ ایران، روم، عراق اور مصر وغیرہ بڑے بڑے ملک مسلمانوں نے فتح کر لئے۔ فَلَا يُعْجِزُ أَحَدُكُمْ اس کا مقصد یہ ہے کہ تم تیر اندازی یعنی جہاد کی تیاری میں سستی نہ کرنا اس کو کبھی بھی نہ چھوڑنا کہ اب ہم نے فتح پالی مزید تیر اندازی کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سے مسلمانوں نے جہاد اور اس کی تیاری کو چھوڑا ہے تب سے محکوم قوم بن کر زندگی گزار رہے ہیں، ہم جہاد کا نام لیں تو انتہا پسند، دہشت گرد اور قاتل کہلاتے ہیں، پتہ نہیں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور انڈیا کس سلامتی اور امن کی جنگ لڑ رہے ہیں؟ افغانستان، فلپین، عراق، برما اور کشمیر میں مسلمانوں کو ذبح کیا جاتا ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں۔

لغات: أَرْضُونَ، أَرْضُ زَيْنٍ۔ فَلَا يُعْجِزُ عَجْزُ عَجْزاً عاجز ہو جانا۔ بِأَسْهُمِهِ جمع ہے سَهْمٌ کی بمعنی تیر، حصہ، سَهْمٌ نَارِيٌّ راکٹ کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ والترندی والبیہقی ۱۰/۱۳
راوی حدیث: راوی کے حالات گزر چکے ہیں۔

تیر اندازی سیکھ کر بھول جائے تو وہ ہم میں سے نہیں

(۱۳۳۴) وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَلَّمَ الرَّمِيَّ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، أَوْ فَقَدَ عَصِيًّا. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا (یہ فرمایا) اس نے یقیناً نافرمانی کی۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں تیر انداز کے لئے جہاں سعادت کی بات ہے وہیں اس کو اس بات کا بھی پابند کیا جا رہا ہے کہ تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس کو ترک نہیں کرنا چاہئے، بلکہ آپ کا یہ فن اور ہنر حفاظت دین و اشاعت دین کا ذریعہ بن جانا چاہئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک فَلَيْسَ مِنَّا، أَوْ فَقَدْ عَصَىٰ يَهْتَبُ، تنبیہ پر محمول ہے۔

لغات: عِلْمٌ کہتے ہیں، حقیقت شئی کا ادراک کرنا، عِلْمٌ بمعنی جاننا، عِلْمٌ بمعنی سکھانا۔ عَصَىٰ بمعنی نافرمانی۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: راوی کے مختصر حالات گزر چکے ہیں۔

ایک تیر کی وجہ سے تین آدمی جنت میں جاتے ہیں

(۱۳۳۵) وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ : صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمُنْبِلَهُ وَارْتُمُوا وَارْتُمُوا وَأَنْ تَرْتُمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْتُمُوا وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلَّمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ كَفَرَهَا . رواه ابو داود

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں (۱) اس کے بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں بھلائی کی نیت کرے۔ (۲) تیر چلانے والے کو۔ (۳) اور ترکش سے تیر نکال کر دینے والے کو، تم تیر اندازی اور گھڑ سواری سیکھو اور مجھے تمہارا تیر اندازی کا سیکھنا گھڑ سواری کے سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے اور جس نے بے رغبتی کی وجہ سے تیر اندازی سیکھنے کے بعد چھوڑ دیا تو اس نے نعمت کو چھوڑ دیا، یا یہ فرمایا، اس نے ایک نعمت کی ناشکری کی۔ (ابوداود)

تشریح: اس حدیث شریف کا مفہوم گزر چکا ہے، تاہم اس سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں جو بھی تعاون کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اگر کوئی تیر، تلوار یا اور قسم کا اسلحہ بناتا ہے مگر اخلاص نیت بھی ہو تو جنت میں جائے گا۔ اسی طرح وہ تیر یا اسلحہ پہنچانے والا اور وہ مجاہد جو اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے یہ اسلحہ وغیرہ میدان جہاد میں چلاتا ہے وہ بھی جنت میں جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیر اندازی کا ہنر بھی سیکھو، گھڑ سواری بھی سیکھو، یہ ایک قسم کی نعمت ہے اس کو کبھی بھی نہ چھوڑنا۔

لغات: نَفَرٌ جماعت۔ صَانِعَةٌ بنانے والا۔ صَنَعَ (ف) سے۔ الرَّامِيُّ رَمَى سے تیراندازی کو کہتے ہیں۔ وَمُنْبِلُهُ تیر پکڑانے والا، لانے والا یا بنانے والا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد کتاب الجہاد و ابن ماجہ والدارمی ۲۴۰۵۔

راوی حدیث: راوی کے مختصر حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۳۶) وَعَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ يَنْتَضِلُونَ فَقَالَ: إِزْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی جماعت پر سے گزر رہا جو بطور مقابلہ تیراندازی کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اولاد اسماعیل! تم تیراندازی کرو، اس لئے کہ تمہارے باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) بھی تیرانداز تھے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسباب حفاظت پر ابھار رہے ہیں کہ تم بنی اسماعیل کی بہادر قوم ہو اس لئے اپنے اسلاف آباء و اجداد کی تیراندازی اچھی طرح سے پکڑو، اس میں خوب مہارت حاصل کرو، یہ تمہارے ابا جان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنت ہے اور ان کا طریقہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اپنے اسلاف، اکابر کے طریقوں کو مضبوطی سے پکڑے۔

لغات: إِزْمُوا رَمِيًا تیر چلانا، پھینکنا۔ يَنْتَضِلُونَ افتعال سے تیراندازی میں مقابلہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد و ابن ماجہ والبیہقی ۱۰/۱۷۱

راوی حدیث: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں، بہت دلیر اور انتہائی ذہین اور دشمن پر جلد کنٹرول کرنے میں اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔

تیر چلانے کا ثواب غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے

(۱۳۳۷) وَعَنْ عَمْرٍو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لَهُ عِدْلُ مُحَرَّرَةٍ. رواه ابو داؤد و الترمذی

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر چلایا پس اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ (ابو داؤد و ترمذی)

تشریح: مذکورہ حدیث میں جہاد کی فضیلت کا بیان ہے کہ جس نے میدان جہاد میں ایک تیر چلایا اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، چاہے وہ تیر دشمن کو لگے یا نہ لگے، بہر صورت اجر و ثواب ملے گا، اس حدیث میں مجاہدین کو زیادہ تیر چلانے پر ابھارا جا رہا ہے کہ جتنے زیادہ تیر چلاؤ گے اتنی ہی زیادہ غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل کرو گے۔

لغات: عِدْلٌ، عَدْلًا برابر کرنا، انصاف کرنا۔ مُخَوَّرَةٌ آزاد کردہ، حُرٌّ کسی کو آزاد کرتا۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب فضائل الجہاد، سنن ابی داؤد کتاب العتق وابن ماجہ وابن حبان ۴۶۱۵۔

راوی حدیث: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحابی رسول ہیں اور ان کی قبر مبارک ضلع شکار پور سکھر کے قریب محبوب گوٹھ میں واقع ہے، اللہ تعالیٰ نے عاجز کو کئی مرتبہ حاضری کی سعادت بخشی ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْد۔

ایک کا بدلہ سات سو گنا تک ملتا ہے

(۱۳۳۸) وَعَنْ أَبِي يَحْيَىٰ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ. (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو یحییٰ خرم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی)

تشریح: حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جس نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا زیادہ بڑھا کر دیتے ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ صرف سات سو گنا زیادہ بڑھتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسے قرآن میں بھی آتا ہے ”والله يضاعف لمن يشاء“ اور یہ سات سو گنا اجر بڑھنا مختلف اوقات اور مقامات کے حساب سے بھی ہوتا ہے۔

لغات: أَنْفَقَ انْفَاقًا خرچ کرنا۔ ضِعْفٌ دو گنا، بڑھنا، اضافہ ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب فضائل الجہاد و احمد ۱۹۰۵۸، والحاکم ۲/۲۴۴۱۔

راوی حدیث: حضرت خرم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ الاسدی سے تعلق تھا، شام کے رہنے والے تھے، بعد میں کوفہ کو مسکن بنایا اور یہ صلح حدیبیہ میں بھی شریک رہے ہیں، ان کی مرویات ۱۰ دس تک ہیں جو سنن میں ہی منقول ہیں۔

اللہ کے راستے کا ایک دن کا روزہ ستر سال جہنم سے دور کر دیتا ہے

(۱۳۳۹) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ جل شانہ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے بقدر دور کر دیتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں روزے کی فضیلت کا بیان ہے کہ جس نے ایک دن روزہ رکھا تو اس کے چہرے کو ستر سال کے بقدر جہنم کی آگ سے دور کیا جاتا ہے۔ بہر حال روزے کے بہت زیادہ فضائل ہیں اور اس سے تقویٰ، سخاوت، نور، نجات من النار اور رزق کی فراوانی، مال میں برکت ہوتی ہے۔ اس حدیث کو لفظ فی سبیل اللہ سے بیان کیا اور لفظ فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت زیادہ وسیع ہے، ہر قسم کے طاعات کو شامل ہے۔

لغات: خَرِيفًا موسم، مدت، سال۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری و مسلم

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

اللہ کے راستے کا ایک دن کا روزہ زمین و آسمان کے فاصلے کے بقدر جہنم سے ڈھال بن جاتا ہے

(۱۳۴۰) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان و زمین کے فاصلے کے بقدر خندق ڈال دیتے ہیں۔

(ترمذی)

تشریح: مذکورہ حدیث میں بھی روزے کی فضیلت کا بیان ہے کہ جس نے راہ خدا میں ایک دن روزہ رکھا تو اس بندے اور جہنم کے درمیان خندق جتنا فاصلہ آجاتا ہے، خندق یہ دوری سے کنایہ ہے، مقصد یہ ہوگا کہ یہ بندہ جہنم سے بہت زیادہ دور رہے گا۔

لغات: صَامَ صَوْمًا (ن) روزہ رکھنا۔ خَنَدَقًا خَنْدَقًا، گھڑا، کھائی۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب فضائل الجہاد و کذا فی ابوداؤد۔

راوی حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں، اپنی کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ ان کا اصل نام صدیق بن عجلان ہے۔

جس نے جہاد کے لئے نہ سوچا ہو تو وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرے گا

(۱۳۴۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ ہی اس کے نفس نے جہاد کے بارے میں سوچا تو اس کی موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی۔ (مسلم)

تشریح: جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کا ارادہ کیا اور ایسی حالت میں اگر اس کی موت ہو گئی تو گویا کہ وہ نفاق کی خصلت پر مرا، علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو آدمی نیک کام نہیں کر سکتا تو اس کو کم از کم نیکی کا ارادہ ضرور کرنا چاہئے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ جس آدمی نے نیکی کا ارادہ کیا اور نیک کام کرنے سے پہلے وفات پا گیا تو اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ ہوگا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد جہاد کے لئے فرمایا ہے، آج کل کے پُرفتن زمانے میں جو لوگ نہ جہاد کرتے ہیں اور نہ جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ اس کو ظلم سمجھتے ہیں تو پتہ نہیں ہے ایسے لوگوں کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ ہوگا؟ آخری دور میں ایمان کی حفاظت کرنا بہت مشکل اور آزمائش کن مسئلہ ہے۔ اللہ پاک سے دعاء ہے کہ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔

لغات: مَاتَ مَوْتًا (ن) مرنا۔ لَمْ يَغْزُ غَزَاءً، غَزَوًا (ن) لڑائی، جنگ۔ حَدَّثَ تَحْدِيثًا تَفْعِيلٌ بیان کرنا، بات کرنا،

یہاں مراد دلی ارادہ ہے۔ شُعْبَةٌ بمعنی حصہ، خصلت، طریقہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ و احمد ۳/۱۸۷۴

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

نیت کے بقدر اجر ملتا ہے

(۱۳۴۲) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: أَنْ بِالْمَدِينَةِ لِرِجَالٍ مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَاذْيَا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ.

وَفِي رِوَايَةٍ: "حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ" وَفِي رِوَايَةٍ: "الْأَشْرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر جہاد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا اور جس وادی کو عبور کیا ہے وہ تمہارے ساتھ ثواب میں شریک رہے ہیں، ان کو بیماری نے روک لیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو عذر نے روک رکھا ہے، مگر وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں ایسے معذورین کے لئے خوشخبری ہے جو کسی عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکیں تو ان کو بھی مجاہدین والا اجر و ثواب ملے گا اور عذر بھی شرعی ہو، سستی، کاہلی یہ عذر نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو جہاد میں جانے کی صدق دل سے نیت کرنی چاہئے، اگر عذر کی وجہ سے جہاد پر نہ جاسکا تو اس کو مجاہدین والا اجر و ثواب ملے گا جیسا کہ علامہ نووی نے لکھا ہے۔ حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مرد قلندر مومنین کے لئے خوشخبری سنائی ہے جو صدق نیت سے جہاد کا ارادہ رکھتے ہوں اور عذر کی وجہ سے میدان جہاد میں نہ جاسکتے ہوں تو ان کو بھی بقدر مجاہدین ثواب عنایت کیا جاتا ہے۔ وہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں برابر کے شریک رہتے ہیں۔

لغات: قَطَعْتُمْ قَطَعًا (ف) کاٹنا، منقطع کرنا، طے کرنا، قَطَعَ الْمَسَافَةَ فاصلاً طے کرنا، سفر کرنا۔ وَاذْيَا کی جمع اَوْذِيَةٌ آتی ہے، وادی کو کہتے ہیں۔ سِرْتُمْ سَارَ سَيْرًا چلنا، سیر کرنا، منزل، مسافت۔ حَبَسَهُمُ حَبَسَ قِيدَ كَرْنَا، روکنا، منع کرنا۔ الْمَرَضُ جمع امراض بیماری کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑنے والے کو ثواب ملتا ہے

(۱۳۴۳) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ: وَفِي رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَفِي رِوَايَةٍ وَيُقَاتِلُ غَضَبًا فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَاتَلَ لَتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ایک آدمی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام معلوم ہو جائے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ کوئی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے اور کوئی عصیت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی شخص غصے کی خاطر لڑتا ہے، پس ان میں کون اللہ کے راستے میں لڑنے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لئے لڑتا ہے تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہ شخص اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں نیت کے درست کرنے کا درس ملتا ہے، جس کا خلاصہ یہی ہے کہ جو آدمی شجاعت، قومیت و شہرت کے لئے لڑتا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے عند اللہ کوئی بھی اجر و ثواب نہیں ہے، اللہ پاک کے نزدیک تو مجاہد وہ ہے جو دینی جذبہ کے خاطر اعداء کلمۃ اللہ کے لئے میدان میں اترتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے جنت کے اعلیٰ درجات اور انعامات باری تعالیٰ کا وعدہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی غصہ کی وجہ سے لڑتا ہے اس کو بھی کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا، اس لئے مجاہدین کو اپنی نیت درست کر لینے چاہئیں، اس زمانے میں تو مجاہدین کے نام سے بہت سے گروہ پیدا ہو چکے جن کا شمار کرنا بھی مشکل ہے اور وہ جہاد بھی بے گناہ مسلمانوں سے ہی کرتے، ان کا زیادہ تر نشانہ بھی عبادت گاہیں، مساجد، تعلیم گاہیں اور عام بازار ہیں، اس طرح کے لوگ مجاہد ہیں بلکہ یہ دین اسلام کو بدنام کرنے والے اعداء اسلام ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

لغات: لِلْمَغْنَمِ بمعنی غنیمت۔ لِيُرَى مَكَانَهُ بمعنی شہرت کے۔ شَجَاعَةً بہادری۔ حَمِيَّةً قومیت، عصیت۔ غَضَبًا غَضَبٌ (ض) غصہ، جذبات، غصہ کرنا، افعال سے اَغْضَبَ (افعال) غصہ دلانا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

جو جہاد میں شہید ہو جائے اس کو پورا پورا ثواب قیامت کے دن ملے گا

(۱۳۴۴) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلثَى أَجُورِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَخْفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ أَجُورُهُمْ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لڑنے والا گروہ یا لشکر جہاد کرے پس وہ مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح و سالم واپس آجائے تو اس نے اپنے دو تہائی ۳/۲ حصہ دنیا میں جلد حاصل کر لیا اور جو گروہ یا لشکر لڑے لیکن مال غنیمت حاصل نہ کر سکے اور شہید یا زخمی ہو جائے تو اس کے لئے ان کا اجر پورا ہے۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث شریف سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جو مجاہدین راہ خدا میں شہید ہو جاتے ہیں ان کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ ہے جو میدان جہاد سے سلامتی اور غنیمت کے ساتھ واپس آتے ہیں، دوسرے نمبر پر ان کا اجر زیادہ ہوتا ہے جو میدان جہاد سے زخمی حالت میں واپس آتے ہیں۔ اسی مفہوم کی دوسری روایت منقول ہے کہ صحابہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بہت سے اس حال میں ملیں گے کہ انہوں نے دنیا میں اجر (مال غنیمت) نہیں لیا اور ان میں بہت سارے اپنے بچے ہوئے پھل کو چن رہے ہیں۔ الغرض میدان جہاد میں شہادت کی فضیلت کا بیان ہے۔

لغات: تَعَجَّلُوا عَجَلًا عَجَلًا عَجَلًا، جلد بازی کرنا۔ أَجُورٌ یہ الاجور کی جمع ہے، بمعنی اجرة، مزدوری، أَجْرٌ (ض) مزدوری دینا۔ سَرِيَّةٌ اس کی جمع سَرَايَا آتی ہے لشکر کو کہتے ہیں۔ تَخْفِقُ لڑنا، مارنا، یہ زیادہ تر تلوار کی لڑائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تُصَابُ أَصَابَ أَصَابَةً پانا، حاصل کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ، ابوداؤد، والنسائی۔

راوی حدیث: حالات گزر چکے ہیں۔

میری امت کی تفریح جہاد کرنے میں ہے

(۱۳۴۵) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُنْذِنُ لِي فِي السِّيَاحَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَنْ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. رواه ابوداؤد
باسناد جيد

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے سیاحت (تفریح دنیا) کی اجازت عنایت فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی سیاحت تو اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔ (ابوداؤد)

تشریح: اُذِّنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ، مجھے سیاحت کی اجازت عنایت فرمائیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام معمولی کام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے تھے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اولاد والدین سے، شاگرد اساتذہ سے، سالکین اپنے شیخ سے ہر کام میں رہنمائی لیں۔

اس صحابی رسول نے سیاحت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی سیاحت تو جہاد فی سبیل اللہ ہے، بندہ سیر بھی کرتا جائے اور اعلاء کلمۃ اللہ بھی ہو تو اس کو دنیا کا فائدہ بھی ہوگا اور آخرت کے اعتبار سے اس کا ثواب بھی محفوظ ہوگا اور اس بندہ خدا کے سیر و سفر میں اسلام کی عزت اور کفر کی ذلت بھی ہوگی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سیاحت سے مراد ترک لذات ہیں تو جہاد میں بھی ترک لذات اور مجاہدہ ہے، اس سے آدمی کی لذتیں، خواہشیں ٹوٹی ہیں۔

فائدہ: اسلام میں سیر و سفر کی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ ایک اچھا عمل ہے، بشرطیکہ عبرت و نصیحت کا حصول مقصود ہو اور قدرت خداوندی کے عجائبات سے تذکیر مطلوب ہو۔

لغات: السِّيَاحَةُ چلنا پھرنا، سیر و سفر کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب الجہاد والجماعہ ۱/۲۳۹۸

راوی حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

جہاد سے واپسی کا ثواب جہاد پر جانے والے کے مثل ہے

(۱۳۴۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ. رواه ابوداؤد باسنادٍ جيدٍ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کے مثل ہے۔ (ابوداؤد)

تشریح: حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ جہاد سے لوٹنا جہاد کی طرح ہے یعنی جو اجر و ثواب جہاد پر جاتے وقت ملتا ہے وہی اجر و ثواب جہاد سے واپسی پر ملتا ہے، جس طرح جہاد پر جانا قابل فخر اور سعادت کی بات ہے اسی طرح واپس لوٹنا بھی فخر اور سعادت کی

بات ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمائی جب مجاہدین کی ایک جماعت اس لحاظ سے واپس آئی کہ اپنے ساتھ مزید افراد لیکر جائیں۔

قَفْلَةٌ کا مقصد ہے واپس ہونا، لوٹنا، جہاد سے فراغت کے بعد واپس ہونا۔

لغات: قَفْلَةٌ لوٹنا، واپس ہونا۔ كَغَزْوَةٍ اس کی جمع غَزْوَاتٌ آتی ہے۔ غَزَاهُ غَزْوًا طلب کرنا، قصد کرنا۔ وَمِنْهُ الْغَازِي غازی جہاد میں جا کر لوٹنے والا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب الجہاد و احمد ۲/۶۳۶

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۴۷) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَتَلَقَّيْتُهُ مِنَ الصَّبِيَّانِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ . رواه ابوداؤد باسنادٍ صحيحٍ

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک سے واپس آئے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے چلے، پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔

تشریح: اس حدیث شریف سے استقبال کا جائز ہونا معلوم ہو رہا ہے اور یہ شاندار استقبال ہر قسم کے تکلفات سے خالی ہے نہ کوئی پھول اور نہ کوئی چراغ ہے۔ آج کل کے دور میں قومی خزانہ بے دردی سے لوٹا جا رہا ہے جو شریعت کی رو اور ملکی وقومی مفادات کے لحاظ سے بھی قابل رحم ہے، فضولیات اور اسراف اسلام میں بالکل پسند نہیں ہیں، ہم سب کو اس معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، جہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا استقبال اور الوداع کرتے تھے۔

لغات: الصَّبِيَّانِ جمع ہے صَبِيٌّ کی، بمعنی بچہ۔ تَلَقَّاهُ تَلَقِيَةً ملنا، ملاقات کرنا۔ تَبُوكَ تبوک ایک جگہ کا نام ہے، غزوة تبوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا آخری غزوه ہے، اس میں مسلمانوں کی آرمی کی تعداد تیس ہزار 30,000 تھی۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری و ابوداؤد کتاب الجہاد

راوی حدیث: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس نے جہاد نہ کیا تو مرنے سے پہلے مصیبت میں گرفتار ہوگا

(۱۳۲۸) وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهَّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللَّهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رواه ابو داود باسناد صحيح

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ کسی غازی کو جہاد کا سامان دے کر اس کی تیاری کروائی یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت (یا حادثے) سے دوچار کرے گا۔

تشریح: حدیث مذکورہ کا یہی مفہوم ہے کہ جو آدمی نہ جہاد کرتا ہے اور نہ مجاہدین کو سامان حرب مہیا کرتا ہے اور نہ ہی ان کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی کرتا ہے تو یہ سارے جرائم ایسے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی عذاب دے دیتا ہے اور آخرت کا عذاب تو یقینی ہے۔

اس لئے امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ جہاد جیسے مقدس فریضہ کے لئے ہر وقت تیار رہیں، اس کے تقاضوں اور ضروریات سے اعراض نہ کریں، ورنہ انہیں دنیا میں سزا اور آخرت میں عذاب عظیم و الیم ہوگا۔

لغات: جَهَّزَ تَجْهِيْزًا (تفعیل) تیاری کرانا۔ اَهْلٍ گھر والے، بیوی، بچے اور والدین بھی شامل ہیں۔ خَيْرٌ اسم تفضیل ہے، الْخَيْرُ مفرد ہے خَيْرٌ کا، بھلائی، نیکی۔ بِقَارِعَةٍ کھڑکھڑانے والی چیز، ڈرانے والی چیز، دھمکانے والی چیز جیسے قرآن پاک میں الْقَارِعَةُ، مَا الْقَارِعَةُ

تخریج حدیث: سنن ابو داود کتاب الجہاد

راوی حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

(۱۳۲۹) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّنِّيَّتِكُمْ. رواه ابو داود باسناد صحيح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مشرکین سے جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں اور زبانوں کے ذریعے سے۔

تشریح: حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ مشرکین سے جہاد بالمال، بالنفس، باللسان کرو مگر حسب مناسبت جس کی ضرورت ہو، پر آج کل کے دور میں تینوں چیزوں کی ضرورت ہے، تینوں ہی چیزوں سے اسلام کی اشاعت ضروری ہے۔

لغات: اَمْوَالٌ، مَالٌ کی جمع ہے۔ اَنْفُسٌ، نَفْسٌ کی جمع ہے۔ اَلْسِنَةٌ، لِسَانٌ کی جمع ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب الجہاد

راوی حدیث: تعارف گزر چکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی ابتداء میں یا سورج ڈھلنے کے بعد لڑائی کرتے تھے

(۱۳۵۰) وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو وَيُقَالُ أَبُو حَكِيمٍ النُّعْمَانُ بْنُ مِقْرِنٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَخْرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهَبَّ الرِّيَّاحُ

وَيَنْزِلَ النَّصْرُ . رواه ابوداؤد والترمذی

ترجمہ: حضرت ابو عمرو اور بعض کے نزدیک ابو حکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں حاضر رہا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی ابتداء میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو لڑائی کو موخر

کردیتے، یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا، ہوائیں چلنے لگ جائیں اور مدد نازل ہونے لگتی۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ دو اوقات میں لڑائی، جنگ لڑنی چاہئے، ایک صبح سویرے دوسرا زوال

شمس کے ختم ہوتے وقت، صبح میں تو برکت ہوتی ہے اور زوال شمس کے بعد اس لئے کہ اس میں دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا

آسان ہوتا ہے اور ان کی چال کو سمجھنا بھی آسان ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان اوقات میں نصرت خداوندی بھی کثرت سے شامل ہوتی

ہے۔

لغات: تَزُولٌ، زَالَ، مائل ہونا، ڈھل جانا۔ تَهَبُّ، هَبُّ (ن) چلنا، اس سے ہواؤں کا چلنا ہی مراد ہے۔ الرِّيَّاحُ جمع ہے

رِيحٌ کی، ہوائیں۔ النَّصْرُ مدد، نصرت۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب الجہاد و ابن حبان ۴۷۶۷۔

راوی حدیث: حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کنیت ابو حکیم ہے، یہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ چار سو آدمیوں کے ہمراہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو نبی کا حکم بنایا تھا

اور نہاوند میں 20ھ کو شہید ہوئے۔

دشمن سے لڑنے کی تمنامت کرو

(۱۳۵۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دشمن سے لڑنے کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو، لیکن جب آنا سامنا ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیث کا مفہوم پہلے بھی گزر چکا ہے۔ مقصد یہی ہے کہ جنگ، لڑائی کی تمنائیں نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا چاہئے، تاہم اگر حالات ایسے ہو جائیں کہ جن میں جنگ کرنا ناگزیر بن جائے تو ایسی صورت میں ثابت قدمی اور صبر کے ساتھ جم کر کے مقابلہ کرنا چاہئے۔

لغات: لَا تَتَمَنَّوْا، تمنی، طلب کرنا، آرزو کرنا۔ لِقَاءَ، ملاقات، ملنا، یہاں مراد جنگ ہے۔ الْعَافِيَةَ عافیت، خیریت، سلامتی۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الجہاد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

جنگ تو دھوکہ کا نام ہے

(۱۳۵۲) وَعَنْهُ وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الْحَرْبُ خَدْعَةٌ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ ایک چال ہے۔

تشریح: جنگ ایک چال کا نام ہے۔ ایک حکمت عملی کا نام ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ایسی چال چلنا جس کو دشمن نہ سمجھ سکے اور دشمن پر کنٹرول کیا جائے، اس طرح کی تدبیریں ایک اچھا سپہ سالار ہی کرتا ہے اور میدان جنگ مار لیتا ہے اور اس حدیث مبارکہ سے جہاد کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور جہاد سے اعراض اور غفلت کتنا بڑا جرم ہے، لیکن بد قسمتی سے

مسلمان ہر جگہ ترک جہاد کا مرتکب ہے اور محکوم قوم کی طرح زندگی گزار رہا ہے۔ فالی اللہ المشتکی
لغات: الْحَرْبُ اس کی جمع حُرُوب آتی ہے بمعنی جنگ۔ الْحَرْبُ الْأَهْلِيَّةُ خانہ جنگی کو کہتے ہیں، حَرْبٌ حَرْبًا (ض)
 غضبناک ہونا۔

الْعِدَّةُ اس کی جمع عُدَّة آتی ہے بمعنی چال، تدبیر، حکمت اور اس کا معنی دھوکہ دینا بھی آتا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الجہاد، مصنف ابن ابی شیبہ ۵۳۰/۱۲

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مختصر سا تعارف ہو چکا ہے۔

باب بیان جماعة من الشهداء في ثواب الآخرة ويغسلون ويصلى عليهم بخلاف القتل في حرب الكفار

شہید کی قسمیں

(۱۳۵۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:
 الشَّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِيقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید پانچ ہیں (۱) طاعون
 سے مرنے والا (۲) پیڑ سے مرنے والا (۳) ڈوب کر مرنے والا (۴) دب کر مرنے والا (۵) اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔
 (بخاری و مسلم)

تفسیر: شہداء شہید کی جمع ہے یا تو شہادت سے بمعنی گواہی دینا تو شہید کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے لئے اللہ
 تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی گواہی دی ہے۔ یا تو شہید شہود سے ہے بمعنی حاضری کے تو اس کا مطلب ہوگا
 رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، یا یہ مجاہد میدان کارزار میں حاضر ہوتا ہے، یا یہ مقصد ہوگا کہ یہ اپنی جان کو بارگاہ
 خداوندی میں حاضر کرتا ہے۔

فائدہ: شہید کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقی (۲) حکمی

(۱) شہید حقیقی وہ ہے جو میدان جہاد میں شہید کیا جائے بشرطیکہ یہ میدان جہاد میں اخلاص نیت کے ساتھ لڑا ہو۔ شہید حقیقی کا حکم یہ ہے کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی لیکن اس کو نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس پر نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔

(۲) شہید حکمی وہ ہے کہ جسے شہادت کے رتبہ سے نوازا جائے گا لیکن دنیاوی احکامات کے اعتبار سے اس پر شہید والے احکامات جاری نہیں ہوں گے، مثلاً طاعون کے مرض، پیٹ کی بیماری، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مرنے والا یہ سارے شہید حکمی ہیں، انہیں غسل وغیرہ دیا جائے گا۔

لغات: الْمَطْعُونُ طاعون کی بیماری۔ الْمَبْطُونُ پیٹ کی بیماری۔ الْغَرِيقُ غرق سے ہے ڈوبنا۔ الْهَدْمُ (ض) دب جانا۔
تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الجہاد، صحیح مسلم کتاب الامارۃ،
راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

شہید کی مزید اقسام

(۱۳۵۴) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَا تَعُدُّونَ الشُّهَدَاءَ فِيكُمْ؟ قَالُوا، يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ. قَالَ أَنْ شُهِدَاءَ أُمَّتِي إِذَا لَقِيلَ! قَالُوا، فَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے میں سے کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا، جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو میری امت میں شہداء بہت کم ہوں گے، انہوں نے پوچھا: پھر یا رسول اللہ! کون شہید ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ جو اللہ کے راستے میں طبعی موت مر جائے وہ شہید ہے۔ جو طاعون کی بیماری سے مر جائے وہ شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری میں مر جائے وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر مر جائے وہ شہید ہے۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں بھی شہید حقیقی کے علاوہ بہت ساری شہید حکمی کی قسمیں بیان کی جا رہی ہیں۔ وَمَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ

اللّٰهُ فَهُوَ شَهِيدٌ، سے تو شہید حقیقی ہی مراد ہے، البتہ وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، سے مراد شہید حکمی ہے یعنی وہ آدمی مراد ہے جو جہاد کے لئے جا رہا ہو، لیکن اس کو راستہ میں موت آگئی ہو یا راستہ میں مرض لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے وفات پا گیا ہو تو یہ آدمی اخروی اعتبار سے عند اللہ شہید ہے، لیکن دنیا کے اعتبار سے اس پر شہید والے احکامات جاری نہیں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مثالیں بیان فرمائیں کہ یہ شہید ہیں۔ (۱) طاعون کے مرض میں مرنے والا۔ (۲) پیٹ کی بیماری میں وفات پانے والا۔ (۳) دب کر فوت ہو جائے یا ڈوب کر مر جائے یہ سارے عند اللہ شہید ہیں، ان کو شہداء والا ثواب ملے گا۔

فائدہ: جنت کے اعلیٰ درجات کا وعدہ وہ شہید حقیقی کے لئے ہے نہ کہ شہید حکمی کے لئے، البتہ یہ جو احادیث میں آرہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم و فضل ہوگا۔ (واللہ اعلم)

لغات: الطَّاعُونَ یہ ایک قسم کا خطرناک مرض ہے، جسم میں ایک پھوڑا نکلتا ہے جس سے موت واقع ہو جاتی ہے، سب سے بڑی طاعون کی وباء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں آئی۔ تقریباً 18 یا 19 ہجری کو جس میں تقریباً صرف 18 ہزار صحابہ کرام کے اہل خانہ شہید ہو گئے تھے، منجملہ ان میں سے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل خانہ بھی شامل ہیں۔ یہ طاعون وباء فلسطین اور شام کے علاقوں میں آئی تھی۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ و احمد ۳/۱۰۷۶۶، وابن ماجہ وابن حبان ۳۱۸۶۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سائتعارف گزر چکا ہے۔

جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے تو وہ شہید ہے

(۱۳۵۵) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے پس وہ شہید ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے کہ جو آدمی اپنے مال و اسباب کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے۔ نیز یہ حدیث مبارکہ اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والے آدمی کو بھی شامل ہے۔

فائدہ: دُونَ کا لفظ ظرف مکان ہے بمعنی تحت، مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہو اور اس کا دفاع کرتا ہو، بہر

صورت جو بھی اپنے مال کی حفاظت کرتے مارا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔

لغات: قُتِلَ ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ دُونَ یہ ظرف مکان ہے بمعنی تحت۔ مَالٌ مفرد ہے، اس کی جمع اَمْوَالٌ مال کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب المظالم، صحیح مسلم کتاب الایمان و ابوداؤد و الترمذی
راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرہ خیر گزر چکا ہے۔

جو جان کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے تو وہ شہید ہے

(۱۳۵۶) وَعَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَحَدِ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ. رواه ابوداؤد و الترمذی

ترجمہ: حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنتی ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تشریح: یہ حدیث مبارکہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی سے مروی ہے، عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں جنت کی خوش خبری سنائی تھی۔ وہ دس صحابہ یہ ہیں۔

- (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۷) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے لوگوں کو جنت کی خوش خبری سنائی ہے۔

فائدہ: دین کی حفاظت کرتے ہوئے جو قتل کر دیا جائے گا وہ بھی شہید ہے اور جو اہل کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، اسی طرح جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

ذُوْنَ مَالِهِ کا مقصد یہ ہے کہ جو آدمی اپنی جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو اس کو بھی شہید جیسا ثواب ملے گا۔

لغات: دَمٌ اس کی جمع دِمَاءٌ، دَمُوْءٌ آتی ہے، بمعنی خون، جان۔ دِیْنٌ اس کی جمع اُدْیَانٌ آتی ہے، مذہب، مسلک۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب السنۃ والترندی ابواب الدیات

راوی حدیث: نام سعید بن زید، کنیت ابو اعمور ہے، یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہنوئی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کو اور ان کی بیوی اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت پٹائی کی تھی اور بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ طہ کی تلاوت سننے سے مسلمان ہو گئے تھے، غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں شامل رہے ہیں۔ مدینہ کے قریب عقیق نامی جگہ پر 50 یا 51ھ کو فوت ہو گئے، ان کی مرویات کی تعداد 48 ہیں۔

چھیننے والے کو اپنا مال مت دو

(۱۳۵۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ أَنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي؟ قَالَ، «فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ» قَالَ: أَرَأَيْتَ أَنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ، «قَاتِلْهُ» قَالَ: أَرَأَيْتَ أَنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ، فَأَنْتَ شَهِيدٌ، قَالَ: أَرَأَيْتَ أَنْ قَتَلْتَهُ، قَالَ: هُوَ فِي النَّارِ.

رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ فرمائیے کہ اگر کوئی آدمی میرا مال چھیننے کی نیت سے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو اپنا مال مت لینے دو، اس نے عرض کیا، اگر وہ مجھ سے لڑے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم بھی اس سے لڑو، اس نے کہا یہ بتلائیے اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو تم شہید ہوں گے، اس نے کہا یہ فرمائیں اگر میں اسے قتل کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

تشریح: مذکورہ حدیث شریف میں مسلمانوں کو شجاعت اور بہادری کی ترغیب دی جا رہی ہے اور ساتھ میں بزدلی اور بے ہمتی

سے کام نہ لینے کا درس دیا جا رہا ہے۔ حدیث شریف میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ اپنی جان و مال کی حفاظت کیا کرو، حفاظت کرتے ہوئے اگر تم مارے گئے تو شہید ہوں گے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ چور، لٹیرے اور ڈاکو کو مارنا جائز ہے اور وہ واصل جہنم ہوگا اور قاتل گنہگار نہیں ہوگا، البتہ اگر مقتول چور مسلمان ہو تو جہنم کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

فائدہ: مال کی حفاظت کے خاطر شہید کیا ہوا آدمی حکماً شہید ہے، دنیا میں اس پر شہید حقیقی والے احکامات جاری نہیں کئے جائیں گے، بلکہ اس کو غسل اور کفن دیا جائے گا۔

لغات: النَّارِ اس کی جمع نیوان آتی ہے، بمعنی آگ، نَارٌ يَنْوُرُ نُورًا روشن ہونا۔ فَلَا تُعْطِيهِ، أُعْطِيَ، أُعْطَانًا (افعال) بمعنی دینا، بخشش۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الایمان (باب الدلیل علی ان من قصد اخذ)

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

باب فضل العتق

غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان

دشوار گھائی

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَلَا اقْتَحَمَ الْعُقَبَةَ، وَمَا أُذْرَاكَ مَا الْعُقَبَةُ، فَكُ رَقَبَةٍ (سورة البلد: ۱۱: ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، ”پس وہ دشوار گزار گھائی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم گھائی کیا ہے؟ کہ گردن کا آزاد کرنا ہے۔“

تشریح: اس آیت مبارکہ میں غلاموں کو آزاد کرنے پر ثواب کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ جو غلاموں کو آزاد کرے گا وہ دشوار گزار گھائی میں داخل نہیں ہوگا۔ فَكُ رَقَبَةٍ گردن کا آزاد کرنا۔ رَقَبَةٍ سے غلاموں، باندیوں کو آزاد کرنا مراد ہے، غلاموں کی آزادی کو دشوار گزار گھائی اس لئے کہا گیا کیونکہ یہ کام انتہائی مشکل ہے، اس میں پیسہ خرچ ہوتا ہے، فطرتاً انسان اس کو خرچ کرنے پر راضی نہیں ہوتا، غلامی کا رواج عہد رسالت میں موجود تھا کیونکہ یہ اس دور میں ایک ناگزیر معاشرتی ضرورت تھی، اس زمانے میں جیلوں میں مجبوس رکھنے کا سلسلہ بھی نہیں تھا، دشوار گزار گھائی سے مراد جہنم ہے۔

غلام کو آزاد کرنے کے بدلے آدمی کو جہنم سے آزادی مل جاتی ہے

(۱۳۵۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتَّىٰ فَرَجَهُ بِفَرْجِهِ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایک مسلمان گروں کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرمگاہ کو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس مذکورہ حدیث میں غلام کی آزادی پر جہنم سے خلاصی، نجات کی بشارت سنائی جا رہی ہے کہ جو غلام کو آزاد کرے گا اس کے ہر ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو آزاد کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اس میں اپنی استطاعت کے مطابق خوب حصہ لیتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد غلاموں کو آزاد کیا، اسی طرح حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بہت سارے غلاموں کو آزاد کیا۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ بشارت صرف مسلمان غلام آزاد کرنے پر نہیں بلکہ کافر غلام آزاد کرنے پر بھی ہے۔

لغات: أَعْتَقَ، أَعْتَقًا افعال سے آزاد کرنا اور مجرد سے آزاد ہونا۔ عُضْوٍ اس کی جمع اعضاء بمعنی جسم کا حصہ، عضو۔ فَرَجَهُ، فَرَجَ اس کی جمع فروج آتی ہے، شرمگاہ، اعضاء مستورہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الکفارات، صحیح مسلم کتاب العتق والترندی و احمد ۳/۹۷۸۰

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ مبارک گزر چکا ہے۔

عمدہ اور قیمتی غلام آزاد کرنا افضل ہے

(۱۳۵۹) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْإِيمَانُ

بِاللَّهِ تَعَالَى وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، قَالَ: قُلْتُ أَيُّ رِقَابٍ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا.

(متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کونسا اعمال افضل ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا کون سی گردنیں (آزاد کرنا) بہتر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ان کے مالکوں کے نزدیک زیادہ عمدہ اور زیادہ قیمتی

ہوں۔ (رواہ البخاری و المسلم)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے بعد سب سے بہترین عمل گردن یعنی غلام کو آزاد کرنا ہے اور غلاموں میں بھی جو غلام سب سے زیادہ عمدہ اور قیمتی ہو اس کو آزاد کرنے میں زیادہ ثواب ملے گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ (آل عمران: پ ۴)

فائدہ: غلامی کا سلسلہ اب تو ختم ہو چکا ہے، البتہ جہاد کی صورت میں غلام، لونڈی بنانے کا حکم تا قیامت باقی رہے گا۔ فک رقبة کا اصل مصداق غلام ہی کو آزاد کرنا ہے، تاہم مقروض ضمانتی اور قیدی کو بوجھوں سے نجات دلانا بھی باعث فضیلت کام ہے اور ان میں بھی فک رقبة کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

لغات: رِقَابُ جمع ہے رِقْبَةٌ کی بمعنی گردن۔ ثَمْنَا اس کی جمع اَثْمَانُ آتی ہے بمعنی قیمت، ریٹ، بھاؤ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

باب فضل الاحسان الی المملوک

غلاموں سے حسن سلوک کرنے کا بیان

چند حقوق العباد

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (النساء: ۳۶)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسی، پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غلاموں کے ساتھ (ان سب کے ساتھ اچھا سلوک کرو)۔

تشریح: آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور ساتھ میں والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے، بہر حال والدین کے حقوق بہت زیادہ ہیں جنہیں پورا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے، یاد رہے اللہ تعالیٰ کی

فَعِيْرَةٌ بِأُمَّه، سے معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کو حسب و نسب پر فخر نہیں کرنا چاہئے نہ کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا چاہئے، حسب و نسب پر فخر کرنا اور کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھنا زمانہ جاہلیت کی باتیں تھیں، جسے اسلام نے آ کر ختم کر دیا، افسوس ہے کہ آج کل یہ مرض مسلمانوں میں عام ہے، نسبی غرور کے نشے میں لوگ اندھے ہو گئے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

اسلام نے مذکورہ ہدایات دے کر مساوات کا اہتمام کیا اور طبقاتی نظام کو ختم کر دیا، اسلام نے آقا و غلام کو مالک و مملوک کو آجر و اجیر کو ہمدرد اور معاون بننے کی تلقین کی ہے اور دونوں طبقات کو آپس میں پیارا اور محبت کے ساتھ رہنے کا درس دیا ہے، اس لئے اسلام میں فضیلت کا معیار دنیاوی دولت اور دنیاوی وسائل نہیں بلکہ فضیلت کا معیار صرف اور صرف ایمان اور تقویٰ ہے۔

لغات: عِيْرَةٌ عار دلانا۔ سَابٌّ (ن) سخت گالی دینا۔ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ كَلْفًا تَفْعِيلٌ سے مکلف بنانا۔ کوئی کام سپرد کرنا۔ فَاعِيْنُوْا اَعَانَ اَعَانَةٌ افعال سے اعانت کرنا، مدد کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت معرور بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبیلہ بنو اسد سے تعلق تھا، کبار تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے، اکثر اسماء الرجال نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات 120 ہجری میں ہوئی۔

خادم کو بھی کھانے میں شریک کر لینا چاہئے

(۱۳۶۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَّ عِلَاجَةٍ. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لائے پس اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو اسے ایک دو لقمے ضرور دے دے، اس لئے کہ اس نے اس کے پکانے کی تکلیف برداشت کی ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے جو خادم کھانا وغیرہ تیار کرے اسے ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہئے اور انسانی مساوات کا تقاضہ بھی یہی ہے، تاہم اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو اس کے لئے کچھ نہ کچھ بچانا چاہئے۔ اس طرح کرنے میں اس خادم کی دل جوئی بھی ہوگی اور کھانے میں برکت بھی ہوگی۔ افضل یہی ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلانا چاہئے، اس سے عاجزی اور تواضع بھی پیدا ہوگی۔ اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو اس کو کچھ نہ کچھ دیدیا جائے، کاش مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کریں۔

لغات: طعام اس کی جمع اطعمۃ بمعنی نوراک۔ طعم طعاماً (س) کھانا۔ لقمۃ لقمہ، نوالہ، اُکلۃ بمعنی نوالہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری و ابوداؤد و احمد ۳/۸۱۰

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ مبارک گزر چکا ہے۔

باب فضل المملوک الذی یؤدی حق اللہ تعالیٰ وحق موالیہ

اس غلام کی فضیلت کا بیان جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اپنے مالک کا بھی حق ادا کرے

جو غلام آقا کی ہمدردی کے ساتھ اللہ کی عبادت بھی کرے تو اس کو دو ہر اٹھاب ملتا ہے

(۱۳۶۲) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنْ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دو ہر اٹھاب ہے۔ بخاری و مسلم

تشریح: إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ جو غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے، خیر خواہی کا مطلب دیانتداری سے آقا کا کام کرنا اور اس کے مال و اسباب کی حفاظت کرنا۔

وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، مقصد فرائض اسلام اور احکامات خداوندی کی پابندی کرنا ہے تو ایسے غلام کو دو ہر اجر ملے گا، (۱) آقا کی خدمت کا۔ (۲) ربّ ذوالجلال کی عبادت کا۔

لغات: نَصَحَ نَصْحًا (ف) خیر خواہی، اچھائی، بھلائی کرنا۔ لِسَيِّدِهِ سید، سردار، آقا، سَادَ (ن) سردار، قائد بنا۔ عِبَادَةَ، عَبْدٌ يَعْبُدُ عِبَادَةَ، عِبَادَةُ عِبَادَتُكَ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، امیر المؤمنین فی الحدیث اور مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، علم حدیث کے بادشاہ تھے۔ مشاجرات صحابہ کے دوران کسی کافر قین نہ بنے۔ دونوں فریقین کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

(۱۳۶۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ، وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي

لَا حَبِيبٌ أَنْ أُمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غلام کے لئے جو اپنے آقا کی خیر خواہی اور اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہو تو اس کو دو گنا اجر ملتا ہے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد، حج اور والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں غلام ہونے کی حالت میں مرنے کو پسند کرتا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ عبد مصلح وہ ہے جو آقا کا بھی خیر خواہ اور رب کا بھی عبادت گزار ہو تو ایسے غلام کو دو گنا اجر ملتا ہے۔

انسان جب غلام ہوتا ہے تو اپنی مرضی سے کوئی بھی نیک کام نہیں کر سکتا بلکہ ہر کام میں اپنے آقا کی اجازت کا محتاج ہوتا ہے، نہ جہاد میں جاسکتا ہے، نہ فریضہ حج ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی والدین کی خدمت کر سکتا ہے جب تک آقا کی اجازت نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ میں بھی دو ہرے ثواب کا حریص ہوں، اگر یہ غلامی مذکورہ اعمال کی فضیلت حاصل کرنے میں مانع نہ ہوتی تو میں غلامی کی حالت پر مرنے کو ترجیح دیتا اور اس کو پسند کرتا۔

لغات: الْمُصْلِحِ خیر خواہ۔ بِرٌّ بمعنی نیکی۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق، صحیح مسلم کتاب الایمان

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

غلام کی فضیلت

(۱۳۶۴) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّي أَلَى سَيِّدِهِ الَّذِي عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهُ أَجْرَانِ. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے اور اپنے مالک کا بھی حق ادا کرتا ہے جو اس کے ذمے ہے اور اس کی خیر خواہی و اطاعت بھی کرتا ہے تو اس کے لئے دو ہرے اجر ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے آقا کی خدمت، خیر خواہی، اطاعت یہ مشروط ہے اللہ تعالیٰ کی عدم معصیت کے ساتھ، یعنی آقا کی اطاعت ایسے کاموں میں کرنا ہے جن میں رب کی نافرمانی نہ ہو اور اگر نافرمانی ہوتی ہو تو اس وقت اپنے مالک کی اطاعت نہیں کی جائے گی، بلکہ احکامات خداوندی کو مقدم رکھا جائے گا۔

لغات: یُوَدَّى أَدَى سے بمعنی ادا کرنا۔ الطَّاعَةِ بمعنی فرمانبرداری، اطاعت کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العتق

راوی حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف ہو چکا ہے۔

تین آدمیوں کو دوہرا اجر ملتا ہے

(۱۳۶۵) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ، رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أُمَّةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمی ہیں کہ جن کے لئے دوہرا اجر ہے، (۱) وہ آدمی جو اہل کتاب میں سے ہے اپنے پیغمبر پر بھی ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لایا۔ (۲) وہ غلام ہے جو اپنے اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی حق ادا کرے۔ (۳) وہ آدمی جس کی ایک باندی ہو، پس اس نے اس کو ادب سکھایا اور اس کی خوب تربیت کی، اسے علم سکھایا اور خوب اچھی تعلیم دی، پھر اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی، پس اس کے لئے بھی دوہرا اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث شریف میں تین طرح کے لوگوں کے لئے دوگنا اجر و ثواب بتایا جا رہا ہے۔ (۱) رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، انہیں ترغیب دی جا رہی ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کریں تو انہیں ڈبل ثواب ملے گا۔ (۲) وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ اسی طرح مخلص، خیر خواہ غلام بھی دوگنا اجر کا مستحق ہے، اس لئے کہ مشقت تکلیف برداشت کر کے آقا کی خدمت کرتا ہے اور صحیح طریقے سے رب کی عبادت بھی کرتا ہے۔ (۳) وہ آقا جو باندی کی صحیح تربیت کرتا ہے اور اسے تعلیم دیتا ہے اور آزاد کرتا ہے اور شادی کراتا ہے تو اس کو بھی دوہرا اجر ملے گا۔

فائدہ: بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام عورت کی تعلیم کا مخالف نہیں ہے، اسلامی دائرہ کار میں رہتے ہوئے عورت کی تعلیم کا صرف حامی ہی نہیں بلکہ اس پر دو گنا اجر کے انعام کا اعلان بھی کرتا ہے، مخالفین اسلام، اسلام کے ان احکامات پر بھی ذرا توجہ کریں اور تنگ نظری کے چشمے تھوڑی دیر کے لئے اتار کر سوچیں۔ اسلام نے جو عورت کو حقوق دیئے ہیں اور عزت دی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا دیا جاسکتا ہے؟ موجودہ معاشرے میں تو آزادی کے نام پر عورت کے حقوق سلب کر دیا گیا ہے اور اسے حقیر ترین مقام تک پہنچایا گیا ہے اور پھر کمینہ قسم کے لوگ اسلام پر بے جا اعتراضات کرتے ہیں۔ فَاَللّٰهُ الْمَشْتٰكِيْ

لغات: مَوَالِيهِ مَوْلٰی کی جمع ہے بمعنی آقا۔ فَاَذْبَهَا تَأْدِيْبًا ادب سکھانا اور مجرد اَدْبٌ اَذْبًا سے ادب کرنا۔ عِلْمَهَا تَعْلِيْمًا سکھانا، عِلْمٌ سے جاننا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امتہ صحیح مسلم کتاب الایمان راوی حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

باب فضل العبادت فی الهرج وهو الاختلاط والفتن ونحوها

فتنہ اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کی فضیلت

فتنہ اور فساد کے زمانے میں عبادت مثل ہجرت ہے

(۱۳۶۶) وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهَجْرَةِ الْيَتَامَى. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فتنہ وفساد کے دور میں عبادت کرنا میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

تشریح: فتنہ وفساد کے دور میں عبادت کرنا ایسا ہے جیسا کہ میری طرف ہجرت کرنا ہے، جب فتنے عام ہو جاتے ہیں اور بگاڑ پھیل جاتا ہے تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مشکل بن جاتا ہے۔ کیونکہ ہر طرف بُرائی ہوتی ہے اور ہر شخص بُرائی کی طرف مائل ہوتا ہے، ایسے حالات میں احکامات خداوندی بجالانا نہایت مشکل کام ہوتا ہے، ایسے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنا اور اطاعت کرنا نہایت فضیلت والا عمل ہے اس لئے اسے ہجرت مدینہ کے مثل قرار دیا گیا، کیونکہ اس زمانے میں مدینہ کی طرف ہجرت کرنا مشکل کام تھا اور ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا مشکل کام ہے۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ فتنہ اور فساد کے دور میں بُرائی سے بچنے کا یہی راستہ ہے، سنت کے مطابق زندگی گزارا جائے تو سنت مبارک اپنانے کی وجہ سے آدمی گناہ سے بچ جائے گا۔

لِغَاثَاتٍ: هَجَرَ هَجْرًا (ن) قطع تعلق کرنا، چھوڑنا، ہجرت کرنا۔ ہجرت کہتے ہیں دارالکفر کو چھوڑ کر دارالاسلام چلے جانا، یا گناہ کو چھوڑ کر نیکی کرنا۔ الْهَرَجُ فتنہ و فساد، هَرَجَ هَرَجًا لوگوں کا فتنے اور فساد میں پڑ جانا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الفتن و احمد ۷/۲۰۳۲۰

راوی حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

بَابُ فَضْلِ السَّمَاخَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِي وَارْتِجَاحِ

الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ وَفَضْلِ انْظَارِ الْمُوسِرِ الْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ.

خرید و فروخت، لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے اور ناپ تول میں زیادہ اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور مالدار کا تنگ دست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَاتَفَعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (سورة البقرة: ۲۱۵)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: تم جو بھی بھلائی کرو گے یقیناً اللہ اسے جانے والا ہے۔

انصاف کے ساتھ ناپ تول کو پورا کیا کرو

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا قَوْمِ أُوْلُوا الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ . (سورة هود: ۵۸)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: اے میری قوم انصاف کے ساتھ ناپ تول کو پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَيَلِّ لِّلْمُطَفِّفِينَ، الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ، وَإِذَا كَالُواهُمْ أَوْوَزْنُوهُمْ

يُخْسِرُونَ، أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ، لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة المطففين)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں مگر

جب ناپ یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن

تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

خلاصہ کلام: ان تمام آیات مبارکہ سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کی جائے، صاحب حق کو اس کا پورا حق دیا جائے، جس طرح حقوق اللہ میں کمی کسی صورت میں جائز نہیں ٹھیک اسی طرح حقوق العباد میں اللہ تعالیٰ کو کمی پسند نہیں ہے۔ قرآن و حدیث نے ناپ تول میں کمی کو حرام قرار دیا ہے۔

فائدہ: جس طرح ناپ تول میں کمی حرام ہے اسی طرح اوقات میں ڈنڈی مارنا حرام ہے، یعنی ملازم پر لازم ہے کہ اپنا پورا وقت دے اور مالک پر لازم ہے کہ ناجائز طریقوں سے ملازمین کو تنگ نہ کرے اور نہ ہی ان کی تنخواہوں میں کوئی کمی کرے۔

(۲) صاحب حق کو پورا حق دے، محبت میں، ادب میں، یعنی والدین، اولاد، بیوی، استاد شاگرد، دوست اور احباب میں سے جس کا جتنا حق ہے ان کو ان کا پورا حق دے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط میں مبتلا کر دی جاتی ہے، آج کل یہ مہلک بیماری مسلمان معاشرے میں عام ہو چکی ہے، کوئی بھی اسے گناہ نہیں سمجھتا۔ فالی اللہ المشتکیٰ وهو الغفور الرحیم

حق دار کو بات کہنے کا حق ہے

(۱۳۶۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، يَتَقَضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ أَعْطُوهُ سِنًا مِثْلَ سِنِّهِ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مَنْ سِنِّهِ قَالَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ خَيْرَ كُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقاضا کرنے لگا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درشت رویہ اختیار کیا تو صحابہؓ نے اسے مزادینے کا ارادہ کیا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ حق دار کو بات کہنے کا حق ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے اتنی عمر کا جانور دیدو جتنی عمر کا جانور اس کا تھا، صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس جیسا تو ہمیں نہیں ملا بلکہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہی اسے دے دو، اس لئے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں سب سے اچھا ہو۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خیر خواہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس کا نام زید بن شعبہ کنانی ہے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے اپنے حق کا مطالبہ کیا مگر طریقہ درست نہیں تھا، سختی سے پیش آئے، صحابہ کرامؓ کو یہ پسند نہیں

آیا، بہت برا محسوس کیا اور اس مطالبہ کرنے والے کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور سزا دینے کا پکا عزم کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرفین کو سمجھایا کہ صاحب حق کو اچھا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور قرض دار کو اچھے طریقے سے ادائیگی کرنی چاہئے۔

فائدہ: اس حدیث سے چند احکامات معلوم ہو رہے ہیں۔ (۱) اگر کوئی درشت رویہ اختیار کرے تو اسے برداشت کرنا چاہئے اور اخلاق سے پیش آنا چاہئے، یہ انبیاء کا طریقہ ہے جیسے فَأَغْلَظْ لَهُ سے معلوم ہوتا ہے۔

(۲) لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا حَقِّ دَارِ كُوكِبِنِ كَا حَقِّ هِے۔ (۳) أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً قَرْضِ دَارِ قَرْضِ كِي وَآپِسِي كِي وَتَقْتِ اِگْرَآپِنِي طَرْفِ سِي زِيَادَه دِنِي تُو جَا نَز هِي، مگر قرض خواہ کی طرف سے اضافے کا مطالبہ درست نہیں ہے، اگر مطالبہ کیا تو سود بن جائے گا، جس کا نہ دینا جائز ہے اور نہ ہی لینا جائز ہے۔

لغات: يَتَقَاضَاهُ بمعنى تقاضا کرنا۔ فَأَغْلَظْ بمعنى سخت رویہ اختیار کرنا، سختی سے پیش آنا۔ دَعْوُهُ بمعنى چھوڑنا۔ سِنًا سِنًا اس کی جمع سنوآت بمعنى سال۔ اُمْلَلُ مِثْلُ برابر اور اُمْلَلُ بمعنى زیادہ بہتر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الوکالۃ، صحیح مسلم کتاب البیوع

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

اللہ اس پر رحم کرے جو وصولی کے وقت نرمی کرے

(۱۳۶۸) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمَحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور قرض کی وصولی کا مطالبہ کرتے وقت نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔ (بخاری)

تشریح: حدیث شریف سے خریدتے وقت اور بیچتے وقت نرمی کرنے کا حکم معلوم ہو رہا ہے، یعنی خریدتے وقت سخت رویہ اختیار نہ کیا جائے اور نہ بیچتے وقت ایسا انداز اپنایا جائے جس سے گاہک پریشان ہو۔

وَإِذَا اقْتَضَى اور قرض وصولی کرتے وقت بھی نرم رویہ اپنایا جائے۔ بہر حال ادب اور احترام کے حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔

لغات: سَمَحًا سَمَحًا سَمَاحَةً (ف) بخشش کرنا۔ سَمَحَ تَفْعِيلِ نرمی کرنا، نرم برتاؤ کرنا، مُسَامَحَةً چشم پوشی کرنا اور اسی سے تسامح ہے۔ اقْتَضَى بمعنى تقاضا کرنا، قَضَى بمعنى ادا کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب البیوع وابن ماجہ وابن حبان

راوی حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

قیامت کے دن کی نجات مقروض کو مہلت دینے میں ہے

(۱۳۶۹) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيهُ اللَّهُ مِنْ كَرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنْفُسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی بے چینیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگدست کو مہلت دے یا اس مقروض کو معاف کر دے۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث بالا سے یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ تنگدست کو مہلت دینی چاہئے، اگر مقروض مفلس ہے تو اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے اور دین کی ادائیگی میں اسے مہلت دی جائے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ تنگدست کی تکلیف دور کرنی چاہئے، اسے اپنی طرف سے کچھ رقم دی جائے جس سے وہ اپنا قرض ادا کر سکے۔ یہ تمام کام انسان کو قیامت کی بے چینیوں سے اور گھبراہٹوں سے بچائیں گے، جس دن ہر شخص عالم اضطراب میں ہوگا اور اس سے نجات کا ذریعہ بنی آدم کے افعال خیر ہوں گے۔

لغات: سَرَّهُ سُورُداً خوش کرنا۔ كَرْبٍ كَرْباً پریشان کرنا، بے چین ہونا، كَرْبٌ اس کی جمع كُرُوبٌ غم، پریشانی، بے چینی۔ فَلْيُنْفُسْ نَفْسٌ تَنْفِيسًا غم دور کرنا، تسلی دینا، مہلت دینا۔ وَضَعَ، وَضَعًا، وَضَعَ عَنْهُ بوجھ کا گھٹانا مراد قرض کا ہٹانا۔ تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب البیوع والبیہقی، ۳۵۷/۵

راوی حدیث: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام الحارث بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

تنگدست پر نرمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو معاف کر دیا

(۱۳۷۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ: إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اس نے اپنے ملازم سے کہا ہوا تھا جب تم کسی تنگ دست کے پاس آؤ تو اس سے نرمی اور درگزر کا معاملہ کیا کرو، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر سے کام لے، پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں تنگ دست سے درگزر کرنے کا سبق ملتا ہے اور درگزر کے مفہوم میں حسن مطالبہ، ادائیگی میں مہلت اور قرض دار کو معاف کرنا شامل ہے اور یہ تینوں صورتیں شرعاً محمود بھی ہیں اور مطلوب بھی ہیں۔

بیان کردہ واقعہ سابقہ امتوں میں سے کسی ایک امت کے نیک آدمی کا ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور امت کو اپنے قول و فعل سے اس کی تلقین بھی فرمائی، یقیناً یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں رضامندی کا باعث بھی ہے۔

لغات: يُدَايِنُ لِيْن دِيْنٍ یعنی قرض کا معاملہ کرنا۔ مُعْسِرًا بمعنی تنگ دست۔ جَاوَزَ، يُجَاوِزُ، مُجَاوِزَةً تجاوز کرنا، زیادتی کرنا، جب عن کے ساتھ ہو تو بمعنی معاف کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب البیوع و احمد، ۳/۵۸۲

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف آچکا ہے۔

تنگ دست سے درگزر کرنے سے اللہ بھی اس سے درگزر فرماتے ہیں

(۱۳۷۱) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوَجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا وَكَانَ يَأْمُرُ غُلَمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنِ الْمُعْسِرِ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ "نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ" (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم سے پہلے (بنی اسرائیل) کے لوگوں میں سے ایک کا حساب کیا گیا تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی چیز نہیں پائی گئی کہ وہ لوگوں سے لین دین کرتا اور بھلائی میں تعاون کرنے والا تھا، اس لئے کہ اس نے اپنے غلام کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہم درگزر کرنے کے اس سے زیادہ حقدار ہیں اس سے درگزر کرو۔ (رواه مسلم)

تشریح: حدیث مبارکہ میں قیامت کے حالات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہے بطور مثال بیان

کی۔ مقصد یہ ہے کہ جو تنگ دست لوگوں سے درگزر کرے گا تو اللہ پاک ایسے لوگوں کے ساتھ حساب و کتاب میں درگزر کا معاملہ فرمائیں گے، بالخصوص مسلمانوں کو اس پر عمل کی ترغیب دی گئی ہے۔

لغات: حَوَسِبَ مفاعله بمعنی حساب لیا گیا۔ يُخَالِطُ مفاعله ملانا۔ مُوسِرًا بالدار۔ غِلْمَانَهُ جمع ہے غلام کی بمعنی غلام۔ مُعْسِرًا تنگ دست۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب البیوع والترندی والحاکم ۲/۲۲۲۶

راوی حدیث: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اللہ بندے سے زیادہ درگزر کرنے والا ہے

(۱۳۷۲) وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ، أَتَى اللَّهُ تَعَالَى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهِ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: - وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا قَالَ يَا رَبِّ! آتَيْتَنِي مَالَكَ فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ فَكُنْتُ أَتَيْسِرُ عَلَى الْمُوسِرِ، وَأَنْظِرُ الْمُعْسِرَ، فَقَالَ تَعَالَى: أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي "فَقَالَ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا هَكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا گیا، اللہ نے اس سے پوچھا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی "وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا" کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکے گا، پھر وہ بندہ جواب دے گا تو نے اپنے پاس سے اچھا مال عطاء فرمایا تھا پس میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا، میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ پس میں خوش حال لوگوں پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا تو اللہ نے فرمایا، میں اس درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے سے درگزر کرو، اس پر عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبان مبارک سے اسی طرح سنی۔ (رواه مسلم)

تشریح: حدیث بالا سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جو مخلوق خدا کے ساتھ نرمی اور درگزر کا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی درگزر کا معاملہ فرماتے ہیں۔

یہ حدیث جس طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

لغات: أَبَاعَ بَايَعَ خَرِيدٌ وَفُرُوحٌ كَرْنَا۔ الْجَوَازُ بِمَعْنَى دَرَكِزِرْ كَرْنَا۔ اَنْظَرَ نَظَرَ (س، ن) دیکھنا، غور و فکر کرنا، یہاں بمعنی مہلت دینا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب البیوع و احمد ۹/۲۴۲۔ وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان تھے، صاحب السران کا لقب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منافقین کے نام بھی بتائے تھے جو دیگر اصحاب سے پوشیدہ رکھے۔ انتہائی سرد موسم کی رات میں جنگ خندق میں کفار کا حال معلوم کرنے گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت سے ٹھنڈی رات ان کے لئے آرام دہ ہو گئی۔

(۱۳۷۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهُ أَظْلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو معاف کر دے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ جو آدمی تنگ دست، مفلس کو مہلت دے گا یا اس کو معاف کر دے گا تو میدان محشر میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔

یاد رہے میدان محشر میں لوگ اپنے پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے، شدت حرارت سے نڈھال ہوں گے ایسے میں جن لوگوں کو عرش الہی کا سایہ نصیب ہوگا وہ بڑے خوش نصیب ہوں گے۔

حدیث مبارکہ میں ہمیں اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، آج کل معاشرے میں امت مسلمہ اس حدیث پر عمل کرنے سے دور نظر آرہی ہے، غریب کو کوئی قرضہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

لغات: وَضَعَ رَكْنَا، ذَالْنَا۔ ظِلُّ اس کی جمع ظلل سایہ۔

تخریج حدیث: سنن ترمذی کتاب البیوع و احمد ۳/۸۷۱۹

راوی حدیث: حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۷۴) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اشْتَرَى مِنْهُ بَعِيرًا (بِوَقْتَيْنِ أَوْ دِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ) فَوَزَنَ لَهُ فَارْجَحَ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو اس کی قیمت جھکتی ہوئی دی۔

تشریح: اس حدیث سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ معاملہ کرتے وقت طرفین ایک دوسرے کے ساتھ اخوت، ہمدردی کا مظاہرہ کریں جو چیز دے رہا ہوں اسے زیادہ دینی چاہئے اور لینے والے کو چاہئے کہ کچھ اضافی دے تو اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔ البتہ آج کل لوگ وزن کرنے میں ڈنڈی مارتے ہیں اور بعض لینے والے بائع کو متعین رقم سے کم دیتے ہیں یہ طرفین کے لئے اچھا نہیں ہے۔

فائدہ: دینار سونے کا اور درہم چاندی کا ہوتا ہے۔ وَقْتَيْنِ وَقَّةٌ سونے کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

لغات: بَعِيرًا اونٹ۔ فَارْجَحَ بمعنی جھکتا ہوا، زیادہ راجح۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب البیوع

راوی حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف اوپر گزر چکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچامہ خریدا تھا

(۱۳۷۵) وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًا مِنْ هَجَرَ فَجَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلٍ وَعِنْدِي وَزَانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْوَزَانِ زِنْ وَارْجَحْ. رواه ابو داود و الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو صفوان بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر کی جگہ سے کچھ کپڑے لے کر آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم نے ایک پانچامہ کا بھاؤ کیا، میرے پاس ایک وزن کرنے والا آدمی تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وزن کرنے والے کو فرمایا: تو لو اور جھکتا ہوا تو لو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ بیچنے والا سودا زیادہ کر کے دے اور خریدنے والا طے شدہ رقم سے اضافہ کر کے دے، یہ انصاف سے بڑھ کر احسان کی صورت ہے جس سے معاشرے میں اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

کمی اور حق تلفی کی صورت میں بغض و عداوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں یہ مہلک بیماریاں عام ہو گئی ہیں اور اس کو ہم بیماری بھی نہیں سمجھتے، روزانہ اپنے معاشرے کی تباہی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ

لغات: ہَجَرَ یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ فَسَاوْنَا سَاوْمَ بھاؤ کرنا، معاملہ کرنا۔ سَوَاوِیْلَ پامجامہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی شلواری کا رواج تھا۔ وَزَانٌ وزن کرنے والا، تولنے والا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد کتاب البیوع سنن ترمذی کتاب البیوع

راوی حدیث: حضرت قیس بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوفہ میں انتقال ہوا۔ اور مرویات کی تعداد 4 ہے۔

کتاب العلم

علم کا بیان

باب فضل العلم

علم کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (سورة طه: ۱۱۴)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: آپ دعاء کیجئے، اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا دے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الزمر)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (المجادلة)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر)

خلاصہ کلام: علم کی بہت زیادہ فضیلت ہے، کلام مجید اور کلام حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت علم کے ساتھ بھرا ہوا ہے، کہیں پر حصول علم کا حکم ہے تو کہیں پر تحصیل علم کی ترغیب ہے، کہیں پر تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علم کے اضافہ کا سوال کرتے نظر آتے ہیں۔ علم سے جہالت ختم ہوتی ہے، علم ایک نور ہے، علم چراغ زندگی ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل فرمائی تو اس میں فرمایا ”و علم الانسان ما لم يعلم“ کہ جن چیزوں کی انسان کو معلومات نہیں تھیں وہ ہم نے انسان کو سکھلا دیں۔ علم انسان کی آنکھ ہے، علم انسان کی زندگی ہے، علم انسان کی دعاء ہے اور اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے، رفع درجات کا زینہ ہے۔

دین اسلام نہ صرف حصول علم کو پسند کرتا ہے بلکہ اس پر مزید انعامات کا اعلان بھی کرتا ہے، اسلام تو جہالت کے خلاف جہاد کا حکم کرتا ہے اور گھر گھر میں علم کی شمعیں روشن کرنے کا حکم دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے والدین کو اولاد اور آقا کو غلام، لونڈی کی تعلیم دینے کی ترغیب دی ہے، اسلام تعلیم کا حامی ہے، البتہ مخلوط تعلیم معاشرہ کو تباہ کر کے رکھتی ہے، اس سے فساد پھیل جاتا ہے اور بے حیائی اور برائی عام ہو جاتی ہے، ہم بھولے بھالے سیدھے سادھے لوگ جلد میں پہ یورپ کے مقلد بن جاتے ہیں اور ان کے ترانوں میں پڑ کر اپنی اصلیت، ثقافت اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

(۱۳۷۶) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا

يُفْقَهُ فِي الدِّينِ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ پاک جس سے راضی ہوتے ہیں انہیں دین کی فقاہت عطا فرماتے ہیں۔

بعض حضرات کو تو اللہ پاک اس قدر تَفَقُّهُ فِي الدِّينِ عطا فرماتے ہیں کہ وہ قرآن پاک کی ایک آیت سے اور ایک حدیث سے سینکڑوں مسائل کا استنباط کرتے ہیں، ان میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل قابل ذکر ہیں۔ آج کل لوگ عوام الناس کو یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن و حدیث کافی ہے، فقہاء کی طرف متوجہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ان کی خدمت میں یہی کہنا کافی ہے کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں اور فقہاء کرام بھی قرآن و حدیث اور ان سے مستنبط کئے ہوئے مسائل بتاتے ہیں، یہ وہی مسائل ہوتے ہیں جو قرآن و حدیث میں مذکور ہوتے ہیں، دوسری بات عوام کے سامنے یہ کی جاتی ہے کہ ہم (احناف) محدثین کو نہیں مانتے، یہ بھی بالکل غلط ہے، محدثین کرام کے ساتھ جتنی محبت احناف کو ہے اس سے بڑھ کر کسی کو نہیں ہے اور ان کی مدون کردہ کتب ہمارے نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔ معلوم نہیں فقہاء کرام میں بالخصوص امام ابوحنیفہ گوشت زید تنقید کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ ایک مایہ ناز محدثین کے استاذ اور مسلم فقیہ عالم باعمل کے ساتھ یہ رویہ رکھنا اہل علم کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے اور جہلاء کے ساتھ ہمارا کلام نہیں ہے۔

لغات: يُفْقَهُ فِقْهُ (س) سمجھنا، علم فقہ حاصل کرنا۔ الدِّينِ اس کی جمع ادیان بمعنی مذہب و ملت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم، صحیح بخاری کتاب الزکاة والدارمی ۲۲۴

راوی حدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 7ھ میں مسلمان ہوئے، کاتب الوحی اور خال المؤمنین ہیں، ان کے دور خلافت میں مسلمانوں نے بہت سارے علاقہ فتح کئے ساٹھ 60 ہجری کو ملک شام میں ان کا انتقال ہوا۔

دو قابل رشک چیزیں

(۱۳۷۷) وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي

اِثْنَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَطَهُ عَلَى هَلَكْتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا

وَيُعَلِّمُهَا. متفق عليه

المراد بالحسد الغبطة، وهو ان يتمنى مثله

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسد کرنا جائز نہیں مگر دو آدمیوں پر (۱) وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اس مال کو خرچ کرنے پر مسلط ہو (یعنی خوب دین کی راہ میں خرچ کرتا ہو) (۲) وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کا علم عطا کیا ہو اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو اور اس کی دوسرے کو تعلیم دیتا ہو۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں حسد بمعنی رشک، غبطہ کے ہے، حسد اور رشک میں بہت فرق ہے۔ حسد ناجائز اور حرام ہے کیونکہ اس میں حاسد کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ فلاں سے یہ چیز چھین جائے، جو اسے نعمت ملی ہے وہ اس سے ختم ہو جائے، چہ جائے کہ وہ نعمت مجھے ملے یا نہ ملے، جبکہ رشک کرنا ناجائز ہے، اس میں یہ آرزو ہوتی ہے کہ فلاں کو جو نعمت حاصل ہے اس کے پاس بھی ہو اور مجھے بھی مل جائے، اس میں خوش ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔

بعض حضرات بشمول علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حسد سے مراد شدت حرص اور حُسن طلب ہے۔

فَسَلْطَةُ اس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ ہر حال میں چاہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ ہو اسے راہ حق میں خرچ کرتا رہے۔

فائدہ: خرچ کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ قرضہ لیکر اور بیوی بچوں کو بھوکا رکھ کر خرچ کرے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرنا۔ حکمت سے مراد علم قرآن، علم حدیث اور علم فقہ ہے جیسا کہ اکثر حضرات سے منقول ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کو نیک کام کرنے چاہئیں اور اگر نہیں کر سکتا تو نیک کاموں کی تمنا ضرور کرنی چاہئے۔

لغات: هَلَكًا هَلَاكًا کرنا یہاں بمعنی خرچ کرنا ہے۔ يَقْضِي قَضِيَ قَضَاءً قَضِيًّا فیصلہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم، صحیح مسلم کتاب صلوة المسافرین۔

راوی حدیث: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ الفقہاء ہیں۔

صحابہ کرام کے ابتدائی دور میں بھی انہیں علم فقہ میں ممتاز حیثیت حاصل تھی، صاحب النعلین ان کا خاص لقب تھا۔

(۱۳۷۸) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتِ الْكَلَّا وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَفَعَّ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا

وَأَصَابَ طَائِفَةٌ مِّنْهَا أُخْرَىٰ إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلًّا فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقَهُ فِي دِينِ اللَّهِ
وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہ نے مجھے ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے اس کی مثل بارش کی سی ہے جو کسی زمین پر برسے تو زمین کا بعض حصہ عمدہ و پاکیزہ ہو جو اس پانی کو اپنے اندر لے لے اور خوب سبزہ اور گھاس اگائے اور بعض حصہ سخت زمین والا ہو جو اس پانی کو روک کر محفوظ کر لے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں اور وہ اس سے خود پیئیں اور (جانور وغیرہ) کو بھی پلائیں اور زراعت کریں اور بعض حصہ ایسا ہو زمین کا چٹیل بیابان جو نہ پانی محفوظ کرے اور نہ گھاس وغیرہ اگائے۔ پس اس شخص کی مثال ہے جو اللہ کے دین میں سمجھ رکھے جس علم کے ساتھ اللہ نے مجھ کو بھیجا ہے اس کے ذریعے سے فائدہ پہنچائے خود بھی سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائیے پس یہ اس شخص کی مثال ہے جو اس کی طرف سر کو بلند نہیں کرتا (یعنی توبہ نہ کرے) اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کرتا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں علم کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس طرح زمین کی تین قسمیں ہیں، (۱) جو پانی کو بھی محفوظ رکھے اور سبزہ بھی اگائے اور شاداب بھی ہو۔ (۲) جو سبزہ وغیرہ نہیں اگاتی البتہ پانی محفوظ رکھتی ہے۔ (۳) جو نہ سبزہ اگائے اور نہ پانی محفوظ رکھے۔

تو پہلی قسم زمین کی اپنے لئے بھی نفع مند ہوتی ہے اور لوگ بھی اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور زمین کی دوسری قسم اپنے لئے فائدہ مند نہیں ہوتی البتہ لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ زمین کی تیسری قسم نہ اپنے لئے فائدہ مند نہ لوگوں کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، اسی طرح علم کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں، (۱) وہ لوگ جو تعلیم و تعلم کے بعد اس پر عمل کرتے ہیں اور اس سے مزید استنباط و استخراج کرتے ہیں اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ لوگ سب سے بہتر ہیں کوئی اس کا مقابل نہیں ہے۔ (۲) وہ لوگ جو علم حاصل کر کے اس پر عمل کرتے ہیں لیکن مسائل کا استنباط و استخراج نہیں کرتے تو ان کا فیض پہلی قسم کی بنسبت کم ہے۔ (۳) تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو نہ خود پڑھتے ہیں اور نہ ہی دوسروں تک پہنچاتے ہیں کہ دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں، یہ بدترین قسم کے لوگ ہیں۔

فائدہ: پہلی قسم کی مثال فقہائے کرام ہے مثلاً ائمہ اربعہ وغیرہ۔ دوسری قسم سے مراد محدثین عظام ہے، تیسری قسم سے مراد بدترین قسم

کے لوگ جو دین میں رکاوٹ ڈالنے والے ہیں، ہمیں کوشش کر کے پہلی دو قسموں میں سے کسی ایک میں اپنا شمار کرنا چاہئے اور تیسری قسم سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

لغات: بَعَثَ بَعَثًا بمعنی بھیجا۔ سَقَوْا سَقًی سَقًیاً پلانا۔ غَيْثٌ بارش۔ الْكَلَّا گھاس، سبز ارہ، سبز سبزی۔ الْعُشْبُ بمعنی لکڑی۔ اُجَادِبُ بمعنی سخت زمین۔ قَيْعَانٌ یہ جمع ہے قَاعِ کی، وہ زمین جس میں کوئی چیز نہ ہو، صاف چٹیل میدان۔
تخریج حدیث: صحیح بخاری، صحیح مسلم و احمد

راوی حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

(۱۳۷۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ "فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ". متفق عليه

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں لوگوں کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تمثیل کے سرخ اونٹوں کا ذکر کیا، کیونکہ عرب میں سرخ اونٹ بہت قیمتی ہوتا تھا اور ان کے ہاں سب سے بہتر یہی مال ہوتا تھا، اسی پر مالک کو ناز ہوتا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ آخرت کے اعتبار سے وہ آدمی خوش نصیب ہے جس کے ذریعے سے کسی ایک آدمی کو ہدایت ملی ہو، جو کسی کو صراط مستقیم پر لانے کا واسطہ بنا ہو۔

فائدہ: یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر کی طرف روانہ کرتے ہوئے ارشاد فرمائی تھی کہ قاتل سے پہلے لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینا، اگر کوئی تمہاری دعوت کی وجہ سے اسلام قبول کرتا ہے تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔

لغات: يَهْدِي هَدًى هَدًىاً رہنمائی کرنا۔ خَيْرٌ دراصل اَخِيْرٌ ہے۔ اچھا بہتر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب المغازی، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة

راوی حدیث: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق انصار

میں سے ہیں۔

مختصر بات کا پہنچانا

(۱۳۸۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَلَّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.
(رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف سے پہنچا دو چاہے ایک بات ہی کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص نے مجھ پر عدا جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔ (بخاری)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں لوگوں کو حصول علم قرآن و حدیث کے بعد اس کو آگے اشاعت (پھیلانے) کی تاکید کی جا رہی ہے، جس کو جتنا علم ہو وہ اس کی تبلیغ کرے، یہ نہ سمجھا جائے کہ دعوت و تبلیغ کا کام صرف علماء کی ذمہ داری ہے بلکہ ہر شخص اپنے علم کی حد تک اس کا مکلف ہے، حتیٰ کہ کسی کو اگر ایک آیت کا یا ایک حکم کا علم ہے تو اس کو بھی آگے پہنچا دے، لوگوں کو اس سے آگاہ کرے۔ بنی اسرائیل سے بیان کرنے کا مقصد اسرائیلی قصص، واقعات بطور عبرت نقل کرنا ہے۔ البتہ احکامات کے طور پر نقل کرنا منع ہے۔

تیسری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا سخت گناہ ہے، جس پر وعید آئی ہے بلکہ احادیث کی چھان، بین اور تحقیق کے بعد اس کو بیان کیا جائے، ضعیف روایات کو نہ بیان کیا جائے۔ احادیث کی تحقیق اور سند میں گفتگو کرنا یہ اسماء الرجال کا فن ہے، اس فن میں ان کی گراں قدر محنت ہے، فن اسماء الرجال میں علماء احناف کی خدمت اور محنت کو نظر انداز کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے، افسوس ہے علماء کی ایک جماعت پر جو علماء احناف کے ساتھ تعصب برتتے ہیں۔

لغات: بَلَّغُوا پہنچانا، اور مجرد بَلَّغَ (ن) پہنچانا۔ مُتَعَمِّدًا بمعنی قصداً جان بوجھ کر عَمَدًا عَمَدًا. مَقْعَدَهُ ٹھکانہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب احادیث النبیاء

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

طالب علم کے لئے خوش خبری

(۱۳۸۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص کسی ایسے راستے پر چلا جس میں وہ علم حاصل کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔ (مسلم)

تشریح: مقصد و مفہوم حدیث یہ ہے کہ جو آدمی حصول علم کے لئے مشقتیں برداشت کرتا ہے اور راحتوں کو ترک کرتا ہے، اپنے وطن کو چھوڑ کر اقارب و احباب سے جدا ہو کر عیش و آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تحصیل علم میں لگا رہتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو ایسے آدمی کے لئے اللہ پاک جنت کا راستہ آسان بنا دیتے ہیں یا حصول علم بھی سبب دخول جنت ہے، کیونکہ یہ علم اس کے لئے اعمال صالحہ کرنے کا ذریعہ بنے گا اور وہ آسانی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

فائدہ: علم سے مراد علم دین ہے، اس میں علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ اور اصول فقہ بھی شامل ہے، تعصب اور تنگ نظر کا چشمہ اتار دیا جائے ورنہ فقہ کا انکار بہت سی نعمتوں اور رحمتوں سے حجاب بن جائے گا۔ اعاذنا اللہ

لغات: سَلَكَ سَلَكَاً وَسَلُوْكَاً (ن) اتباع کرتے ہوئے چلنا، وَمِنْهُ السَّالِكُ، سالک وہ ہوتا ہے جو اپنے مرشد کی اتباع کرتے ہوئے چلتا ہے۔ يَلْتَمِسُ اِتِّعَالَ سے تلاش کرنا، حاصل کرنا۔ (ن، ض) لَمَسَ بِمَعْنَى چھونا۔ سَهْلٌ بِمَعْنَى آسان ہونا سَهْوَلَةٌ سَهْلٌ بِمَعْنَى آسان کر دینا۔

طَرِيقًا اس کی جمع طُرُق آتی ہے بمعنی راستہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۸۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورٍ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے اس کو ایسا ہی ثواب ملتا ہے جو اس کے تبعین کو ملتا ہے اس کی وجہ سے ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ (مسلم)

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی کسی کو بھلائی کی طرف بلاتا ہے، ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے تو جو اجر اس نیک کام کے کرنے والے کو ملتا ہے وہی ثواب معین کو ملے گا اور کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، یہیں سے معلوم ہوتا

ہے کہ جو آدمی کسی کے لئے گمراہی، برائی کا ذریعہ بنے گا تو اس کو بھی اتنی سزا ملے گی جتنی برا کام کرنے والے کو۔

انسان بالخصوص مسلمانوں کو بھلائی و خیر کے کام کرتے رہنا چاہئے اور دوسروں کے لئے بھلائی کا سبب بننا چاہئے۔ خود بھی برائی سے بچے اور دوسروں کو بھی حیثیت کے مطابق برائی سے روکے، یہی انسانیت کی حقیقت ہے اور اسلام کی تعلیم ہے۔

لغات: دَعَا دَعْوَةً بَلَانًا، دَعْوَتٌ دِينًا۔ أُجُورٌ جَمْعٌ هِيَ اجْرٌ كِي بِمَعْنَى بَدَلَةٍ، ثَوَابٌ۔ وَمِنْهُ الْأَجْرَةُ مَزْدُورِيٌّ۔ تَبِعَهُ تَبِعَ تَبَعًا يَتَّبِعُهُ يَتَّبِعُونَ (ن) گھٹنا، کم ہونا۔ کما فی القرآن وَلَا تَنْقُصُوا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم و احمد و الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۱۳۸۳) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعاء کرتی ہے۔ (مسلم)

تشریح: خلاصہ کلام یہ ہے کہ بندہ کے اعمال کا خاتمہ وفات کے وقت ہو جاتا ہے البتہ چند اعمال ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو ملتا رہتا ہے، وہ تین اعمال ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ، صدقہ جاریہ کا مفہوم بہت وسیع ہے جیسے مسجد، مدرسہ، ہسپتال، پبل وغیرہ تو ان چیزوں سے لوگ جب تک فائدہ اٹھاتے رہیں گے میت کو ثواب ملتا رہے گا۔ (۲) علم نافع جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے میت کو ثواب ملتا رہے گا۔ مثلاً تالیفات، تصنیفات اور تلامذہ کا سلسلہ وغیرہ۔ (۳) نیک اولاد جو والدین کے حق میں دعائیں کرتی رہے گی یہ بھی صدقہ جاریہ ہیں۔

فائدہ: ضروری نہیں کہ مکمل مسجد کی تعمیر ہو بلکہ بقدر استطاعت آدمی کو خیر کے کاموں میں حصہ ڈالنا چاہئے، اسی طرح تصنیفات وغیرہ میں مالی معاونت بھی صدقہ جاریہ میں شامل ہے۔

لغات: انْقَطَعَ خْتَمٌ هُوَ نَقَعَ (ف) جَدَا كَرْنَا، كَانْنَا۔ يُنْتَفَعُ فَايْدُهُ اِثْمَانًا۔ نَفَعَ (ن) نَفَعَ دِينًا۔ يَدْعُو دُعَاءً (ن) دَعَاءٌ كَرْنَا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الوصیۃ، والترندی فی ابواب الزہد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

دنیا ملعون ہے مگر چند چیزیں اس سے مستثنیٰ ہیں

(۱۳۸۴) وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ وَمَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا. (رواه الترمذی) قوله: وَمَا وَالَاهُ، اى طَاعَةُ اللَّهِ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: دنیا ملعون ہے اور ملعون ہے جو اس میں ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور وہ جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور عالم یا متعلم۔ (رواہ مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف کا یہ مطلب نہیں ہے کہ واقعی دنیا اور اس کا ساز و سامان ملعون ہے بلکہ دنیا کا وہ ساز و سامان ملعون ہے جو انسان کو یاد الہی سے غافل کر دے۔ عالم اور متعلم کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے بیان کیا کیونکہ علماء اور طلباء ہمیشہ ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی ذکر اللہ کی ترغیب دیتے ہیں اور شوق دلاتے ہیں۔

ذکر اللہ میں ہر نیک کام بشرطیکہ رضائے الہی کے لئے کیا جائے شامل ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نیند کھانا وغیرہ یاد گیر کام رضائے الہی کی نیت سے کرتا ہے تو یہ کام اس کے لئے عبادت بن جاتے ہیں۔

لغات: الدُّنْيَا یہ عالم جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں یہ دنیا ہے، ما فوق الارض کو دنیا کہتے ہیں، (س) دنی، دنوؤ۔ گھٹیا چیز (ن) قریب ہونا۔ مَلْعُونٌ، لعن لعناً (ف) لعنت کرنا۔

وَالَاهُ: دوستی کرنا۔ مدد کرنا۔ قریب کرنا۔

یہاں پر وَالَاهُ سے مراد متعلقات یاد خدا ہیں، جن چیزوں سے اللہ سبحانہ یاد آجائے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی

راوی حدیث: تعارف گزر چکا ہے۔

طالب علم جب تک گھر نہ پہنچے وہ اللہ کے راستہ میں ہی ہے

(۱۳۸۵) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ . (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”کہ جو شخص علم کے طلب کرنے کے لئے نکلا وہ جب تک واپس نہ آئے اللہ تعالیٰ ہی کے راستہ میں ہے۔ (رواہ الترمذی)

تشریح: اس حدیث شریف میں طالب علم کی فضیلت کا بیان ہے کہ جو بندہ خدا گھر سے طلب علم کے لئے نکلتا ہے تو وہ اللہ کے راستہ میں ہی ہوتا ہے یعنی جو ثواب مجاہد فی سبیل اللہ کو ملتا ہے وہی اجر و ثواب طالب العلم کو طلب علم کے لئے نکلنے پر ملتا ہے، جب تک گھر واپس لوٹ نہ آئے۔

فائدہ: طلب العلم میں طالب العلم کی نیت کے مطابق ثمرات مرتب ہوں گے، اگر حصول علم سے معرفت الہی اور رضائے الہی کی نیت کی ہو تو اس سے بڑھ کر سعادت کی بات کیا ہو سکتی ہے؟
نعوذ باللہ اگر نیت درست نہیں ہوگی تو انعامات باری تعالیٰ مرتب نہیں ہوں گے بلکہ معاملہ الٹا ہوگا۔

لغات: خَرَجَ خُرُوجًا (ن) نکلنا۔ طَلَبَ طَلْبًا (ن) طلب کرنا، ڈھونڈنا۔ يَرْجِعُ رُجُوعًا (ض) بمعنی لوٹنا۔
تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب العلم و اخرجہ ابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت سے ان کے مال اور اولاد میں اضافہ ہوا تھا، مزید تعارف ہو چکا ہے۔

عالم کی عابد پر فضیلت

(۱۳۸۶) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَنْ يُشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ . (رواه الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”کہ مومن علم سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا منتہی جنت ہو جائے۔“ (ترمذی)

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ نیک کاموں سے تھکتا نہیں، خیر کے کاموں سے اس کا پیٹ بھرتا نہیں، نیکی کے کاموں پر بڑا حریص رہتا ہے اور نیکی کے کاموں میں سب سے بڑا نیک کام ہے علم دین، اسی بناء پر اس حدیث مبارکہ کو کتاب العلم میں بیان کیا ہے، حصول علم کے لئے آدمی جتنا بھی وقت لگائے وہ کم ہے، انسان علم کی انتہاء تک نہیں پہنچ

سکتا، چنانچہ حصول علم کا واقعہ جو حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کے مابین پیش آیا تھا اس کو قرآن مجید میں اللہ پاک نے بیان کیا ہے اور بنی آدم کو حصول علم کی ترغیب دی گئی ہے۔ علم دین ایک نور ہے جتنا جتنا علم میں اضافہ ہوگا اتنی ہی دل کی صفائی ہوگی، ظلمت ختم ہوتی چلی جائے گی۔

لغات: يَشْبَعُ شَبَعًا (س) شکم سیر ہونا۔ مُنْتَهَاهُ انتہا، آخری حد (ض، س) پہنچنا۔ منع کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی، سنن ابوداؤد۔

راوی حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(۱۳۸۷) وَعَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتِ لِيُصَلُّوا عَلَيَّ مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرِ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے کہ جس طرح کہ میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمانوں اور زمین والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو خیر (یعنی علم) کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں عالم سے مراد عالم دین ہے جو خود بھی دین پر عمل کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی دین کی باتیں سکھاتا ہے گویا کہ تعلیم دین اور اس پر عمل ہی اس کا مشغلہ ہوتا ہے تو ایسے عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے۔ عالم کو عابد پر فضیلت اس لحاظ سے حاصل ہے کیونکہ اس کا فیض دوسروں تک پہنچتا ہے جب کہ عابد کی عبادت اس کی ذات تک محدود رہتی ہے۔ پھر عالم کے لئے اللہ پاک کی طرف سے خصوصی رحمتیں اور انعامات ہوتے ہیں، فرشتے اس کے حق میں استغفار کرتے ہیں، چرند، پرند، شجر، حجر حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی کے اندر عالم دین کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں علماء کے اعزاز اور تکریم کو بیان کیا گیا ہے، علمائے کرام کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں، امت میں اتحاد و اتفاق کی فضاء قائم کریں، اپنی ذاتیات کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں، بالخصوص نوجوان علماء، فضلاء کی خدمت میں عرض ہے۔

امت مسلمہ کی پستوں کے بہت سارے وجوہات ہیں ان میں سے علماء کے بے جا اختلافات بھی اس کا سبب ہو سکتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

لغات: فضل بمعنی صاحب فضیلت ہونا۔ (ک) فَضْلٌ فَضْلًا سے۔ النَّمْلَةُ بمعنی چیونٹی۔ جُحْرٌ اس کی جمع جُحْرَاتٌ آتی ہے بمعنی سوراخ، بل۔ الحُوتُ اس کی جمع حِیْتَانٌ عموماً بڑی مچھلی کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی

راوی حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۸۸) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أجنحتها لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ. رواه ابوداود و الترمذی

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی ایسے راستہ کو اختیار کرے جس میں وہ علم کو تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ جنت کی طرف جانے کا راستہ اس کے لئے آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کی رضامندی کیلئے پھیلا دیتے ہیں اور عالم کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہیں وہ تمام مخلوق جو آسمانوں اور زمین میں ہے، یہاں تک کہ مچھلیاں جو پانی میں ہیں اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے کہ چاند کو دوسرے تمام ستاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء دینار اور درہم کا وارث نہیں بناتے وہ تو علم کا وارث بناتے ہیں پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے بہت بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ (ابوداود و ترمذی)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں عالم کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے، إِنَّ الْمَلَائِكَةَ فرشتے طالب العلم کے نیچے پر بچھاتے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ فرشتے اپنے پروں کو بند کر کے علماء طلباء کی مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں یا بطور طلباء کے اعزاز میں پر بچھاتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں عالم کو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ چاند سے ہر قسم کی مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے، اس کا فائدہ اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ پوری دنیا اس سے مستفید ہوتی ہے، برخلاف عابد کے کہ وہ زیادہ تر اپنی ذات کو ہی فائدہ پہنچاتا ہے۔ بہت کم لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، گویا کہ اس کی روشنی اس کی ذات تک ہی محدود رہتی ہے۔

فائدہ: الْقَمَر چودھویں کے چاند کو کہتے ہیں۔ عالم کو مطلقاً چاند سے تشبیہ نہیں دی گئی، بلکہ چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ آخر میں یہ بتایا گیا کہ علم انبیاء کی میراث ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میراث میں دنیا کی دولت درہم و دنانیر نہیں چھوڑتے بلکہ علم ہی کو چھوڑتے ہیں۔

لغات: الْكَوَاكِب جمع ہے کوکب کی بمعنی ستارے۔ حِطٌّ حصہ۔ وَاِثْرٌ بمعنی زیادہ۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد و سنن الترمذی فی العلم و ابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام عویر تھا۔

خوش و خرم کی بشارت

(۱۳۸۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ قُرْبٌ مُبْلَغٍ أَوْ عِيٌّ مِنْ سَامِعٍ . (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے اور اس کو دوسرے تک پہنچا دے جس طرح اس نے سنا تھا اس لئے کہ بہت سے وہ لوگ جنہیں وہ بات پہنچائی جائے گی وہ اس کے سننے والے سے زیادہ اس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ رواہ ترمذی

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں حصول علم حدیث اور اس کی اشاعت و ترویج پر حرص دلایا جا رہا ہے کہ حدیث کو آگے پہنچائیں، یہ پہنچانا تب ہوگا جب پہلے اسے حاصل کیا جائے گا اور ایسے لوگوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء کہ اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے جس نے ہماری کوئی بات سنی پھر اس کو اس طرح آگے پہنچایا جس طرح اس نے سنا تھا۔

فائدہ: علم نبوت کے خدام کی دو قسمیں ہیں (۱) حاملین حدیث یعنی محدثین (۲) فقہائے کرام جو الفاظ حدیث کو محفوظ کرنے کے ساتھ اس کے معانی، احکامات اور مسائل کی بھی اشاعت کرتے جیسے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہ

لغات: نَضَرَ (ن، ض) سرسبز، شاداب، تروتازہ رکھنا۔ بَلَّغَهُ (ن) تفعیل سے پہنچانا۔ أَوْ عِيٌّ أَوْ عِيٌّ يَادِرْنَا۔ وَعِيٌّ وَغِيًّا بمعنی یاد کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی العلم۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر سا تعارف گزر چکا ہے۔

کتمان علم پر وعید

(۱۳۹۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكْتَمَهُ أَجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ. (رواه ابوداود الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم دین کے بارے میں سوال کیا جائے اور وہ اس کو چھپائے اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (ابوداود اور ترمذی)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ کتمان علم سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، سائل کو دین کی صحیح بات بتلانی چاہئے ہاں اگر مفتی کو تردد ہو اور نہیں بتا رہا ہو تو اس کے لئے وعید نہیں ہے اور پھر سوال بھی کسی تعصب اور ذاتی خواہش پر مبنی نہ ہو۔ مفتیان حضرات اور علماء کرام کو چاہئے کہ اپنی ذاتیات اور جزوی مسائل کو چھوڑ کر امت کی صحیح رہنمائی کریں آج کل جذباتیت کی جراثیم عام ہو چکے ہیں، علماء کرام جب ایک دوسرے کی عزت و توقیر نہیں کریں گے تب تک عوام میں وہ مقام حاصل نہیں کر پائیں گے جو ان کا اصل مقام تھا، بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے علماء سلف تو آپس میں جد سے زیادہ محبت کرتے تھے آپ کس راستے پر چل پڑے ہیں؟ اور بعض حضرات تقلید کو کفر اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں اور فقہ کو علم دین سے ہی خارج کرتے ہیں اور ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ خود بخاری و مسلم کی تقلید کے بغیر سانس ہی نہیں لے سکتے۔ فالی اللہ المشتکی۔

بعض مفاد پرست علماء کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ جہنم صرف عام لوگوں کے لئے ہے اور جنت تو علماء نے پیدا ہونے سے پہلے ہی خریدی تھی اور وہ بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے، اس حدیث میں ایسے لوگوں کے لئے وعیدیں ہیں۔

لغات: كَتَمَ (ف) چھپانا۔ اَلْجِمَ لَجِمَ (ن) لگام لگانا، لِجَامٌ لگام۔

تخریج حدیث: سنن ابوداود کتاب العلم و احمد۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف گزر چکا ہے۔

علم کو دنیا کی منفعت کے لئے حاصل کرنا

(۱۳۹۱) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيحَهَا. (رواه ابوداود باسناد)

صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسا علم سیکھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے وہ اس علم کو اس لئے حاصل کرے تاکہ اس کے ذریعے دنیاوی منفعت حاصل کرے تو قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (ابوداؤد)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ علم دین حاصل کرنے کا مقصد صرف رب کی رضامندی ہو، دین کی ترویج و اشاعت ہو اور دین کی خدمت مقصود ہو، اس لئے حاصل نہ کیا جائے کہ اس سے وہ دنیا حاصل کرے گا ورنہ یہ بڑا جرم ہوگا، ایسا عالم جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا، حصول دنیا کا مقصد ہے غلط فتوے دیکر مال جمع کرنا یا مال کی لالچ میں دین کی بات چھپانا۔

لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ اس کا مقصد ہے دخول اول جنت نہ ہوگا، سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حصول علم دین ترقی درجات جنت کا ذریعہ ہے اور پریشانی ختم کرنے کا وظیفہ ہے۔

فائدہ: اگر کسی عالم دین کے پاس مال آجائے اور وہ مال اس نے علم کے ذریعہ حاصل نہ کیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کسی عالم دین کا تجارت وغیرہ کا پیشہ اختیار کر لینا یہ اچھی بات ہے دین کی خدمت بھی ہوگی اور مضبوط معیشت بھی، جو علی طریق دین ہو تو عبادت ہے۔

لغات: يُتَغَيُّ طلب کرنا (ض، ن) سے آتا ہے۔ يُصِيبُ صوباً (ن) مصاباً درست کرنا، حاصل کرنا، پانا۔ عَرَضاً

سامان جمع عروض

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب العلم و احمد۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا مختصر سا تذکرہ ہو چکا ہے۔

جاہل مفتی

(۱۳۹۲) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّىٰ إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ یکدم لوگوں کے دلوں سے سلب فرمائیں، لیکن علم کو علماء کی وفات کے ساتھ سلب فرمائیں گے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑیں گے تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے، ان سے فتوے پوچھے جائیں گے، وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ قرب قیامت میں علم اٹھالیا جائے گا علماء کے اٹھائے جانے کے ساتھ، حق گو علماء ناپید ہو جائیں گے جو عوام کی صحیح انداز میں رہنمائی کریں، ایسے میں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار اور مفتی بنائیں گے جو بغیر معلومات اور بغیر سوچے سمجھے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ آج کل یہی حالات ہیں امیروں، جاکموں، وزیروں اور مشیروں کے احکامات کی تکمیل ہو رہی ہے، اہم دینی مسائل کے فتوے اداکار، فنکار، کرکٹر اور ڈاکٹر دے رہے ہیں، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف اشد توبہ کی ضرورت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

فائدہ: اس حدیث میں علماء اور طلباء کے لئے بھی ایک بڑا پیغام ہے کہ وہ علم محنت کے ساتھ حاصل کریں اور اس سے کسی دنیوی غرض کی لالچ اور طمع نہ رکھیں۔ دنیا کی طمع اور لالچ کی وجہ سے علماء کی قدر میں کمی آجاتی ہے۔

لغات: اِنْتِزَاعًا (ض) نزوعاً اکھیڑنا، اکھڑنا، نکالنا۔ لَمْ يَبْقَ (ض، س) ثابت رہنا۔

اِتَّخَذَ بِنَانًا، دوست بنانا۔ اَخَذَ (ن) لینا، پکڑنا۔ فَافْتَوُوا فَتَى (ن) فتویٰ دینا۔ فَضَلُوا (ض) ضلّ ضلّلاً و ضلالاً گمراہ ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری کتاب العلم و صحیح مسلم کتاب العلم و النساء و ابن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما

کتاب حمد اللہ تعالیٰ و شکرہ

باب وجوب الشکر

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَادْكُرُونِي أذكُرْكُمْ وَأشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (سورة البقرة، ۱۵۲)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میری شکر گزاری کرو اور میری ناشکر نہ کرو۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: لئن شكرتم لآزیدنکم (سورة ابراهيم، ۷)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمتیں دوں گا۔ (سورة ابراهيم، ۷)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ (سورة بنی اسرائیل: ۱۱۱)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: فرمادیں کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة یونس: ۶۱۰)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اور ان کی آخری بات یہ ہوگی الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تشریح: ان آیت مبارکہ میں حمد باری تعالیٰ میں مگن رہنے کا درس دیا جا رہا ہے، ہر وقت ہر آن میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں

انسان کے پاس ہوتے ہیں جن کا اس کو احساس بھی نہیں ہوتا تو ایسے میں بندہ پر لازم ہوتا ہے کہ اپنی زبان کو حمد باری تعالیٰ سے تر

رکھے اور شکر اور ذکر کرتا رہے، ہر حال میں چاہے خوشحالی ہو یا بد حالی ہو یا مصائب زمانہ میں گرفتار ہو اپنے مالک اور خالق سے اس

کی رحمت، مغفرت اور عنایتوں کا خواستگار ہو، پھر زبان سے اس کی مدح، شکر کرنا یہ قولی شکر کہلاتا ہے اور اطاعت و فرمانبرداری یہ عملی

شکر ہے، ناشکری، کفران نعمت یہ بڑے گناہ ہیں اس سے مکمل طور پر بچنا ہے حمد باری تعالیٰ میں زبان کو تر کھنا یہ اہل جنت کا خاصہ

ہے۔ اللہ پاک ہمیں حمد و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو پسند فرمایا

(۱۳۹۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ بِقَدْحَيْنِ

مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ

غَوَّثَ أُمَّتَكَ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شرب اور دودھ کے دو پیالے لائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر دودھ کے پیالہ کو اٹھایا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ اللہ پاک نے آپ کو اسلام کی جانب رہنمائی فرمائی اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

تشریح: اسلام دین فطرت ہے جس میں شک، شبہ اور استحصال کی کوئی گنجائش نہیں، اس کے تمام تراحمات فطرت سلیمہ کے عین مطابق ہیں جو فطرت سلیمہ پر قائم ہوگا وہ اسے قبول کرے گا۔ واقعہ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شراب اور دودھ کے پیالے پیش کئے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو ترجیح دی، اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی اللہ کی حمد کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی اور بہترین چیز کو پسند کیا اور ترجیح دی، دودھ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے، اس میں قوت بھی بے پناہ ہے، اس سے حافظہ تیز ہوتا ہے اور ہاضمہ درست ہوتا ہے اور شراب ام الخبائث میں سے ہے، یہ تمام گناہوں اور بیماریوں کی جڑ ہے۔

فائدہ: فطرت سے مراد استقامت ہے۔

لغات: لَيْلَةُ الْأَسْرَى معراج کی رات مراد ہے۔ بِقَدْحَيْنِ قَدْح سے مراد پیالہ۔ الْفِطْرَةَ بمعنی طبیعت، حالت، طبعی حالت۔ خَمْرٍ. الخمر شراب یہ من الخامرة سے عقل کو ڈھانپنے والی چیز ہے۔ اللَّبَن اس کی جمع البان آتی ہے دودھ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الامارۃ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات گزر چکے ہیں۔

کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم

(۱۳۹۴) وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ.
(حدیث حسن رواہ ابو داؤد وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر شان والا کام جس کو اللہ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص ہوتا ہے۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ ہر کام کو اللہ کی حمد سے شروع کیا جائے تو اس میں برکت، رحمت اور کثرت آجاتی ہے، ویسے یہ سارے معانی برکت کے لفظ میں شامل ہیں، ایک دوسری حدیث میں ہے ہر کام کو بسم اللہ کے ساتھ شروع کرنا چاہئے، بہر حال ہر جائز کام کو اللہ کی حمد اور اس کے نام سے شروع کرنا مستحب ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ حرام کی ابتداء میں بسم اللہ یا الحمد للہ پڑھنا حرام ہے۔

فائدہ: اَقْطَعُ سے مراد اللہ کی رحمت سے خالی ہونا ہے۔

لغات: اَمْرٌ جمع الامور بمعنی کام، معاملہ، (ن) حکم دینا۔ ذِي بَالٍ اہمیت اور شرف والا کام۔ لَمْ يُبْدَأْ بَدَأُ (ف) سے ابتداء کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب العلم۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بچہ کی وفات پر صبر کرنے کا بدلہ

(۱۳۹۵) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمْرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَع، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ پاک فرشتوں سے فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں کہ جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے اس کے دل کے پھل کو چھین لیا؟ وہ جواب دیتے ہیں، جی ہاں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں تو میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ اور اس کا نام ”بَيْتُ الْحَمْدِ“ رکھو۔

تشریح: حدیث بالا میں صبر کے فوائد اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعامات کا بیان ہے، دنیا مسائلتان ہے، ہر آدمی کو ضرور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر کوئی مصیبت یا آزمائش آجائے تو اس پر جزع، فزع نہیں بلکہ صبر کرنا چاہئے، مشکل حالات میں صابر اور حامد یعنی جو اللہ تعالیٰ کی مدح میں لگن رہتا ہے ان کے لئے جنت میں ایک خاص قسم کا محل ہے جس کا نام ”

بَيْتُ الْحَمْدِ“ ہے، اللہم اجعلنا منهم.

بے صبری کا مظاہرہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو کر صبر اور شکر کرنا چاہئے جو کہ باعث اجر و ثواب ہے۔

لغات: مَاتَ (ن) موتاً مرناً۔ قَبَضْتُمْ قَبْضَ (ض) قَبْضاً پکڑنا موت دینا۔ وفات دینا۔ فُوَادِهِ دِل کو کہتے ہیں اور یہاں مراد اولاد ہے کیونکہ اولاد بھی دل کا پھل پروڈکٹ ہے۔ اسْتَرْجَعَ اَنَا لِلّٰہِ وَاَنَا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ پڑھنا مراد ہے۔
تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الجنائز و احمد۔

راوی حدیث: حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳۹۶) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهَا وَيَشْرِبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهَا. (رواه مسلم)
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اور پانی کا گھونٹ پیتا ہے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے۔ (مسلم)

تشریح: اللہ تعالیٰ کی انسان پر بے شمار نعمتیں اور احسانات ہیں جن کا تصور بھی محال ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اس کا شکر اور اس کی مدح کرتا رہے، حدیث مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کی دو بڑی نعمتوں کا بیان ہے۔ (۱) کھانا (۲) پینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو آدمی کھانا کھا کر پانی پی کر اللہ پاک کا شکر یہ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوتے ہیں، یہ ایک چھوٹا سا عمل رب کی رضامندی کا سبب ہے۔

لغات: يَرْضَى. رَضِيَ سے راضی ہونا، خوش ہونا۔ الْأَكْلَةَ بمعنی لقمہ، نوالہ۔ أَكَلَ (ن) کھانا کھانا۔ الشَّرْبَةَ ایک مرتبہ پانی پینا، شُرِبَ سے پانی پینا۔ الشَّرْبَةَ کا معنی ہے ایک مرتبہ کھانا کھانا، پانی پینا۔
تخریج حدیث: صحیح مسلم شریف

راوی حدیث: خادم الرسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب الصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ پر درود پڑھنے کا بیان

باب الامر بالصلوٰۃ علیہ وفضلہا وبعض صیغہا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورة الاحزاب: ٥٦)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ (فرشتے) رحمت بھیجتے ہیں پیغمبر، اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

تشریح: اس آیت مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے، درود شریف پڑھنے کے بہت زیادہ فضائل وارد ہوئے ہیں، ایک امتی ہونے کے ناتے بھی ہمیں درود شریف لازماً پڑھنا چاہئے، جس ذات نے ہر حال میں اپنی امت کو یاد رکھا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی اس پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں، علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

دس رحمتیں

(١٣٩٤) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

تشریح: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ بعض احادیث میں اس سے بھی زیادہ تعداد میں رحمتوں کا ذکر ہے، بعض میں ستر کی تعداد مذکور ہے تو اشخاص، اوقات اور احوال پر موقوف ہے۔

خلاصہ: درود پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

لغات: صَلَّيْتُ صَلَاةً دَعَاءً كَرَنًا، نَمَازٌ پڑھنا، دَرُودٌ شَرِيفٌ پڑھنا، یہاں دَرُودٌ پڑھنے کی معنی مراد ہے۔ عَشْرًا دس۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم و سنن الترمذی فی ابواب الصلوٰۃ، والطبرانی واحمد۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما

قیامت میں سب سے زیادہ قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا

(۱۳۹۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَوْلَى النَّاسِ بِيْ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَوةً. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن

مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے۔ (رواہ الترمذی)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود شریف پڑھتا ہے وہ قیامت

کے دن آپ کے قریب ہوگا۔ اس دن کی ہولناکیوں سے بھی محفوظ رہے گا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے یا پڑھا جائے

یا سنا جائے یا سامنے آجائے تو آپ پر درود شریف پڑھنا چاہئے۔ علماء فرماتے ہیں قرب سے مراد آپ کی شفاعت کا حق دار ہونا

ہے۔

لغات: صَلَوةٌ دعاء کرنا، نماز پڑھنا، درود پڑھنا یہاں یہی معنی مراد ہے۔ أَوْلَىٰ بمعنی قریب ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب الصلوٰۃ۔

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہئے

(۱۳۹۹) وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ

أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتِكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ قَالَ يَقُولُ بَلِيَّتٌ قَالَ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.

(رواه ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں

سب سے افضل (فضیلت) والا دن جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا

ہے، عرض کیا، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا دُور کیسے پیش کیا جائے گا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسیدہ ہو گئے ہوں گے؟ فرمایا، اللہ جل شانہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو (بوسیدہ کرے)۔ (ابوداؤد)

تشریح: حدیث بالا میں جمعہ کے دن کی فضیلت اور اس میں درود شریف پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے، اس میں کثرت کے ساتھ صلوٰۃ والسلام پڑھنے کا معمول بنانے کی ترغیب ہے، اس دن جو درود شریف پڑھتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصیت کے ساتھ پیش ہوتا ہے۔

بہر حال جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی فضیلت کئی صحابہؓ سے منقول ہے، ان روایات کا مضمون بھی قریب قریب ہے۔

وَقَدْ أَرَمْتُ ، أَرَمْتُ ، بَلِيتُ کا معنی ہے بوسیدہ ہونا۔ بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سوال کیا گیا کہ درود و سلام کیسے پیش کیا جائے گا؟ حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کی سختی سے تردید فرمائی اور فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام مبارک محفوظ ہوتے ہیں، زمین انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام امت مسلمہ کا اتفاقی مسئلہ ہے اس پر اجماع ہے، البتہ عام مردوں کے سماع اور عدم سماع میں بعض حضرات کا اختلاف ہے، پھر یہ بھی کوئی اصولی، بنیادی مسائل کا اختلاف نہیں ہے کہ جس پر اتنی شدت اختیار کی جائے اور کفر کے فتوے دیئے جائیں۔

خلاصہ کلام: اس مسئلہ میں شروع سے ہی مختلف آراء رہی ہیں، اکثر محققین کا مذہب سماع کا ہے اور جہاں پر عدم ہے تو وہاں بھی عدم سے مراد عدم سماع ہے۔

لغات: أَرَمْتُ بوسیدہ، پرانا ہونا۔ بَلِيتُ بوسیدہ ہونا، پرانا ہونا۔ مَعْرُوضَةٌ . عَرَضَ (ض) پیش کرنا، پیش ہونا۔

أَجْسَادٌ جمع ہے جسد کی بمعنی جسم، بدن انسان۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد فی الصلوٰۃ، واحمد والنسائی۔

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

درود شریف نہ پڑھنے والا خاک آلود ہو

(۱۴۰۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ . (رواه الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

تشریح: حدیث بالا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے، ایک وفادار امتی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ آدمی اپنے آقا اور نبی پر کثرت سے درود بھیجے، جس نبی نے تکالیف برداشت کر کے بھی ہمیشہ اپنی امت کے لئے دعائیں کیں باوجود امت کے ایذا رسانی کے کبھی بھی ان کے لئے بددعاء نہیں کی تو ہم پر لازم ہوتا ہے کہ ان پر کثرت سے درود صلاۃ والسلام کا ہدیہ بھیجیں۔

فائدہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی، اسم مبارک سامنے آجائے تو اس وقت درود پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے، بعض حضرات کے نزدیک ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود پڑھنا ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ایک دفعہ پڑھنا واجب ہے اور بار بار پڑھنا مستحب ہے۔ بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھا چھومتے ہیں تو انگوٹھے چھونے کا حکم کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ یہ عمل درود کے برابر ہے، یہ ایک قسم کی بدعت ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

رَغِمَ أَنْفٌ یہ کنایہ ہے حقارت، شقاوت اور بدبختی سے گویا کہ ایسا آدمی بڑا ظالم، بد بخت ہے، میرا نام سنتا ہے اور درود نہیں پڑھتا ہے۔

لغات: رَغِمَ أَنْفٌ خاک آلود ہونا، کنایہ ہے حقارت سے۔ ذِكْرٌ ذَكَرَ (ن) ذکر کرنا، تذکرہ کرنا۔ فَلَمْ يُصَلِّ درود نہیں بھیجتا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات واہن ماجہ۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا

(۱۴۰۱) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْدًا

وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ (رواه ابوداؤد باسناد صحيح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور مجھ پر درود بھیجنا اس لئے کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے خواہ تم جہاں بھی ہو۔ (ابوداؤد)

تشریح: حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ، مقصد میری مزار (قبر) پر اجتماع اور عرس وغیرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسے آج کل بڑے بزرگوں کے مزارات پر میلے، عرس کے پروگرام کئے جاتے ہیں اور ان میں بدترین قسم کے بدعات کی ترویج ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم میرے اوپر درود پڑھتے رہو، تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے جہاں سے بھی تم بھیجو۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت سعادت کی بات ہے اور ایک امتی کے لئے خوش نصیبی کی بات ہے لیکن نیت مسجد نبوی کی زیارت کی ہونی چاہئے، نہ کہ روضہ اطہر کی زیارت کی، یہی تعلیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی تکمیل حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ”لا تشد الرحال الا الی ثلاثة“ مقصد یہ ہے کہ رخت سفر مسجد الحرام، مسجد النبوی اور مسجد اقصیٰ کی نیت سے ہونا چاہئے۔

لغات: لَا تَجْعَلُوا جَعَلَ (ن) بنانا۔ قَبْرِي میت کو دفن کرنے کی جگہ، قَبْر (ن، ض) دفن کرنا۔ عِيداً عَادَ (ن) لوٹنا، عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی بار، بار لوٹ کر آتی ہے، یہاں مرادی معنی ہے، میلہ، عرس اور لوگوں کا اجتماع کرنا۔
تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب المناسک فی زیارة القبور و احمد ۳/۸۸۱۲

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں

(۱۴۰۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (رواه ابوداؤد باسنادٍ صحيح)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں ہے کوئی شخص جو مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

تشریح: حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پر درود و سلام بھیجتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ جو مزار اقدس پر کھڑے ہو کر درود و سلام بھیجتا ہے وہ بلا واسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں، جو دور سے بھیجا جاتا ہے وہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتے ہیں۔

إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ اس سے عدم سماع وغیرہ ثابت نہیں ہو رہا، بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ جواب دینا باذن خداوندی

ہوتا ہے جیسا کہ محدثین سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مستقل مشاہدہ ربانی میں مستغرق رہتی ہے، جب کوئی درود پڑھتا ہے تو آپ کو اس کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے، پھر یہ دُرد روح کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ اس کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے، ہم صرف اس پر ایمان لانے کے مکلف ہیں، یہ تشابہات میں سے ہے اس کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

لغات: یُسَلِّمُ تفعیل سے سلام کہنا۔ سلم (س) محفوظ کرنا۔ رَدُّ (ن) واپس کرنا، لوٹانا، پھیرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی والبوداود

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دنیا کا سب سے بڑا بخیل

(۱۴۰۳) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرَتْ

عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس

میرا تذکرہ ہو رہا ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے دین و دنیا دونوں کی سعادت کا ذریعہ ہیں تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان آپ

پر صلاۃ و سلام کا ہدیہ بھیجتا رہے، بالخصوص جب کہ ایسا کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہوتا نہ مشقت اور محنت برداشت کرنی پڑتی ہے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب نام مبارک آجائے تو اس وقت درود پڑھنا ضروری بن جاتا ہے، اس طرح کا مضمون متعدد روایات

میں آیا ہے، آپ کا مبارک تذکرہ سننے کے بعد بھی جو درود نہیں پڑھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بخیل کا لقب دیا ہے، یقیناً جو

مسلمان آپ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا وہ بخیل ہے۔

فائدہ: صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لینا بھی کافی ہے، اس مختصر جملے میں درود و سلام دونوں موجود ہیں۔

لغات: الْبَخِيلُ بخل کرنے والا۔ بخیل وہ ہوتا ہے جو مستحق کو اپنا حق نہ دے۔ ذُكِرَتْ ذَكَرَ (ن) تذکرہ کرنا۔ صَلَّى دعاء

کرنا، درود پڑھنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات واحمد، ۱/۱۷۳۶

راوی حدیث: خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی الرضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دعاء مانگنے کا طریقہ

(۱۴۰۴) وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَجَلَ هَذَا، ثُمَّ دَعَا، فَقَالَ لَهُ أَوْ لِيْغَيْرِهِ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيُبْدِ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَالشَّائِءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ بِمَا شَاءَ. (رواه ابوداؤد والترمذی)

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دعا مانگتے دیکھا کہ اس نے نہ اللہ جل شانہ کی بزرگی بیان کی اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس آدمی نے جلدی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلا کر اس سے یا کسی اور سے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (دعا مانگے) تو اسے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنی چاہئے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے، اس کے بعد جو دعا مانگنا چاہے مانگے۔ (رواه ابوداؤد والترمذی)

تشریح: يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ کا مقصد ہے دعا کے وقت، یعنی جو آدمی دعا کرتا ہے اس میں نہ اپنے رب کی تحمید و تمجید کرتا ہے، نہ مجھ پر درود و سلام بھیجتا ہے تو ایسا آدمی بہت جلد باز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی دعا کرے تو اس کو چاہئے سب سے پہلے اپنے رب کی حمد بیان کرے، پھر مجھ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

فائدہ: (۱) دعاء کے آداب میں سے ہے کہ سب سے پہلے حمد اور تسبیح ہو اس کے بعد درود ہو، بعد میں دعاء ہو، وہ دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ جس دعا کے اول و آخر میں درود ہوگا وہ دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے جو دعاء درود سے خالی ہوتی ہے وہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

فائدہ: (۲) بعض حضرات فرماتے ہیں دعاء سے بعد از تشہد والی دعاء مراد ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ عام اور ہر دعاء مراد لی جائے۔

لغات: دعاء، (ن) دُعَاء، پکارنا، دعا کرنا۔ عَجَلَ تَفْعِيل سے جلدی کرنا۔ الشَّائِءُ بمعنی تعریف، مدح بیان کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات و ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ فی ثواب التسبیح، والنسائی وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

کونسا درود شریف پڑھنا بہتر ہے؟

(۱۴۰۵) وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ قَالَ قَوْلُوا: "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ أَنْكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ أَنْكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ". (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمیں معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کس طرح سلام بھیجیں، اب یہ بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کس طرح پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح کہو! (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھ کر بتایا) اے اللہ! رحمت نازل فرمائیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسے کہ آپ نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک آپ تعریف والے، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! برکت نازل فرمائیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسے کہ آپ نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک آپ تعریف والے، بزرگی والے ہیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور صلاۃ پڑھنے کا ذکر ہے اور پھر قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ

عَلَيْكَ اس سلام سے مراد تشہد والا سلام، السلام علیک ایہا النبی ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور ان کے حکم سے ہی نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر جب انہیں درود پڑھنے کا حکم ہوا تو خیال آیا کہ کونسا درود پڑھیں؟ اس لئے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا، فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود ابراہیمی پڑھنے کا فرمایا۔

درود اور سلام مختلف، متعدد طریقوں سے روایات میں منقول ہے لیکن سب سے زیادہ فضیلت درود ابراہیمی کو حاصل ہے۔

علامہ نووی اور دیگر علمائے کرام سے بھی یہی منقول ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ چاہے نماز ہو یا غیر نماز اہتمام درود ابراہیمی کا کرنا چاہئے۔ ان اقوال کے پیش نظر عند الاحناف نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے۔

لغات: خَرَجَ (ن) نکلنا، تشریف لانا۔ بَارَكْ يُبَارِكُ بمعنی برکت دینا۔ حَمِيدٌ حَمِيدٌ (س) تعریف کرنا۔ مُجِيدٌ

بمعنی بزرگوار ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الصلوۃ والدعوات و مسلم باب الصلوۃ علی النبی صلعم

راوی حدیث: حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۰۶) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودِ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: اتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَهُ بِشِيرُ بْنُ سَعْدٍ، أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قُولُوا "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ" وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ. رواه مسلم.

ترجمہ: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے حتیٰ کہ ہم تمنا کرنے لگے: کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا ہی نہ ہوتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یوں کہو! "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ" صحابہ نے عرض کیا کہ ہم کیسے آپ پر درود پڑھیں؟ کونسا درود پڑھیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بات کا علم نہ ہو وہ اہل علم سے پوچھنی چاہئے، جو علم قرآن، حدیث اور فقہ کے جاننے والے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب جلدی میں نہیں دیا، کافی دیر تک خاموش رہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب جلدی میں دینا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کوئی قرینہ جلدی پر دال ہو تو اور بات ہے۔

حَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ صحابہ کا یہ فرمان اور خوف زدہ ہونا ان کے اعلیٰ ادب پر دال ہے کہ وہ آپ کو ذرہ برابر بھی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ بالآخر لمبی خاموشی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود ابراہیمی پڑھنے کا فرمایا۔

لغات: مَجْلِسِ بیٹھے کی جگہ۔ جَلَسَ جُلُوساً (ض) سے بیٹھنا۔ أَمَرَ (ن)، أَمْرًا حکم دینا۔ تَمَنَيْنَا تَمَنَى تمنا، آرزو کرنا۔ خواہش کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحمد والترمذی

راوی حدیث: حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مختصر درود ابراہیمی علیہ السلام

(۱۴۰۷) وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟

قَالَ قُولُوا "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ أَنْكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ". متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ، صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پر کس طرح درود بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح پڑھا کرو "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى

أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى

إِبْرَاهِيمَ أَنْكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ". متفق عليه

تشریح: حدیث بالا میں ازواج و ذریات کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے۔ آل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج و اولاد

شامل ہیں، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ہر متقی پر ہیزگار آل میں شامل ہیں، جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو آل

میں شامل نہیں کرتے یہ حدیث ان پر حجت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کل 11 بیویاں تھیں، 2 آپ کی زندگی میں وفات پا گئی تھیں اور 9 وفات کے وقت زندہ تھیں۔

اسلام میں بیک وقت 4 بیویاں رکھنے کی اجازت ہے، اس سے زیادہ نہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت 11 کو رکھا،

یہ آپ کی خصوصیت ہے، کسی کو اس پر لب کشائی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پھر اس میں تنکے نکالنے کی ناکام

و نامراد کوشش ناقابل معافی سنگین ترین جرم ہے۔

بہر حال اس حدیث مبارکہ میں بھی درود ابراہیمی کی فضیلت کا بیان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پڑھنے کا ارشاد فرمایا

ہے۔

لغات: أَزْوَاجِهِ جمع ہے بیویاں۔ ذُرِّيَّتِهِ اولاد۔ بَارَكْتَ بمعنی برکت کے ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی احادیث الانبیاء و صحیح مسلم باب صلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و احمد

راوی حدیث: حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام عبدالرحمن بن سعد تھا۔

الحمد لله كتاب الصلوة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم آج ہفتہ کی رات وقت 11:15 کراچی میں مکمل ہوا۔

کتاب الاذکار

باب فضل الذکر والحبّ علیہ

ذکر کی فضیلت اور اس پر آمادہ کرنے کا بیان

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ. (سورة عنكبوت: ٢٥)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: اور اللہ کی یاد بڑی چیز ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَادْكُرُونِي أذكُرْكُمْ. (سورة البقرة: ١٥٢)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: ان نعمتوں پر مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ. (سورة الاعراف: ٢٠٥)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑ گڑاتا اور ڈرتا ہو اور ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو۔ صبح اور شام اور مت ہو جاؤ غافلین میں سے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ. (سورة الجمعة: ١٠)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تا کہ فلاح پاؤ۔

خلاصہ کلام: ان تمام آیات میں ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ذکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، دن ہو یا رات، صبح ہو یا شام انسان ہمیشہ اللہ کی یاد میں لگن رہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑی سعادت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرا ذکر کرتا ہے میں بھی اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔

دوسری جگہ اللہ پاک فرماتے ہیں، تم کثرت سے اللہ عزوجل کا ذکر کرو تو کامیاب ہو جاؤ گے، گویا کہ فلاح اور کامیابی کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔

ذاکرین اور ذاکرات کیلئے مغفرت اور اجر عظیم

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ

مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. (سورة الاحزاب: ٣٥)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: بے شک مسلمان اور مسلمان عورتیں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک، بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا. (سورة الاحزاب: ۴۲، ۴۱) ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ خلاصہ کلام: ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ذکرین کے لئے جو انعامات ہیں ان کا بیان ہے، اور صبح و شام ذکر کرنے کی ترغیب ہے۔

فائدہ: انسان دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے (۱) جسم (۲) روح۔ انسان کا جسم مٹی سے بنا تو اس کی ضروریات غذا بھی مٹی سے پوری ہوتی ہیں، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں، اگر چند دن انسان نہ کھائے اور نہ پیئے تو انسان مر جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی روح لطیف چیز ہے جو نور سے بنی ہے اور اس کی غذا بھی اللہ تعالیٰ نے نور میں رکھی وہ ہے اللہ پاک کا ذکر۔ اگر بندہ اس کو اس کی غذا نہیں دے گا تو وہ بندہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، تصوف اور تذکیہ نفس اسی اللہ کی یاد کا نام ہے، جو حضرات بیعت کرواتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ہی ذکر کرواتے ہیں، یہ کوئی اس سے ہٹ کر کام نہیں ہے۔

دو کلمے زبان پر ہلکے اور ترازو میں بھاری ہیں

(۱۴۰۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ". (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بھاری ہیں، اللہ کو محبوب ہیں وہ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ" ہیں۔

تشریح: یہ حدیث امام بخاری نے بخاری شریف کے آخر میں لائی ہے، اس حدیث شریف میں وزن اعمال کا اثبات ہے کہ انسان کے اعمال کو وزن کیا جائے گا جس کے اعمال وزنی ہوں گے وہ جنت میں جائے گا، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اعمال کو ثقیل بنائے۔

پھر یہ بھی ذہن میں رہے اعمال میں نیت کا اعتبار ہے اور خلوص کا۔ پھر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اعمال تو اعراض کے قبیل سے ہیں ان کا

وزن کیسے کیا جائے گا؟ اس کا آسان جواب تو یہ ہے کہ اللہ کے ہاں کیا مشکل ہے وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وہ صحیفے تو لے (وزن) کئے جائیں گے جن میں اعمال کو لکھا جاتا ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اعمال کو ایک صورت دی جائے گی اور ان کا وزن ہوگا۔ آج کل کے جدید دور میں حرارت، برودت، بخار وغیرہ کا جب وزن کرنا کوئی مشکل کام نہیں تو اعمال کا وزن کیا مشکل ہوگا؟

لغات: کَلِمَتَانِ تشبیہ ہے اس کا مفرد کلمہ ہے کَلِمٌ تکلماً کَلَاماً (تفعیل) کَفَتَکُو کرنا، مکالمہ کرنا۔ خَفِيفَتَانِ (س) پوشیدہ، خفیف، ہلکا، آسان۔ لِسَانِ اس کی جمع السنة، لُسُونٌ بمعنی زبان۔ ثَقِيلَتَانِ بمعنی بھاری، وزنی، باب کَرُمٌ سے آتا ہے، وزنی ہونا۔ الْمِيزَانِ ترازو، کائنا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الایمان والدعوات و مسلم و احمد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام کائنات سے بہتر تسبیح

(۱۴۰۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَأَنْ أَقُولَ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" پڑھنا میرے نزدیک ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ چار کلمات کی فضیلت کا بیان ہے، ان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور اس کی عظمت اور توحید کا بیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کلمات مجھے دنیا کے تمام ساز و سامان سے زیادہ محبوب ہیں، کیونکہ یہ الباقیات الصالحات میں سے ہیں، یہی کلمات بہترین اور لازوال نعمتوں کے حصول کا سبب ہیں۔ پھر ان کلمات کو مذکورہ ترتیب سے پڑھنا چاہئے، گوکہ بعض حضرات نے بغیر ترتیب کے پڑھنے کی رخصت دی ہے۔

لغات: الشَّمْسُ بمعنی سورج۔ أَحَبُّ اسم تفضیل ہے بمعنی عزیز، محبوب ہونا۔ طَلَعَتْ (ن) طَلُوعاً طلوع ہونا، نکلنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء و ابو عوانہ و ابن حبان

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیطان سے محفوظ رہنے کی دعاء

(۱۴۱۰) وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدَلٌ عَشْرَ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمِيسَى ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ وَقَالَ : مَنْ قَالَ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ : حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَأَنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ . متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایک دن میں سو بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے تو اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں سونکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور اس کی دن بھر شام تک شیطان (ملعون) سے حفاظت کر دی جاتی ہے اور کوئی شخص اس سے زیادہ بہتر عمل لیکر قیامت کے دن نہیں آئے گا، مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ نیک اعمال کئے ہوں اور فرمایا: جس شخص نے ایک دن میں سو بار "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" پڑھا اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔ متفق علیہ

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہی ہے کہ جو آدمی سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا تو اس کے نامہ اعمال میں سونکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے۔

فائدہ: گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں نہ کہ کبیرہ۔

فائدہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ثواب سو 100 کا عدد پورا کرنے پر ملتا ہے چاہے وہ عدد مختلف مجلس میں پورا کرے یا ایک ہی مجلس میں پورا کرے، اگر کوئی شخص یہ کلمات سو 100 سے زیادہ مرتبہ پڑھے گا تو اس کے لئے زیادہ انعامات ہوں گے اور ثواب میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔

لغات: عَدْلٌ عَدَلٌ عَدَلًا سِيدَهَا، برابر کرنا۔ رِقَابٌ یہ جمع ہے رِقْبَةٍ کی بمعنی گردن، (غلام، لونڈی)۔ حِرْزًا بمعنی پناہ، حفاظت، امان۔ حُطَّتْ (ن) مٹانا، ختم کرنا۔ زُبْدٌ جھاگ جو پانی وغیرہ کے اوپر آتی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الدعوات و صحیح مسلم فی باب الذکر والدعاء والترندی

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام عمر بن عامر ہے، کثیر الروایات سے معروف و مشہور ہیں۔

چار عرب غلام آزاد کرنے کا ثواب

(۱۴۱۱) وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس بار "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" پڑھا تو وہ اس طرح ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کو آزاد کیا۔ متفق علیہ

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو آدمی یہ کلمات دس مرتبہ پڑھے گا تو اس کو چار غلام وہ بھی بنی اسماعیل کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور بادشاہت کا ذکر ہے۔

فائدہ: مَنْ وَوَلَدِ إِسْمَاعِيلَ یہ بطور تمثیل ہے یعنی نہایت بیش قیمت غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ بطور شرف اور فضیلت کے ہے۔ بہر حال ان کلمات کے پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

لغات: أَعْتَقَ أَعْتَقًا افعال سے آزاد کرنا، عَتَقَ عِتْقًا (ض) آزاد ہونا۔ أَنْفُسَ نَفْسٍ کی جمع ہے بمعنی نفس، روح، خون۔

وَلَدٍ، وَلَدًا، أَوْلَادًا اولاد، جننا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری فی الدعوات واحمد والترمذی

راوی حدیث: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، میزبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد ان ہی کے مکان میں 6 ماہ تک قیام کیا تھا، اکثر غزوات میں شامل رہے، سفر جہاد میں محاصرہ قسطنطنیہ (استنبول) کے دوران ان کی شہادت ہوئی، ان کا مزار استنبول ترکی میں واقع ہے۔

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کلام

(۱۴۱۲) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَلَا

أَخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ أَنْ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ایسا کلمہ نہ

بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلمات "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" ہیں۔

تشریح: حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ کلام وہ "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" ہے

کیونکہ اس میں تسبیح اور تحمید دونوں جمع ہیں۔

فائدہ: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تہلیل یعنی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ....." سب سے افضل ہے۔

بعض روایات میں دوسرے کلمات کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے بظاہر ان روایات میں تعارض نظر آتا ہے لیکن درحقیقت ان میں کوئی

تعارض نہیں ہے، یہ فرق اشخاص احوال اور اوقات کے اعتبار سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کے لئے جس وقت جو

چیز مناسب سمجھی وہ اس کو بتادی اور دوسری بات ذکر کے جتنے بھی کلمات ہیں وہ سب کے سب اعلیٰ و افضل ہیں، دنیا کا کوئی کلام ان کا

مقابلہ نہیں کر سکتا۔

لغات: أَحَبُّ اسم تفضیل بمعنی پسندیدہ۔ الْكَلَامُ بمعنی قول، گفتگو، کلام، مکالمہ، گفتگو اور مکالمہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح المسلم فی کتاب الذکر والدعاء والترندی

راوی حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام جناب تھا، شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے، بہت سادہ طبیعت

کے مالک زاہد، متقی انسان تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

"سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ" کا اجر

(۱۴۱۳) وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ: أَلْطُهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طہارت نصف

ایمان ہے اور الْحَمْدُ لِلَّهِ (کا ثواب) ترازو کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللَّهِ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ بھی آسمانوں اور زمین کے درمیان کو

پر کر دیتے ہیں۔ (راہ مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں طہارت، پاکیزگی کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان ہے۔ الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ الْإِيمَانِ سے یہاں نماز مراد ہے، جب نماز ایمان ہے تو وضوء، پاکیزگی آدھا ایمان ہوا، کیونکہ وضوء کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اِيْمَانِ سے ایمان شرعی مراد ہے تو اس کا مقصد ہوگا طہارت کا ایمان کے ارکان میں سے اہم ترین رکن ہونا مراد ہے۔ بہر حال حدیث پاک میں طہارت کی فضیلت کا بیان ہے۔ تَمَلَّاءُ اِنْ اَوْ تَمَلَّاءُ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ یہ کلمات زمین و آسمان کے درمیان کی خلاء کو بھر دیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی فضل و کرم کی وسعت اور اس کی بے پایاں رحمت کا بیان ہے۔ (اللہ تعالیٰ یہ کلمات مستقل معمول بنا کر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے)

لغات: الطُّهُورُ بمعنی پاکی، (ن، ک) پاک ہونا۔ شَطْرَ بمعنی حصہ، نصف، جزء، طرف۔ تَمَلَّاءُ مَلَاءٌ (ف) بمعنی بھرنا۔
تخریج حدیث: الصحیح لمسلم فی الطہارۃ باب فضل الوضوء

راوی حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار میں سے تھے، بعد میں کوفہ چلے گئے، اور 93 ہجری کو ان کی وفات ہوئی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ نے بھی ان کی زیارت کی ہے۔

اللہ کی ثناء اور بندے کی دعاء

(۱۴۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَلَّمَنِي كَلَامًا أَقُولُهُ، قَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ" قَالَ: فَهَوُا لِرَبِّي، فَمَا لِي؟ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا کلام سکھلا دیجئے جس کو میں پڑھا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کہا کرو، "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ" (کوئی معبود نہیں سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بہت زیادہ تعریف ہے اور پاکی ہے اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو رب العالمین ہے) تمام عالم کا

رب ہے) نہیں ہے کوئی بُرائی سے پھیرنے اور نیکی کی قوت دینے والا سوائے اس اللہ تعالیٰ کے جو بڑا زبردست اور حکمتوں والا ہے) اس پر اعرابی نے کہا، یہ کلمات تو میرے پروردگار کے (حمد و ثنا) ہیں، میرے لئے کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو تم یہ کہو ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ“ (اے اللہ میری مغفرت فرما دیجئے، مجھ پر رحم فرمائے، مجھے رزق عطا فرمائے) (رواہ مسلم)

تشریح: ایک دیہاتی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا کے الفاظ بتلائیے جن سے میں دعا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ دعا سکھلائی، مذکورہ دعا میں مغفرت، اس کی وسیع رحمت، ہدایت اور رزق میں فراخی کا سوال ہے، بہر حال انسان کو ہر حال میں اللہ پاک سے مانگنا چاہئے اور مانگتے ہی رہنا چاہئے اور پھر دعا دل سے ہو، ظاہری الفاظ اور صحیح بندی سے احتیاط ہو، البتہ اگر کوئی تنہائی میں مانگ رہا ہے یا مجمع میں اور توجہ تکبندی کی طرف نہیں ہے تو کوئی بات نہیں، دعا میں جتنی زیادہ عاجزی ہوگی وہ دعا اتنی ہی جلد قبول ہوگی۔

لغات: اَعْرَابِيٌّ دیہاتی آدمی۔ عَلَّمْنِيْ (تفعلیل) سکھلانا۔ وَاهْدِنِيْ (ض)، هِدَايَةٌ سے رہنمائی کرنا۔ وَارْزُقْنِيْ، رَزَقَ (ن) رزق، روزی پہنچانا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین میں سے ہیں اور ابتداء اسلام میں کلمہ پڑھنے والوں میں سے ہیں، بڑے بہادر جرنیل اور سپہ سالار تھے، ایران ان ہی کے ہاتھوں سے فتح ہوا اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ اسلام کے خاطر انہوں نے بہت قربانی دی ہے، شجاعت اور بہادری میں اپنی مثال آپ تھے، کفار ان کا نام سن کر ڈر جاتے تھے۔

(۱۴۱۵) وَعَنْ ثُوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ : ” اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ “ قِيلَ لِلأَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ أَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيثِ : كَيْفَ الأُسْتِغْفَارُ؟ قَالَ : تَقُولُ : اسْتَغْفِرُ اللَّهُ ، اسْتَغْفِرُ اللَّهُ ، اسْتَغْفِرُ اللَّهُ . (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفار پڑھتے، اس کے بعد ”اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“ پڑھتے، اور اوزاعی سے پوچھا گیا کہ استغفار پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھتے تھے۔ (رواہ مسلم)

تشریح: بعد از نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف قسم کی دعائیں منقول ہیں۔ تمام ادعیہ ماثورہ کی بہت ساری فضیلت وارد ہوئی ہے، اسی طرح استغفار کی بھی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، اسی طرح بعد از نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار پڑھنے کا مبارک معمول تھا جیسے اس حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں تو ان فرائض کے بعد جلد سنتیں پڑھنی چاہئیں، وظائف اور بقیہ معمولات بعد میں ادا کرنے چاہئیں۔

فائدہ: اندرون سندھ میں خانقاہ عالیہ ہالیجوئی شریف کے بزرگ حضرت غماد اللہ ہالیجوئی جن سے حضرت مولانا محمد یوسف بنوزی بھی بیعت تھے، وہ ظہر، مغرب اور عشاء جمعہ کی دعاء بالکل مختصر کرتے تھے ان کی دعاء چند سیکنڈوں کی ہوتی تھی، لیکن سنتوں کے بعد انفرادی دعاء بہت لمبی ہوتی تھی۔

خلاصہ کلام: جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں تو ان میں معمولات اور دعائیں اور استغفار وغیرہ بھی بعد میں ہونا چاہئے۔

لغات: اَنْصَرَفَ (انفعال) پھیرنا۔ اَلْاَسْتِغْفَارُ اَسْتَغْفِرُ (استفعال) سے طلب مغفرت کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی المساجد ومواضع الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ

راوی حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ عطا کرے کوئی روک نہیں سکتا

(۱۴۱۶) وَعَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كَانَ

أَذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ

شَيْءٍ قَدِيرٌ" اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ". (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ

پڑھتے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا

أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی

شریک نہیں، تمام ملک اسی کے لئے ہیں، تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے ہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ آپ جسے عطا فرمائیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں اور نہ کسی تو نگر کو اس کی تو نگری فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ متفق علیہ

تشریح: اس حدیث میں بھی اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاتِ سے مراد، اگر بعد الفرض سنتیں ہوں سنتیں مراد ہیں۔ چنانچہ علماء کی تصریح ہے کہ بعد الفرائض اگر سنتیں ہوں تو فرائض کے بعد کی دعاء کو مختصر کیا جائے گا اور سنتوں کو ادا کیا جائے گا۔ بقیہ معمولات بعد میں ادا کئے جائیں، چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ”ویکفرہ تاخیر السنة“ فتاویٰ عالمگیری والے فرماتے ہیں ”اِذَا فَرَغَ مِنَ الظَّهْرِ وَالْمَغْرَبِ وَالْعِشَاءِ يَشْرَعُ فِي السُّنَّةِ وَلَا يَسْتَعْلِبُ بِأَدْعِيَةِ طَوِيلَةٍ“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک معمول بھی اسی طرح کا تھا، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعائیں منقول ہیں وہ بعد از نوافل ہیں اور اس حدیث میں تو حید کا زیادہ تر بیان ہے۔

لغات: مَنَعَ (ف) مَنَعَ سے روکنا، منع کرنا، محروم کرنا۔ مُعْطِيَ از افعال أُعْطِيَ دینا، عطیہ کرنا۔ الْجِدُّ خوش بختی، تو نگری، بمعنی کوشش کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتان الاذان و سنن ابی داؤد والنسائی

راوی حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں

(۱۴۱۷) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: دُبَّرَ كُلُّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلَّمُ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا آيَاهُ لَهُ النُّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الشَّانُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبَّرَ كُلُّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نماز کے سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے، "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" یعنی (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی لئے ملک ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ برائی سے بچانے

اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اللہ کے ہی ساتھ نہیں کوئی معبود مگر اللہ، نہیں عبادت کرتے ہیں مگر ہم اسی کی اس کے لئے تمام نعمتیں اور فضل و کمال ہے، اسی کی کے لئے اچھی تعریف ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، ہم اسی کے لئے ہی دین کو خالص کرتے ہیں، چاہے کافر سے ناپسند کیوں نہ کریں، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز کے بعد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ والے کلمے کو پڑھا کرتے تھے۔ (رواہ مسلم)

تشریح: حدیث بالا میں جو مذکورہ دعاء ہے وہ نماز کے بعد کی ہے، جو دعائیں اور طریقہ اسلام نے بیان کر دیا ہے وہ ہی طریقہ اللہ اور اس کے رسول کا پسندیدہ ہے اور شریعت میں بھی وہ طریقہ قابل قبول ہے، اس کے علاوہ مردود ہے، آج کل فرائض کے بعد صلاۃ و سلام اور کلمہ وغیرہ اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے، اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں، وہ بدعت ہے۔

فائدہ: بدعت کہتے ہیں دین، شریعت میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کرنا یا نیا طریقہ اپنانا، جس طریقے کو صحابہؓ یا تابعین بھی اپنا سکتے تھے، مگر انہوں نے نہیں اپنایا وہ بدعت ہے، مثلاً نماز کے بعد باواز بلند اجتماعی طور پر درود پڑھنا، میلاد کا جلوس وغیرہ نکالنا یہ بدعت ہے۔

لغات: دُبُرُ کسی چیز کا پچھلا حصہ، آخری حصہ۔ يُهْلَلُ اس سے مراد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔ مَكْتُوبَةٌ بمعنی فرض نماز۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ و کذا فی ابی داؤد

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اپنے وقت کے ظالم حجاج بن یوسف سے بہادرانہ انداز میں حق بات کرتے تھے، انہوں نے اپنے دور خلافت میں بیت اللہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمنا کے مطابق تعمیر کرایا تھا، ظالم حجاج بن یوسف نے ان کو شہید کروا دیا تھا۔

مالداروں کی حرص

(۱۴۱۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ اتُّوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالْذَرَاجَاتِ الْعُلَى، وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ أَمْوَالٍ: يَحْبُجُونَ وَيَعْتَمِرُونَ وَيُجَاهِدُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ فَقَالَ آلا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا تَدْرِكُونَ بِهِ مَن سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَن بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَن صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ، قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ تُسَبِّحُونَ وَتُحَمِّدُونَ وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، قَالَ أَبُو صَالِحٍ الرَّاوي عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ : قَالَ ، يَقُولُ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ . (متفق عليه)

وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَتِهِ فَرَجَعَ فَقَرَأَ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : فَقَالُوا ، سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلَ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا ، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ :

”ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ“ .

الدُّنُورُ جَمْعُ دَنْرٍ ”بِفَتْحِ الدَّالِ وَأُسْكَانِ الْمُثَلَّثَةِ وَهُوَ الْمَالُ الْكَثِيرُ“

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے فقراء حضرات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مالدار لوگ لے گئے کہ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں لیکن ان کے لئے مالوں کی فضیلت ہے، پس وہ حج بھی کرتے ہیں اور عمرہ بھی کرتے ہیں اور جہاد بھی کرتے ہیں اور خیرات بھی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ تم پہلوں کے برابر پہنچ جاؤ اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو مگر وہی جو تم جیسا عمل کرنے، عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (ضرور بتلا دیجئے) ارشاد فرمایا: ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ یہ کلمات کہے، پڑھا کرو۔ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب ان سے کلمات کے پڑھنے کی کیفیت کا سوال کیا گیا تو فرمایا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ یہ کلمات کہے، یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک کی مقدار تینتیس تینتیس (۳۳، ۳۳) بار ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں زیادتی ہے کہ فقرا مہاجرین دو بارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، کہنے لگے کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے جو تسبیحات ہم کر رہے تھے سن لیں، پس وہ بھی ایسا ہی کرنے لگے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے“۔

تشریح: حدیث شریف سے بظاہر یہی مفہوم ہو رہا ہے کہ یہ کلمات ملا کر پڑھے، لیکن علماء نے صراحت کی ہے کہ یہ کلمات جدا جدا (۳۳، ۳۳) بار پڑھے گا، یہ کلمات مل کر ۹۹ کی تعداد ہوگی، دوسری روایت میں آتا ہے کہ سُبْحَانَ اللَّهِ (۳۳) بار، الْحَمْدُ لِلَّهِ (۳۳) بار اور اللَّهُ أَكْبَرُ (۳۳) مرتبہ، علماء محدثین اور فقہاء عظام سے بھی اسی طرح کرنا ثابت ہے، بہر حال ان کو پڑھنا باعث فضیلت ہے۔

لغات: دثور، دثر کی جمع ہے، زیادہ مال کو کہتے ہیں۔ سَبَقْتُكُمْ (ن، ض) آگے بڑھنا، سبقت کرنا۔ صَنَعَ (ف) بنانا۔
خَلَفَ (ن) خلیفہ، جانشین ہونا، نائب ہونا، پیچھے آنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الاذان و مسلم کتاب المسجد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چند منٹوں میں تمام گناہوں کی معافی

(۱۴۱۹) وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَأَنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.
(رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللَّهِ تِثْنِيْس (۳۳) بار اور الْحَمْدُ لِلَّهِ تِثْنِيْس (۳۳) بار اور اللَّهُ أَكْبَرُ تِثْنِيْس (۳۳) بار پڑھے اور سو بار کو پورا کرنے کے لئے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (رواہ مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ تمام کلمات ۳۳، ۳۳ بار پڑھے جائیں گے، حالانکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۴ مرتبہ ہے، جیسے آگے آنے والی روایت میں بھی ۳۴ مرتبہ کا عدد ہے۔ علماء نے بھی ۳۴ عدد والی روایات کو ترجیح دی ہے اور فرماتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللَّهِ تِثْنِيْس (۳۳) بار اور الْحَمْدُ لِلَّهِ تِثْنِيْس (۳۳) بار اور اللَّهُ أَكْبَرُ (۳۳) مرتبہ پڑھا جائے گا۔

فائدہ: غُفِرَتْ خَطَايَاهُ سے صغیرہ گناہ مراد ہے کبیرہ نہیں، کبیرہ کے لئے دل کی ندامت اور استغفار ضروری ہے اور اگر حقوق العباد میں سے ہیں تو ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔

مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ یہ بطور مبالغہ کے ہے، مقصد صغیرہ اگر سمندر کی جھاگ جتنے ہوں تب بھی معاف ہو جائیں گے۔

لغات: زَبَدِ جھاگ، مکھن، یہاں جھاگ کی معنی میں ہے۔ الْبَحْرِ بمعنی سمندر۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والبوداد و ابن خزیمہ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بامراد ہونے کا وظیفہ

(۱۲۲۰) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مُعَقَّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چند پیچھے آنے والے (جملے) ایسے ہیں جن کو کہنے والا کبھی نادار نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ اور (۳۳) مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور (۳۳) مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ۔

تشریح: حدیث بالا میں بھی انہی کلمات سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ کا بیان ہے۔ بہر حال ان کلمات کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ شیخ علامہ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں ان کلمات کے پڑھنے میں میری رائے کے مطابق حکمت یہ ہے کہ جو قصور، کوتاہی نماز میں ہوگئی ہے وہ معاف ہوتی ہے، ان کلمات میں اللہ رب العزیز کی عظمت و کبریائی کا بیان ہے۔

فائدہ: ان کلمات کو تسبیحات فاطمی بھی کہتے ہیں اور ان کلمات کا سونے کے وقت پڑھنا بھی سنون عمل ہے۔

لغات: مُعَقَّبَاتٌ، مَعْقَبَةٌ سے پیچھے آنا۔ لَا يَخِيبُ خَابَ يَخِيبُ (ض) سے نامراد، ناکام ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی کتاب المساجد والترمذی والنسائی

راوی حدیث: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو محمد کنیت ہے۔ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے، صلح حدیبیہ سمیت تمام

غزوات میں شریک ہوئے، 75 سال کی عمر میں مدینہ میں ہی انتقال ہوا۔

پناہ مانگنے کی چیزیں

(۱۲۲۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَاةِ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ اللَّجْبِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ أَلِيَّ أُرْدَلِ الْعُمَرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازوں کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگا کرتے تھے ”اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ اللُّجْبِيْنَ وَالبُّخْلِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرْدَّ اِلَيَّ اُرْدَلِ الْعُمْرِ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ“ اے اللہ! میں بزودی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ ناکارہ عمر کی طرف لوٹا یا جاؤں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (رواہ البخاری)

تشریح: حدیث یا لا میں مذکورہ دعاء، دعاء استعاذ کہلاتی ہیں۔ مذکورہ حدیث میں اوصاف رذیلہ سے پناہ، امان مانگنے کی دعا ہے اور دنیا کے تمام فتن و شرور اور عذاب قبر اور اس کی آزمائش سے بھی پناہ مانگنے کی تعلیم ہے۔ یہ دعا کب پڑھی جائے؟ بعض علماء فرماتے ہیں ہر نماز کی تسبیحات کے ساتھ پڑھنی چاہئے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ دعا بعد الفرائض پڑھی جائے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں یہ دعا بعد التَّشَهُّدِ قَبْلَ السَّلَامِ پڑھی جائے اور یہی معمول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ اُرْدَلِ الْعُمْرِ بڑھاپے کی انتہا کو پہنچنا، جس عمر میں انسان کے حواس بھی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

لغات: اللُّجْبِيْنَ سستی، کاہلی، سستی کرنا یہ بھی خطرناک قسم کی بیماری ہے۔ البُّخْلِ بخل، کنجوسی کرنا، یہ بھی بیماری ہے۔ سستی اور بخل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہیں ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات و فی کتاب الجہاد و الترمذی و النسائی

راوی حدیث: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور فاتح ایران ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت

(۱۴۲۲) وَعَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: يَا مُعَاذُ وَاللَّهِ اِنِّيْ لَأَجِبُكَ، فَقَالَ اَوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدْعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ. (رواه ابو داود باسناد صحيح)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: اے معاذ! خدا کی قسم میں تجھے محبوب رکھتا ہوں، پھر فرمایا، فرمایا: اے معاذ! میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو کہنا ترک نہ کرنا، ”اللَّهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ“ اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی

عبادت پر میری امداد فرما۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ذکر، شکر اور عبادت پر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری بھی ہے، اس کے بے شمار انعامات اور احسانات ہیں جن کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے تو لازم بنتا ہے کہ ہم اس کا شکر ادا کریں، شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اس لئے علماء فرماتے ہیں **الشُّكْرُ قَيْدُ الْمَوْجُودِ وَصَيْدُ الْمَفْقُودِ** شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو جاتا ہے۔

وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ کا مقصد ہے عبادت کو شرائط و آداب کے مطابق ادا کرنا خشوع و خضوع اور اخلاص کے ساتھ پورا کرنا اور یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ اپنی عبادت پر ناز نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ پاک کے ہاں نیاز چلتا ہے۔ اپنی عبادت خوب اطمینان سے عاجزی و انکساری سے ادا کرنی چاہئے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ سے ذکر اور شکر کی توفیق کی بھی دعاء کرنی چاہئے، اس کی توفیق اور مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

اِغَات: اَوْصِيكَ وَصِيَّتَ كَرْنَا، مضبوطی سے پکڑنا۔ اَعْنِي مِيرِي مَدْفَرَا۔ شُكْرِكَ (ن) شکر کرنا، کسی کے احسان، بھلائی پر تعریف کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد کتاب الوتر، باب الاستغفار

راوی حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زندگی و موت کے فتنے سے پناہ مانگنا

(۱۳۲۳) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی تشرہ میں بیٹھے تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ مانگے اور کہے: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ" اے اللہ! بے شک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (۱) جہنم کے عذاب سے (۲) اور قبر کے عذاب سے (۳) اور زندگی اور موت کے فتنے سے (۴) اور مسیح دجال کے فتنے کی برائی سے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں چار قسم کے فتنوں سے امان مانگنے کی دعاء ہے (۱) عذاب جہنم سے (۲) عذاب قبر سے (۳) حیات اور موت کے فتنے سے (۴) مسیح دجال کے فتنے سے۔ عذاب جہنم، قیامت کے دن کفار، منافقین، فاسقین کو اس میں ڈال دیا جائے گا۔ عذاب قبر، قبر کی سختیاں اور عذاب قبر برحق، یہی علماء اہلسنت کا عقیدہ۔ فتنہ محیا و ممات: فتنہ محیا سے زندگی کے تمام مسائل اور درپیش آنے والے مسائل جن سے انسان کی ذات یا اس کے دین کو نقصان پہنچے۔ فتنہ ممات سے مراد: موت کے بعد آنے والے مسائل، حالات یا موت کے وقت پیش آنے والے مسائل اور حالات۔

مسیح الدجال: فتنہ دجال، دجال کا ظہور یہ قرب قیامت سے پہلے ہوگا اور وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا، خرق عادات اس سے افعال بھی صادر ہوں گے، جنہیں دیکھ کر بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے، نیک لوگ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بچ جائیں گے، اعاذنا اللہ

لغات: الْمَحْيَا حَيًّا (س) زندہ رہنا۔ الْمَمَاتِ مَاتَ مَوْتًا (ن) مرنا۔ الْمَسِيحُ تَيْل لگا ہوا، بہت زیادہ سیاحت کرنے والا، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے استعمال ہو تو معنی ہوگا بہت سچا، اگر مسیح الدجال ہو تو معنی ہوگا بہت جھوٹا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والبخاری وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۲۴) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّسْلِيمِ "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو تشہد اور سلام کے درمیان آخر میں یہ کلمات پڑھتے تھے۔ "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" اے اللہ! میرے اگلے پچھلے اور پوشیدہ اور ظاہری گناہوں کو معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اسے معاف فرما، اور ان گناہوں کو معاف فرما جنہیں آپ مجھ سے بھی زیادہ جاننے والے ہیں تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (رواه مسلم)

تشریح: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم ہیں باوجود اس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کثرۃ سے استغفار پڑھنا امت کی تعلیم کے لئے ہے، یہ دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاجزی، انکساری کی ایک معمولی سی جھلک ہیں جو ہم تک

پہنچی، ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس عاجزی و انکساری کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

أَنْتَ الْمَقْدَمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ بعض علماء نے اس کا مقصد بیان کیا ہے کہ آپ ہی جسے چاہیں ہدایت پر مقدم کریں اور جس کو چاہیں ہدایت سے مؤخر کریں۔

لغات: اسْرَزْتُ. چھپکے سے جو گناہ کئے۔ اسْرَفْتُ. معنی زیادتی کرنا، اسراف کرنا۔

الْمُقَدَّمُ. قَدَمَ (س) آنا۔ قَدَمَ قَدَامَهُ (ک) پُرانا ہونا، قَدَمَ تَفْعِيل سے آگے بڑھنا۔ اُعْلَنْتُ (ن، ض) ظاہر ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافر والترندی والبوداد

راوی حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ داماد رسول، فاتح خیبر، خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین

رکوع اور سجدہ کی دعاء

(۱۲۲۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : يُكْثِرُ أَنْ

يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ کلمات پڑھا

کرتے تھے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي“ اے اللہ! ہمارے پروردگار آپ پاک ہیں اور تمام

تعریفیں آپ کے لئے ہیں، اے اللہ میری مغفرت فرما دیجئے۔ (مسلم وبخاری)

تشریح: رکوع اور سجود میں دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، جیسے مذکورہ حدیث سے بھی معلوم ہو رہا ہے، لیکن عند الاحناف

حالت رکوع اور سجود میں نوافل میں دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں، فرائض میں صرف تسبیحات پر اکتفاء کرنی چاہئے۔

لغات: رُكُوعُهُ رُكُوعٌ (ن) رکوع کرنا۔ سُجُودٌ جمع ہے سجدة کی سجدة کرنا۔ سَجَدَ (ن) سے ہے۔ بِحَمْدِكَ

حَمْدٌ (س) تعریف کرنا اور تَفْعِيل سے تَحْمِيداً بار بار تعریف کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب صفة الصلاۃ و مسلم

راوی حدیث: امہات المؤمنین صدیقہ، سعیدہ، لہیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بے حد

محبت کرتے تھے، ان ہی کے طفیل مسلمانوں کو پانی کی عدم موجودگی میں پاک مٹی سے تیمم کی اجازت ملی، ان ہی کی شان میں اور ان

ہی کی براءت میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں، علم حدیث اور علم فقہ میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی ان کے حجرہ مبارک میں آرام فرما رہے ہیں۔

رکوع اور سجدہ میں **سُبُوْحُ قُدُوْسٍ** پڑھنا

(۱۴۲۶) وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ **سُبُوْحُ قُدُوْسٍ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ**. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے ”**سُبُوْحُ قُدُوْسٍ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ**“ بڑی بے عیب و پاک اور مقدس ذات ہے، پروردگار کی جو رب ہے فرشتوں اور جبریل علیہ السلام کا۔ (رواه مسلم)

تشریح: **سُبُوْحُ قُدُوْسٍ** یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں جو اس کی پاکیزگی اور طہارت کو بیان کر رہے ہیں، علامہ ابن فارس اور زبیری فرماتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام ہیں۔ **سُبُوْحُ** وہ ذات جو تمام نقائص اور شریک ہونے سے پاک ہو۔ **قُدُوْسٍ** کا بھی یہی معنی ہے، مگر اس میں زیادہ مبالغہ ہے۔ **رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ** روح سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، فرشتوں میں اگرچہ وہ بھی آجاتے ہیں لیکن بعد العموم خصوصیت کے ساتھ ذکر ان کی توقیر اور عظمت کے لئے ہے، مقصد کلام یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ میں یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔

لغات: **سُبُوْحُ سَبَّحَ** تفعیل سے تسبیح یعنی اللہ پاک کی پاکی بیان کرنا۔ **قُدُوْسٍ** (تفعیل) پاک ہونا، بابرکت ہونا۔
تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاة والنسائی و احمد

راوی حدیث: امہات المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اجابت دعاء کا مقام

(۱۴۲۷) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظَّمُوا فِيهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهَدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنَ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدہ میں خوب اچھی طرح سے دعاء کرو، یہ مقام دعاء کی قبولیت کے لئے بہت مناسب ہے۔ (رواه مسلم)

تشریح: حالت رکوع میں اپنے رب کی تعظیم بیان کرو، علماء فرماتے ہیں اس کا مقصد ہے حالت رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھنا، کیونکہ ان کلمات میں رب کی خوب تعظیم بیان کی گئی ہے۔

وَأَمَّا السُّجُودُ حالت سجدہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھنے کا تھا، لیکن کبھی کبھار دعائیں اور دیگر تسبیحات بھی پڑھنے کا معمول تھا۔

فائدہ: حالت رکوع اور سجدہ میں جو دعائیں منقول ہیں وہ نوافل میں پڑھنی چاہئیں، فرائض میں تسبیحات کا پڑھنا بہتر ہے یہی علماء سے منقول ہے۔

لغات: فَعَظَّمُوا عَظْمًا (تفعیل) تعظیم کرنا۔ (ک) عِظَامَةٌ بڑا ہونا۔ فَاجْتَهِدُوا (انتعال، ف) کوشش کرنا، پوری طاقت استعمال کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاة باب ما يقال في الركوع والسجود

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مفسر قرآن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے خصوصی دعا فرمائی تھی۔

سجدہ میں دعاء کرنے کا حکم

(۱۴۲۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہذا تم (سجدہ میں) زیادہ دعاء کرو۔ (رواه مسلم)

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ حالت سجدہ میں دعائیں بہت جلد قبول ہوتی ہیں، کیونکہ وہ حالت عجز و تواضع ہوتی ہے، لیکن یہ اہتمام نفل نمازوں میں کیا جائے فرض نماز میں نہیں اور پھر دعا اگر عربی الفاظ میں ہو تو بہتر ہے۔

لغات: أَقْرَبُ اسم تفضیل بمعنی زیادہ قریب۔ الدُّعَاءُ دَعَاءٌ، يَدْعُوا، دُعَاءٌ دعاء مانگنا، پکارنا کیونکہ دعاء میں دل کی حضوری سے اللہ کو پکارا جاتا ہے جہاں دل کی حضوری ہو اس کو دعاء کہتے ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے
دعاء دل سے کی جاتی ہے زبان سے نہیں

قبول تو ان کی بھی ہوتی ہے جن کی زباں ہی نہیں

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاة باب ما یقال فی الركوع والسجود واحمد و ابوداؤد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سجدہ میں اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ اَلْحِمْ بِرُحْمَتِكَ

(۱۴۲۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ

”اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً وَأَوْلَةً وَآخِرَةً وَعَلَانِيَةً وَسِرَّةً“ . (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں یہ دعاء پڑھا کرتے تھے اللّٰهُمَّ

اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً وَأَوْلَةً وَآخِرَةً وَعَلَانِيَةً وَسِرَّةً“ اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دیجئے، چھوٹے بھی

بڑے بھی، پہلے کے بھی بعد کے بھی اور کھلم کھلا کئے ہوئے بھی اور پوشیدہ کئے ہوئے بھی۔

تشریح: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود گناہوں سے معصوم ہونے کے اس قدر استغفار کرتے تھے کہ ہر وقت اللہ رب

العزّة کے جلال کے سامنے استغفار اور مغفرت طلب کرتے رہتے تھے، اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے، وہ گناہوں سے پاک

ہونے کے باوجود اللہ کے عذاب سے خوفزدہ تھے اور ہم گناہوں میں غرق ہونے کے باوجود اس کی گرفت اور عذاب سے بے خوف

ہیں۔

لغات: دِقَّةٌ دِقٌّ (ن، ض) ذَقِيقًا چھوٹا، باریک، تھوڑا ہونا۔ جِلَّةٌ بڑا ہونا۔ عَلَانِيَةً کھلم کھلا، ظاہر و باہر۔ عَلَنَ (ن) عَلَانًا

ظاہر ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاة باب ما یذکر فی الركوع والسجود

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۳۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: أَفْتَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ

لَيْلَةٍ فَتَحَسَسْتُ فَأَذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَفِي رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ

يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ

سَخَطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاة والترندی فی الدعوات
راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

دن میں ایک ہزار نیکیاں

(۱۲۳۱) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ: أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيَكْتُبُ لَهُ أَلْفَ حَسَنَةٍ أَوْ يُحِطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ. (رواه مسلم) قَالَ الْحَمِيدِيُّ كَذَا هُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ "أَوْ يُحِطُّ" قَالَ الْبُرْقَانِيُّ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ مُوسَى الدِّي رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهِ فَقَالُوا "وَيَحِطُّ" بِغَيْرِ أَلْفٍ.

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شریک مجلس لوگوں میں سے ایک نے سوال کیا کہ ایک دن میں ایک ہزار نیکیاں کس طرح کمائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سو بار "سُبْحَانَ اللَّهِ" کہے تو اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا اس کی ایک ہزار برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔

تشریح: سو کے بدلے ہزار نیکیاں ملنا یہ اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَلِهَا کے تحت کم از کم بدلہ ہے۔ اَوْ يُحِطُّ کے لفظ میں راویوں کا اختلاف ہے، کسی نے اس کو بغیر الف کے وَبِحِطُّ پڑھا ہے تو کسی نے اس کو الف کے ساتھ اَوْ يُحِطُّ پڑھا ہے۔ الف کے ساتھ پڑھا جائے گا تو مقصد ہوگا ہزار نیکیاں ملتی ہیں یا ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور بغیر الف کے مطلب ہوگا ہزار نیکیاں بھی ملتی ہیں اور ہزار گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

فائدہ: حدیث مبارکہ میں یہ کلمات پڑھنے کی ترغیب ہے کہ یہ معمولی سے کلمات ہیں جن کے پڑھنے میں زیادہ وقت بھی درکار نہیں ہے لیکن پڑھنے میں ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔

بدن کا صدقہ

(۱۲۳۲) وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُصْبِحُ

عَلَى كُلِّ سَلَامِيٍّ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، چنانچہ ہر سُبْحَانَ اللہ صدقہ ہے، اور ہر الحمد لله صدقہ ہے، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صدقہ ہے، ہر اللہ اکبر صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، اور ان سب کی جگہ چاشت کی دو رکعتیں کافی ہو جاتی ہیں۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث بالا میں نماز ضحیٰ (چاشت) کی فضیلت کا بیان ہے کہ انسان کے تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر جوڑ کو عافیت اور سلامتی کے ساتھ رکھا تو اس کے لئے صدقہ اور شکر واجب ہوتا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر لازم اور واجب بن جاتا ہے، تو چاشت کی نماز ہر جوڑ کے قائم مقام ہے، جو چاشت کی نماز پڑھتا ہے وہ گویا کہ تین سو ساٹھ (360) جوڑوں کی عافیت کا شکر یہ ادا کر دیتا ہے، نماز چاشت کے اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے فوائد ہیں۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں ”طلبنا ترک الذنوب فوجدنا فی الصلوٰۃ الضحیٰ“ کہ نماز چاشت کے پڑھنے سے بندہ گناہ ترک کر دیتا ہے۔

فائدہ: اسی طرح تکبیر، تہلیل، تحمید کے کلمات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے۔

لغات: سَلَامِيٍّ ہر جوڑ دار ہڈی چاہے چھوٹی کیوں نہ ہو اور اس کی جمع سَلَامِيَّاتِ آتی ہے۔ الضُّحَى چاشت کی نماز مراد ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی صلاۃ المسافرین باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ

راوی حدیث: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہیں اور دنیا سے بے رغبت رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

چار روزنی کلمات

(۱۴۳۳) وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أُضْحِيَ وَهِيَ جَالِسَةٌ
فَقَالَ: "مَا زِلْتُ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكَ عَلَيْهَا" قَالَتْ نَعَمْ! فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وَزِنْتُ بِمَا قُلْتُ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنْتُهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ
عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ". (رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ
كَلِمَاتِهِ".

وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: أَلَا أَعْلَمُكُمْ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا "سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ،
سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَى نَفْسِهِ،
سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ
اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ".

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی
نماز پڑھ کر ان کے پاس سے گزرے، وہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھی تھیں، چاشت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے تو
وہ ویسے ہی بیٹھی ملیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اب تک اسی حالت پر ہو جس پر میں تمہیں چھوڑ گیا تھا؟ انہوں
نے عرض کیا، جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے پاس سے رخصت ہونے کے بعد چار
کلمات کو تین دفعہ پڑھا، اگر ان کا وزن ان سے کیا جائے جو تم نے پڑھا ہے تو یہ اس پر بھاری ہوں گے۔ (وہ یہ ہے)
"سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ".
مسلم کی ایک روایت میں یوں آتا ہے "سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ،
سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ".

ترمذی کی ایک روایت میں ہے فرمایا کہ میں کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جنہیں تم کہا کرو؟ وہ یہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ
خَلْقِهِ تین بار۔ سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَى نَفْسِهِ تین بار۔ سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةَ عَرْشِهِ تین بار۔ سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ تین
بار۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ کلمات کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ ان میں بھی تسبیح، تکبیر اور تحمید خداوندی کا بیان ہے۔ فی

المسجد سے مراد جائے نماز ہے، جیسے آج کل بھی اکثر گھروں میں نماز پڑھنے کی جگہ متعین ہوتی ہیں۔

فائدہ: علماء کرام فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ذکر میں خاص قسم کے مضامین پڑھنے سے وہ اجر ملتا ہے جس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

دوسری بات صحابیات کے جذبہ اور شوق اعمال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں کس قدر اعمال صالحہ کا جذبہ ہوتا تھا۔

لغات: بُكْرَةٌ صبح سویرے، بَكْرٌ (ن) بُكُورًا. أَضْحَىٰ چاشت کا وقت، ضَحِيَّ ضَحًا ضَحَاءً، دھوپ لگنا۔ وَزْنَتْ

وَزْنَ وَزْنًا وزن کرنا، تولنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء، باب التَّبِيحِ اَوَّلِ النَّهَارِ وَعِنْدَ النَّوْمِ وَالتَّرْمِذِيُّ ابْوَابِ الدَّعَوَاتِ وَابْنُ مَاجَةَ

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ان کے والد قبیلہ بنی مصطلق کے سردار تھے، ام

المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ مریسج میں گرفتار ہو کر آئی تھیں، انہوں نے 19 اوقیہ پر مکاتبہ کیا تھا،

اس سلسلہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہاری

طرف سے بدل کتابت ادا کروں اور اگر تم راضی ہو تو پھر تمہارے ساتھ نکاح کر لوں، وہ اس پر راضی ہو گئیں اور بعد میں آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہو گیا، ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات 50 ہجری میں ہوئی اور

جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

اللہ کا ذکر کرنے والا زندہ ہے

(۱۳۳۴) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ (رواه البخاری)

ورواه المسلم لَقَالَ: مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يَذْكُرُ اللَّهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی

مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور جس میں ذکر نہ کیا جائے زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

تشریح: ذکر کرنے والا آدمی زندہ آدمی کی طرح ہے، مطلب یہ ہے کہ اپنے اعضاء کو اطاعت خداوندی میں مصروف رکھتا ہے

اور دل کو نور الہی سے منور کرتا ہے اور دوسروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے اور ذکر کا ترک کرنا موت کی طرح ہے، جس طرح

مسئلہ ہے، یقیناً اللہ غفور ورحیم ہیں مگر نیک بندوں کیلئے، نافرمان اور شیطان کے بندوں کے لئے نہیں۔

لغات: ظن یقین کرنا، گمان کرنا۔ مَثَلًا بمعنی قوم، جماعت۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی التوحید و صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء (باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ)

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگوں میں سبقت لے جانے والے اعمال

(۱۴۳۶) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: سَبَقَ

الْمُفْرَدُونَ، قَالُوا وَمَا الْمُفْرَدُونَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَالَ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مفردون لوگ نمبر لے

گئے، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مفردون کون ہیں؟ فرمایا، وہ مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی فضیلت ہے، جو لوگ کثرت سے اللہ تعالیٰ یاد کرتے ہیں، ایسے

لوگ قیامت کے دن اجر و ثواب میں سب سے آگے ہوں گے چاہے مرد ہو یا عورت۔

فائدہ: کثرت سے ذکر کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے ذکر کرتے ہوں اور جو دعائیں آپ صلی اللہ علیہ

وسلم سے منقول ہیں وہ پابندی سے پڑھتے ہوں۔ بہر حال آدمی کو چاہئے نیکی کے کاموں میں سبقت کرے اور تیزی دکھائے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

لغات: الْمُفْرَدُونَ (ض) اکیلا ہونا۔ سَبَقَ (ض) سبقت کرنا، جلدی کرنا، آگے بڑھنا۔

تخریج حدیث: صحیح المسلم فی الذکر والدعاء (باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ)

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سب سے افضل ذکر

(۱۴۳۷) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. رواه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے افضل ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں کلمہ توحید کو سب سے افضل ذکر بتایا ہے، کیونکہ یہ کلمہ توحید دین کی اساس اور بنیاد ہے اور اسلام کا مدار اس پر ہے، اس لئے بھی کلمہ توحید افضل ذکر ہے، کیونکہ اس میں معبودان باطلہ کی نفی ہے اور معبود حقیقی کا اقرار ہے، اسی نفی و اثبات سے انسان کا دل منور ہو جاتا ہے۔

فائدہ: بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ کلمہ توحید کے پڑھنے سے انسان کے ایمان کے اثرات اس کے ظاہری جسم پر بھی نظر آتے ہیں۔

لغات: أَفْضَلُ فَضْلَ (ن) باقی رہنا، زائد ہونا، فَضْلٌ (س، ک) صاحب فضیلت ہونا۔ الذِّكْرُ ذِكْرٌ (ن) ذکر کرنا، یاد کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی

راوی حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ان کے والد غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے، غزوہ خندق کے موقع پر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعوت کا انتظام کیا تھا چند ساتھیوں کے ساتھ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 3000 کا لشکر لیکر گئے اور آپ کی دعاء کی برکت سے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ سب کے سب سیر بھی ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔
ذکر سے زبان کو تر رکھنا

(۱۲۳۸) وَعَنْ عَبْدِ بْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّهُ بِهِ قَالَ: لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مَنْ ذَكَرَ اللَّهَ. رواه الترمذی وقال حدیث حسن

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یقیناً اسلام کے احکامات تو میرے نزدیک بہت ہیں، مجھے کوئی ایسی چیز (بات) بتلائیے کہ میں جس کا پابند رہوں؟ ارشاد فرمایا: تیری زبان اللہ کی یاد سے تر و تازہ رہے۔

تشریح: أَنْ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ شَرَائِعَ سے مقررہ احکام مراد ہیں، یعنی فرائض، سنن، دواہیات، نوافل کی پابندی تو ضروری

ہے اسی طرح مستحبات اور نوافل بھی رضاء الہی اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہیں، لیکن بسا اوقات عام قسم کے لوگ گھبراتے ہیں تو ان کے لئے کوئی آسان عمل بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ آپ اپنی زبان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھو یعنی اس پر مداومت کرو، ذکر کو مستقل معمول بناؤ، نوافل آپ پڑھ سکے یا نہیں تو ذکر اس کے لئے کفارہ بن جائے گا۔

لغات: شَرَاعَ شَرَعًا شَرَعًا قانون بنانا۔ اَتَشَبْتُ شَبْتُ شَبْتًا (س) بمعنی چمٹنا، متعلق ہونا، پابند ہونا۔ رَطْبًا (ن)

تر و تازہ ہونا، پختہ ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہشت کے درخت

(۱۴۳۹) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں تسبیح و تحمید کی فضیلت کا بیان ہے کہ جو یہ کلمات پڑھے گا اس کے لئے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے، جنت اتنی وسیع ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید پر جنت میں درختوں کا لگانا کوئی مشکل کام نہیں، اس لئے اسے حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں، البتہ بعض حضرات اسے مجاز پر محمول کر کے اس سے کثرت ثواب مراد لیتے ہیں۔

فائدہ: کھجور کا درخت بہت مبارک درخت ہے، قرآن پاک میں مومن کی مثال اس کے ساتھ دی گئی۔ كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جس گھر میں کھجور ہیں وہ برکت سے بھرا ہوا ہے اور جو کھجور سے خالی ہے وہ برکت سے خالی ہے۔

کھجور کے بے شمار فائدہ ہیں، قوت جسمانی کے لئے مفید ہے، حافظہ تیز ہوتا ہے، ہاضمہ درست رہتا ہے، جسم تر و تازہ اور چست رہتا ہے، لیکن اگر حد سے زیادہ کھائی جائیں تو جگر اور پیٹ کے لئے نقصان کار ہیں۔

لغات: غُرْسَتْ غَرْسَ (ض) درخت کا پودا لگانا۔ نَخْلَةٌ کھجور کا درخت۔ الْجَنَّةُ اس کی جمع جَنَّات جنان، باغ، باغات۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات و ابن حبان والحاکم

راوی حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

جنت کے پودے

(۱۴۴۰) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: لَقِيتُ أَبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي فَقَالَ، يَا مُحَمَّدُ! أَقْرَى أُمَّتِكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرُهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيَعَانٌ، وَأَنَّ غَرَسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ. رواه الترمذی.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے جس رات معراج کرائی گئی، میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، پس انہوں نے فرمایا: اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچادیں اور انہیں بتلادیں کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور پانی بہت شیریں ہے اور وہ چٹیل میدان ہے، اس کے درخت سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ہیں۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کا بیان ہے، یہ ملاقات معراج کے موقع پر ساتویں آسمان پر ہوئی تھی۔

أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے، زعفران اور مشک کی ہے۔ قِيَعَانٌ صاف، ہموار زمین، جس پر کوئی درخت نہ ہو، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید سے جنت کی چٹیل، صاف میدانی زمین پر درخت لگ جاتے ہیں۔ جو جتنا زیادہ ذکر کرے گا اس کے حصہ کی زمین میں (جو اسے جنت ملے گی اس میں) اتنے زیادہ درخت لگیں گے، وہ حصہ اتنا ہی زیادہ سرسبز اور شاداب ہوگا، اس حدیث میں تحمید و تہلیل کثرت سے پڑھنے کی ترغیب ہے۔

لغات: أُسْرِي بمعنى رات وقت چلنا، واقعہ معراج کو لَيْلَةَ الْأُسْرَى اس لئے کہتے ہیں کہ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سفر رات کے وقت میں چل کر کیا تھا۔ أَقْرَى بمعنى کہنا، پڑھنا۔ طَيِّبَةُ طَابَ (ض) اچھا ہونا، عمدہ ہونا۔ التُّرْبَةُ بمعنى مٹی۔

عَذْبَةٌ (ک) عَذْبٌ میٹھا، خوشگوار ہونا۔ قِيَعَانٌ جمع ہے قَاعٌ، صاف، چٹیل میدان۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات، باب غراس الجنة والطبرانی

راوی حدیث: حضرت اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۱۴۴۱) وَعَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَنْبُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعُهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ، قَالُوا، بَلَى! قَالَ ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى.

(رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل نہ بتاؤں جو تمہارے رب کے نزدیک بہت پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بہت زیادہ بڑھانے والا ہے اور تمہارے لئے سونے چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو پس تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں، صحابہ نے عرض کیا، کیوں نہیں! (ضرور بتلائیے) فرمایا: وہ چیز اللہ کا ذکر ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں ذکر کی فضیلت کا بیان ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر عمل خیر کی بنیاد ہے اس کی بارگاہِ صمدیت میں اخلاص و نیاز مندی کا اظہار ہے، اس کے بغیر بڑے سے بڑا عمل بھی بے کار ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ و ارفع اور افضل ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ اور جہاد وغیرہ سے بھی بہتر ہے، حالانکہ بالاتفاق نماز، روزہ وغیرہ ذکر سے افضل ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اوقات عامہ اور حالات کے اعتبار سے ہے، ورنہ وقتی اعتبار سے کبھی صدقہ بہتر ہے تو کبھی جہاد وغیرہ۔ تو کبھی دوسری عبادتیں افضل ہو جاتی ہیں۔

لغات: أَرْكَاهَا (س) بمعنی نیک صالح ہونا۔ مَلِيكِكُمْ مَلِكٌ تمليکاً مالک ہونا، بادشاہ ہونا۔ مَلِكٌ (ض) سے بھی مالک ہونا۔ الذَّهَبُ بمعنی سونا۔ الْفِضَّةُ بمعنی چاندی۔ أَعْنَاقُهُمْ عُنُقٌ کی جمع گردن، ہر چیز کا اول۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات، باب خیر الاعمال، وابن ماجہ فی فضل الذکر۔

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آسان اور بہترین ذکر

(۱۳۳۲) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَى أَوْ حَصَى نُسَبِحُ بِهِ ، فَقَالَ : أَخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا وَأَفْضَلُ ، فَقَالَ : ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ“ . رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے، ان کے پاس کھجور کی گھٹلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں، وہ ان کے ذریعے تسبیح پڑھ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو تمہارے لئے اس سے آسان (یا یہ فرمایا اس سے افضل) ہے، فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ“ (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن)

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے بظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ذکر و اذکار کے لئے ہر وقت تکلفات کی ضرورت نہیں، بلکہ جو کلمات مختصر ہوں اور آسانی سے ادا ہو جاتے ہوں، ان میں بھی بہت ہی زیادہ ثواب ملتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا وَأَفْضَلُ امت کے لئے آسانی اور سہولت پیدا کرنے کی طرف مشیر ہے۔ وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ ، یہ کلمات یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں یا یہ راوی کے کلمات جو انہوں نے اختصار کی بناء پر کہہ دیئے، پہلی صورت میں مطلب ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ کہنے کے بجائے مِثْلَ ذَلِكَ کہہ دیا۔ دوسری صورت میں مطلب ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُبْحَانَ اللَّهِ کی طرح اللَّهُ أَكْبَرُ وغیرہ بھی تفصیل سے بیان کیا، مگر راوی نے بر بناء اختصار مِثْلَ ذَلِكَ کہہ دیا۔

لغات: نَوَى یہ النوی کی جمع ہے۔ بمعنی گھٹلی۔ حَصَى حَصَاةً بمعنی کنکری، چھوٹا سا پتھر۔ خَلَقَ بمعنی مخلوق کے ہے۔ أَيْسَرُ جو زیادہ آسان ہو۔

تخریج حدیث: رواه الترمذی فی ابواب الدعوات، اخرجہ البخاری فی الادب المفرد، والحاکم۔

حالات راوی: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنت کا خزانہ

(۱۴۴۳) وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ، فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یعنی یہ کلمات پڑھا کرو۔

تشریح: كَنْزٍ مِّنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ کہ آپ کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں؟ یعنی جس کا ثواب بہت ہی زیادہ، جیسے دنیا میں کسی کے پاس دولت کے خزانے ہوں تو وہ مالدار کہلاتا ہے، اسی طرح جو یہ کلمات پڑھے گا وہ آخرت کا مالدار کہلائے گا۔

فائدہ: اسی طرح کے وظائف پڑھنے سے انسان دنیا میں بھی دل کا غمی ہو جاتا ہے تمام معاملات میں اس کو اطمینان رہتا ہے اور آخرت کی دولت کامیابی تو یقینی ہے بشرطیکہ خلوص نیت سے ذکر و اذکار کیا جائے۔

لغات: أَدُلُّكَ رہنمائی کرنا، راستہ دکھانا۔ كَنْزٍ بمعنی خزانہ (ض) بمعنی مال جمع کرنا یا دفن کرنا۔

تخریج حدیث: رواہ البخاری ابواب الدعوات، و فی المغازی و مسلم فی الدعاء والذکر، و احمد و ابن حبان، ۸۰۴

حالات راوی: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَمُخْدِتًا وَجُنْبًا وَحَائِضًا إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَجِلُّ لِلْجُنْبِ وَلَا حَائِضٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لَأُولِي الْأَلْبَابِ، الَّذِينَ
يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ. (آل عمران: ١٩٠)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے کہ بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے
آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے
بھی۔ (سورۃ آل عمران، ١٩٠)

تشریح: ذکر اللہ کی بہت زیادہ فضیلت ہے، ہر حال میں بندے کو اپنے مولائے حقیقی کا ذکر کرتے رہنا چاہئے، کسی بھی
حالت میں اس کی یاد سے غافل نہ رہے۔

دنیا میں تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مسخر کر دیا ہے، وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سے اشارہ ہے کہ جب دن رات
کو بقا نہیں تو انسان کو کیسے ہو سکتی ہے؟ اگر انسان اپنی ذات کو دیکھے تو اس کو بھی دوام نہیں، کبھی طفل تو کبھی شباب، پھر شیخ سے شیخ فانی
ہو کر دنیا سے فنا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی تمام چیزوں میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں، جن میں غور و فکر اور تدبر کی عادت ہو، پھر
عقل مند لوگ ہر حال میں اللہ پاک کو یاد کرتے ہیں، کوئی لمحہ بھی وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں رہتے۔

ہمہ وقت ذکر الہی

(١٣٣٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:
يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ أَحْيَانِهِ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہمہ وقت کیا کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوقات میں ذکر الہی کرتے تھے اور پھر
یہاں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے، یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا استحضار رہتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک معمول تھا
کہ ہر حال میں ذکر کرتے تھے، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، لیٹتے، جاگتے، سفر و حضر ہر حال میں ذکر جاری رہتا تھا۔

لغات: أَحْيَان حِين کی جمع ہے بمعنی اوقات۔

تخریج حدیث: رواہ مسلم فی کتاب الحیض، رواہ ابوداؤد و الترمذی و ابن حبان ۸۰۱

حالات راوی: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ہمبستری کی دعاء

(۱۳۳۵) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَلَدٌ وَلَمْ يَضُرَّهُ. (متفق عليه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس جائے تو یہ دعاء پڑھے: بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَضُرَّهُ تو اگر ان دونوں کے لئے بچہ کا فیصلہ کر دیا گیا تو شیطان اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

تشریح: (۱) اس دعاء کے پڑھنے کی برکت سے بچہ شیاطین کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بچے کا ایمان محفوظ رہے گا۔ (۳) ابن الجوزی فرماتے ہیں اس دعاء کی برکت سے بچہ کے اعتقادات کو نقصان نہیں پہنچتا۔ (۴) بچہ جادو کے اثرات اور مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔ بہر حال دعاؤں کی بہت زیادہ فضیلت ہے اور دعائیں انسان کے لئے ایک قسم کے ڈھال ہیں جو اسے برے اثرات سے محفوظ رکھتی ہیں۔

لغات: جَنِّبْنَا (ن) دور کرنا، جدا کرنا۔ (ض، ن) مائل ہونا، مشتاق، مضطرب ہونا، جنابۃ الرجل ناپاک ہونا، جنبی ہونا۔ قَضَى بمعنی فیصلہ ہو جانا۔ وَلَدٌ بمعنی بچہ۔ يَضُرُّهُ بمعنی نقصان پہنچانا۔

تخریج حدیث: الترمذی و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجہ و رواہ البخاری فی بدء الخلق..... و مسلم فی کتاب النکاح۔

حالات راوی: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

باب مایقول عند نومہ واستیقاظہ

سونے اور بیدار ہونے کے وقت کیا دعاء پڑھے؟

سونے اور بیدار ہونے کے وقت کی دعاء

(۱۴۴۶) وَعَنْ حُدَيْفَةَ وَابِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: "بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَآلِيهِ النُّشُورُ". رواه البخاری

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر کی طرف آتے تو فرماتے "بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ" "تیرے ہی نام سے اے اللہ زندگی گزار رہا ہوں اور مروں گا" اور جب جاگتے تو یہ فرماتے "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَآلِيهِ النُّشُورُ" "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں سوتے وقت بھی اور اٹھتے وقت بھی یہ دعاء پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کا مقصود یہ ہے کہ افعال کی ابتداء بھی عبادت پر ہو تو افعال کی انتہاء بھی عبادت پر ہو۔ اَحْيَانَا جب بندہ سو جاتا ہے تو اس کا رابطہ عارضی طور پر دنیا سے کٹ جاتا ہے اور جب بیدار ہو جاتا ہے تو اس کا رابطہ بحال ہو جاتا ہے تو شریعت مطہرہ نے کہا کہ رابطہ جب دوبارہ بحال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر یہ ادا کرنے کا طریقہ یہ دعاء ہے۔

وَآلِيهِ النُّشُورِ اسی کی طرف رجوع ہے، مقصود یہ ہے کہ نیند ایک قسم کی عارضی موت ہے اور جب حقیقی موت آئے گی تو اس کی طرف ہی جانا ہے۔

فائدہ: صبح و شام کے ان وظائف کی پابندی کرنے میں بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کا ہر وقت استحضار رہتا ہے۔

لغات: اسْتَيْقَظَ بمعنی بیدار ہونا، جاگنا۔ النُّشُورِ بمعنی لوٹنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات والتوحید۔

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب فضل حلق الذکر والندب الی ملازمتها والنهی عن

ذکر کے حلقوں کی فضیلت کا اور اس میں ہمیشہ ساتھ رہنے کے استحباب میں اور بلا عذر اس سے دور رہنے کی مخالفت میں بیان ہے
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ
 عَنْهُمْ (سورة الكهف: ۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب
 کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں۔
 خلاصہ کلام: اس آیت مبارکہ میں رب کی رضامندی کے طلب گاروں کو نظر انداز کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ یہ حکم دیا جا رہا
 ہے جو لوگ اگرچہ دنیاوی اعتبار سے صاحب حیثیت ہوں لیکن اپنے رب کی یاد سے غافل ہوں تو ایسے لوگوں کی طرف توجہ نہ کرو،
 بلکہ اپنے آپ کو اللہ پاک کی یاد میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے ساتھ مقید رکھیں۔

ذکر کی مجالس کے بارے میں فرشتوں کا اللہ سے مکالمہ

(۱۴۴۷) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَنْ
 لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةٌ يَطُوفُونَ فِي الطَّرِيقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ
 تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَيْنَا حَاجَتِكُمْ فَيُحْفَوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ، مَا يَقُولُ
 عِبَادِي؟ قَالَ، يَقُولُونَ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ، فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي؟
 فَيَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ، فَيَقُولُ، كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ، يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً
 وَأَشَدَّ لَكَ تَمَجُّدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا، فَيَقُولُ فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ، يَقُولُونَ: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ،
 يَقُولُونَ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، يَقُولُونَ: لَا، وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا، فَيَقُولُ، كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا
 كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ، فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ،
 قَالَ، فَيَقُولُونَ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، يَقُولُونَ: لَا، وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا، فَيَقُولُ، كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ، يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا
 كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ، فَيَقُولُ: فَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ، يَقُولُ مَلَكٌ مِّنْ
 الْمَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فَلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ أَنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ. (متفق عليه)
 وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنْ

لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضُلًا يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ، فَأَذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَخَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَأَذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ، يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ، وَيَسْتَلُونَكَ قَالَ: وَمَاذَا يَسْتَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْتَلُونَكَ جَنَّتِكَ، قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا، أَيْ رَبِّ! قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ! قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ؟ فَيَقُولُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا وَأَجْرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبِّ فِيهِمْ فَلَانٌ عَبْدٌ خَطَاءٌ، أِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، فَيَقُولُ وَلَهُ غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مختلف راستوں میں گھومتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کی محافل کو تلاش کرتے ہیں، جب ایسی جماعت مل جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو بلا لیتے ہیں کہ ادھر اپنی حاجت کے لئے آؤ، پھر وہ (اکٹھے ہو کر) ذکر کرنے والوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور ان کی آسمان دنیا تک قطار لگ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ حالات سے پوری طرح باخبر ہوتے ہوئے بھی ان سے سوال کرتے ہیں کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ کی پاکی بیان کرتے تھے اور آپ کی تعریف کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بخدا انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو آپ کی خوب عبادت و بزرگی و تسبیح میں مشغول ہوتے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت کا سوال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! بخدا انہوں نے جنت نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس کی طرف اور بھی زیادہ رغبت کرتے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جہنم کی آگ سے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے جہنم دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ بخدا انہوں نے نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے، اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ اے فرشتو! میں تمہیں اس بات کا گواہ بنا تا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اس جماعت میں فلاں آدمی جو ان میں سے نہیں تھا وہ کسی ضرورت سے آیا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ذکر کرنے والے ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ (بخاری)

مسلم کی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شان والے فرشتوں کی ایک جماعت زمین میں چلتی پھرتی رہتی ہے، وہ ذکر کی مجالس کو تلاش کرتے رہتے ہیں، جب کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں، پھر بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے درمیان کا اور آسمان دنیا تک درمیانی حصہ فرشتوں سے بھر جاتا ہے، جب مجلس ذکر ختم ہو جاتی ہے تو فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ علم رکھنے کے باوجود ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین میں تیرے بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو سُبْحَانَ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ پڑھ رہے تھے اور آپ سے دعاء مانگ رہے تھے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جنت کا، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ انہوں نے میری جنت کو دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ ہمارے رب! نہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ پھر فرشتے کہتے ہیں، وہ آپ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ آپ کی دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تحقیق میں نے ان سب کو بخش دیا اور ان کے سوال کو پورا کر دیا اور میں نے ان کو اس چیز سے پناہ دی جس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے، فرشتے کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! اس میں فلاں ایک گناہ گار بندہ بھی تھا جو گزرتے ہوئے ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا، یہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوگا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں ابن آدم کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے، جو لوگ اللہ پاک کا ذکر کرتے رہتے ہیں اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے ہر وقت اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں، ان پر اللہ پاک بھی فخر کرتے ہیں۔

فائدہ: جن خانقاہوں میں اللہ پاک کا ذکر کیا جاتا ہے، جو بزرگ حضرات ذکر سکھاتے ہیں یقیناً وہ بھی اس فضیلت میں شامل ہیں۔ یہ حضرات کوئی نئی چیز یا نیا کام نہیں سکھاتے بلکہ یہ وہی تصوف اور تزکیہ نفس ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو سکھایا تھا،

چنانچہ ارشاد ربانی ہے ”وینز کیہم“ یہ تصوف تزکیہ نفس ہی تو ہے کوئی اور چیز نہیں۔ جو حضرات تصوف اور تزکیہ نفس کو بدعت سمجھتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اور لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ ان کے ساتھ بیٹھنے والے محروم نہیں ہوتے یعنی ان پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔

لغات: يَطْوِفُونَ تفعیل سے گھومنا۔ بِأَجْنِحَتِهِمْ جَنَاح کی جمع بمعنی پر۔ سَيَاحِينَ گھومنے والے، سیاحت، سفر کرنے والے۔ فَضْلًا سے حفاظت کرنے والے فرشتے مراد ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، سنن الترمذی وابن حبان

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سکینہ کا نزول

(۱۴۴۸) وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے نہیں بیٹھتی مگر یہ کہ فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں ان لوگوں کو یاد فرماتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں بھی ذاکرین کی فضیلت اور ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت نازل ہونے کا بیان ہے۔ ذاکرین اور ذکر کی مجلسوں کو رحمت کے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان کے اوپر سکینہ نازل ہوتی ہے۔ سکینہ ایک خاص قسم کی کیفیت کا نام ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سکینہ سے مراد رحمت خداوندی یا سکون قلب ہے اور سب سے بڑھ کر سعادت کی بات یہ ہے کہ ایسے ذاکرین کا تذکرہ خود اللہ پاک بھی کرتے ہیں۔

لغات: حَفَّتْهُمُ حَفَّ گھیر لینا۔ احاطہ کر لینا۔ غَشِيَتْهُمُ غَشِيَ غَشِيًا ڈھانپ لینا۔ نَزَلَتْ نَزَلَ بمعنی نازل ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والترمذی و ابوداؤد۔

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دین کے کاموں میں حیا نہیں کرنا چاہئے

(۱۴۴۹) وَعَنْ أَبِي وَقِيدِ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَوْقًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةَ فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَذْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفْرِ الثَّلَاثَةِ، أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحَى فَاسْتَحَى اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو واقد الحارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے دوسرے اور حضرات بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ تین آدمی آئے ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے آئے اور ایک واپس چلا گیا، یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ٹھہر گئے، ان میں سے ایک نے حاضرین کے حلقے میں کشادہ جگہ دیکھی تو اس میں وہ بیٹھ گئے، دوسرے مجمع کے آخر میں بیٹھ گئے، تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ جل و علا کی طرف رجوع کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھکانہ عطا فرمایا: دوسرے نے شرم کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے حیا کی اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ جل شانہ نے بھی اس سے اعراض کر لیا۔

تشریح: حدیث بالا میں مجالس ذکر کی فضیلت کا بیان ہے اور ذکر کرنے کی ترغیب ہے۔ فَرَأَى فُرْجَةَ فِي الْحَلْقَةِ

فَجَلَسَ فِيهَا ایک نے جگہ دیکھی وہیں بیٹھ گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس علم میں یا مجلس ذکر میں آگے بیٹھنے کی کوشش کی جائے۔ وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ دوسرے نے حیا کی، پیچھے بیٹھ گیا اور لوگوں کو تکلیف نہ دی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو تکلیف اور تنگی میں نہیں ڈالنا چاہئے، اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ تیسرے نے بلاوجہ اعراض کیا اور مجلس ذکر کو چھوڑا تو اس کی مذمت اور انجام بد کا بیان ہے۔

لغات: فُرْجَةٌ بمعنی کشادگی، وسعت۔ فَاسْتَحَى حیا کرنا، شرم کرنا، حیا ایک کیفیت کا نام ہے جو انسان کو برائی اور فحش

کاموں سے روکتی ہے۔ فَأَعْرَضَ بمعنی اعراض کرنا، روگردانی کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب العلم و مسلم فی السلام، باب من اتى مجلساً فوجد فرجة فجلس فيها

راوی حدیث: حضرت حارث بن عوف الواقدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بدر میں شریک ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے لیکن پہلا قول صحیح ہے، 86 میں وفات پائی، ان کی مرویات کی تعداد 24 ہے۔

اللہ جل شانہ کا ذکر کرنے والوں کے ذریعے فخر کرنا

(۱۲۵۰) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ، قَالَ: اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا أَنِّي لَمْ أُسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَقْلٌ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحَمِّدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا، قَالَ: اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا وَاللَّهِ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا أَنِّي لَمْ أُسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا: تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ عرض کیا گیا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں، فرمایا، بخدا کیا تم صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو، عرض کیا، صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہیں، ارشاد فرمایا: میں نے تم کو اس لئے قسم نہیں دی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متہم سمجھ رہا ہوں، کوئی شخص ایسا نہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا قرب حاصل رہا ہو جو مجھے حاصل رہا اور پھر وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ سے کم حدیثیں بیان کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی (ایک مرتبہ) اپنے صحابہ کے ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ عرض کیا گیا ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس بات پر اس کا شکر ادا کرنے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی توفیق دی اور ہم پر احسان فرمایا: میں نے تم سے اس لئے قسم نہیں لی کہ مجھے تمہارے بارے میں کوئی شک تھا، بلکہ جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے فرشتوں پر فخر فرما رہے ہیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں بھی ذکر اور ذاکرین پر اللہ تعالیٰ کے فخر کرنے کا بیان ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کو قسم، حلف دینا بطور فخر علی العبادۃ ہے یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرشتوں سے اپنی امت کی ایسی عبادت کا سنا جس پر اللہ باری تعالیٰ بھی خوش ہو رہے ہیں تو انہیں قسم دی کہ یہ میرے امتی ہیں جن پر اللہ بھی خوش ہو رہے ہیں اور فخر کر رہے ہیں۔

ہیں، یہ اپنی امت سے محبت کی ایک جھلک ہے۔

فائدہ: علامہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجالس ذکر میں مسلمانوں کا جمع ہو کر ذکر کرنا رحمت خداوندی اور قرب ملائکہ کا ذریعہ ہے، البتہ وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو شریعت کے مطابق ہو۔

لغات: اَسْتَحْلِفُكُمْ قَسَم، حَلْف لِيْنَا، حَلْف قَسَم اِثْمَانَا۔ حَلْقَةٌ ذِكْر كَا حَلْقَةٍ، چند لوگوں کا اکٹھے ذکر کرنا۔ نَحْمَدُهُ حَمْدًا سے تعریف کرنا، حَمْدًا تَحْمِيدًا بار بار تعریف کرنا، کثرت سے حمد بیان کرنا۔ يُبَاهِي مُبَاهَاةً مَفَاعَلَةٌ، فخر کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والترندی و ابن حبان۔

راوی حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب الذکر عند الصباح والمساء

صبح اور شام ذکر کرنے کا بیان

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَادْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ (سورة الاعراف: ۲۰۵)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا۔ الْآصَالُ جَمْعُ أَصِيلٍ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ.

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (سورة طہ: ۱۳۰)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْأُبْكَارِ (سورة غافر: ۵۵)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح و تحمید کرتے رہیے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فِي بُيُوتٍ أُذِنَ لِلَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيَذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ، رِجَالًا لَا تَلْهِيهِمْ بِجَارَةٍ وَلَا يَبِيعُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ. (سورة نور: ۳۶، ۳۷)

ترجمہ: اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: وہ ایسے گھروں میں ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے، ان میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، جن کو اللہ کی یاد سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ فروخت۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا سَخَرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعِشِيِّ وَالْأَشْرَاقِ (سورة ص: ۱۸)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ شام اور صبح تسبیح کیا کرے۔

خلاصہ کلام: ان آیات مبارکہ میں صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان ہے، جس میں اس امر کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کہ صبح و شام اللہ پاک کا ذکر کرنا مستحب ہے، ہمیں چاہئے کہ صبح و شام کو اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں گزاریں۔

(۱۲۵۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِي: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" مِائَةً مَرَّةً لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلِ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح و شام سو مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھے تو کوئی شخص قیامت میں اس سے افضل اعمال لیکر حاضر نہیں ہوگا مگر وہی شخص جس نے اس کے برابر یہ کلمات کہے یا اس سے زیادہ۔

تشریح: حدیث بالا سے ان کلمات کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے، بہر حال ان کلمات کا پڑھنا باعث فضیلت ہے، علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان کلمات کا صبح طلوع آفتاب سے پہلے اور شام غروب آفتاب سے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔

لغات: يُصْبِحُ بمعنی صبح کرنا۔ يُمَسِّيُ بمعنی شام کرنا۔ زَادَ (ض) زِيَادَةٌ زیادہ کرنا، زیادہ ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والبوداودواحمد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زہریلی چیزوں سے حفاظت

(۱۴۵۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغْتَنِي الْبَارِحَةَ قَالَ: أَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ أُمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، پس عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھے گزشتہ رات بچھو کے کاٹنے سے سخت تکلیف پہنچی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم شام کے وقت اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ میں پناہ چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کامل و مکمل کلمات کے ذریعے اس کی مخلوق کے شر سے، پڑھ لیتے تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا۔

تشریح: حدیث بالا میں ان کلمات کی فضیلت کا بیان ہے جو یہ کلمات پڑھے گا اس کو ہر قسم کی موزی اشیاء سے حفاظت حاصل ہو جائے گی۔ کلمات سے مراد عند البعض کلام اللہ ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے، بہر حال کلام اللہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔

علامہ قطب الدین فرماتے ہیں جو آدمی یہ کلمات پڑھتا ہے اس کے لئے 70 ہزار فرشتے دعاء کرتے ہیں اور اگر مرے گا تو اسے شہید کا درجہ یا ثواب ملے گا۔

لغات: عَقْرَبَ بمعنی بچھو۔ لَدَغْتُني لَدَغَ (ف) ڈسنا۔ الْبَارِحَةَ گزشتہ رات، بَرِخَ (س) زائل ہونا، مکمل، تام ہونا۔
لَمْ تَضْرُكْ، ضَرًّا، ضِرَارًا، نقصان دینا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء و سنن ابوداؤد والنسائی

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صبح و شام کی دعاء

(۱۳۵۳) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: «اللَّهُمَّ أَصْبَحْنَا
وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَالْيَاكُ النَّشُورُ وَإِذَا أَمْسَى قَالَ اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا
وَبِكَ نَمُوتُ وَالْيَاكُ النَّشُورُ». رواه ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

«اللَّهُمَّ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَالْيَاكُ النَّشُورُ» اے اللہ! ہم نے آپ کے فضل
واحسان کے ذریعے صبح کی اور آپ کے فضل واحسان کے ذریعے شام کی اور آپ کے فضل ہی سے ہم زندہ ہیں اور آپ کا نام لیکر ہی
ہم مریں گے اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور شام کے «اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ
وَالْيَاكُ النَّشُورُ» وقت پڑھتے تھے۔

تشریح: اسلام دین فطرت ہے اور اس میں ہر شعبہ ہائے زندگی میں آنے والے تمام مسائل کا حل ہے، مومن بندہ اپنی
زندگی رب کا فرمانبردار بن کر گزارتا ہے اور ہر لمحہ اپنے رب سے اس کی مدد و نصرت اور عافیت کا سوال کرتا ہے، صبح کے سو یوں اور
رات کے اندھیروں میں اپنے رب سے ہی التجا کرتا ہے اور اس سے ہی عافیت اور خیریت کا سوال کرتا ہے۔

مذکورہ حدیث میں صبح و شام کے اوقات میں پڑھی جانے والی دعاؤں کا ذکر اور ان کی فضیلت کا بیان ہے۔

لغات: أَصْبَحَ بمعنی صبح کرنا۔ أَمْسَى بمعنی شام کرنا۔ النَّشُورُ بمعنی اٹھنا، جمع ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابوداؤد کتاب الادب و سنن الترمذی کتاب الدعوات

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نفس و شیطان سے پناہ مانگنا

(۱۴۵۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ امْرُؤِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَأَذَا أُمْسَيْتُ قَالَ: "قُلْ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَه" قَالَ قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ وَأَذَا أُمْسَيْتُ وَأَذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ. رواه أبو داود والترمذی

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسے کلمات بتادیں جو میں صبح و شام پڑھا کروں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ پڑھا کرو: "قُلْ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَه" قَالَ قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ وَأَذَا أُمْسَيْتُ وَأَذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ" اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کے جاننے والے، ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی عبادت نہیں کے لائق نہیں، آپ ہی معبود برحق ہیں، میں آپ کے ذریعہ اپنے نفس اور شیطان کے شر اور اس کے ساتھ شرک میں مبتلا کرنے سے پناہ مانگتا ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر! تم ان کلمات کو صبح اور شام اور جب بستر پر لیٹو تو پڑھ لیا کرو۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں صبح و شام کے وظائف کی فضیلت اور پڑھنے کی ترغیب ہے، ان وظائف کے پڑھنے سے آدمی وساوس اور شیطانی خیالات سے بھی محفوظ رہتا۔ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ سے مراد وہ شیطان ہے جو انسان پر مسلط ہوتا ہے۔

لغات: فَاطِرٌ بمعنی بنانے والا، پیدا کرنے والا (ض، ن) سے آتا ہے فَطَرَ فَطْرًا پیدا کرنا۔ مَلِيكُهُ بمعنی مالک۔ الْغَيْبُ (ض) غَاب، غَيْبًا غَيْبًا، غَيْبًا غَائِبًا ہونا۔ مَضْجَعَكَ بمعنی بستر، ضَجَعَ (ف، س) آتا ہے بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد فی الادب والترندی فی الدعوات (باب ما یقال فی الصبح والمساء)

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شام کی دعاء

(۱۴۵۵) وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا

أَمْسَى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ". قَالَ الرَّاوي: أَرَاهُ قَالَ فِيهِنَّ "لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ اسْئَلْكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ فِي النَّارِ وَعَذَابِ فِي الْقَبْرِ"، وَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيضاً، أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب شام ہو جاتی تو حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" ہم نے شام کی اور اس وقت بھی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے ان کلمات کے ساتھ یہ کلمات بھی پڑھے: "لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ اسْئَلْكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ فِي النَّارِ وَعَذَابِ فِي الْقَبْرِ" اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے میرے رب! میں آپ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس کے بعد ہے اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس کے بعد ہے، اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی تکلیف سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دوزخ کی آگ سے اور قبر کی عذاب سے اور جب صبح ہوتی تو تب بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات پڑھتے اور اس میں (بجائے أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلَّهِ کے) أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمَلِكُ لِلَّهِ پڑھتے۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ کلمات کا صبح و شام کو پڑھنے کا استحباب بتلایا جا رہا ہے تاکہ رب العالمین کی ربوبیت اور اللہ عزوجل کی الوہیت و جلال ہر وقت مستحضر رہے، اللہ پاک سے خیر و عافیت کا سوال اور دنیا و آخرت میں نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی درخواست ہے، (دعاء ہے) جس کی ہر وقت انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث مبارکہ میں سستی، کاہلی سے پناہ کی بھی دعاء ہے۔ علماء نے لکھا ہے عبادت میں جب سستی آتی ہے تو اس کے بعد وہ عبادت بھاری بن جاتی ہے، پھر آدمی اس عبادت کو الوداع کر دیتا ہے، اس لئے کہا جاتا ہے کہ سستی، کاہلی ایک قسم کا زہر

ہے۔ سُوءِ الْكِبَرِ ایسا بڑھا پاجس میں بندہ کوئی کام نہیں کر پاتا، اپنی ضروریات میں بھی لوگوں کا محتاج ہو جاتا ہے تو ایسی عمر میں لوگ بھی اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔

لغات: الْكَسَلِ، كسل (س) سستی کرنا، کابل ہونا۔ الْكِبَرِ، کبر (س) عمر رسیدہ ہونا، ضعیف ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والترندی وابن ابی شیبہ

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ہر چیز سے حفاظت

(۱۳۵۶) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُبَيْبٍ بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "أَقْرَأُ قُلَّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. رواه ابو داؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام

کرے اور جب صبح کرے تو قُلَّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، قُلَّ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلَّ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ یہ تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ

ہر چیز سے تم کو کافی ہوں گی۔

تشریح: ان تینوں سورتوں کو تین، تین مرتبہ پڑھنا بہتر ہے، ان سورتوں کے بہت زیادہ فضائل ہیں، مثلاً ایک روایت میں

قُلَّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ سورہ اخلاص کو ملت قرآن کہا گیا ہے۔

تَكْفِيكَ: مطلب یہ ہے کہ دیگر اذکار اور دعاؤں سے آپ کو کفایت کر دے گا اور ساتھ، ساتھ موذی اشیاء سے بھی حفاظت

ہوگی۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ ان سورتوں کو پڑھ کر ہاتھوں پر دم کیا جائے اور ہاتھوں کو اپنے جسم پر بھی پھیرا جائے۔

نظر بد سے حفاظت اور ختم کرنے کے لئے سورہ کافرون، اخلاص، الفلق، الناس ان کو چار چار دفعہ اور اول و آخر میں تین تین مرتبہ

درو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکا جائے اور وہ ہاتھ بچے کے جسم پر پھیر لئے جائیں تو اس سے بھی نظر بد ختم ہو جاتی ہے، یہ مجرب عمل

ہے۔

لغات: الْمُعَوَّذَتَيْنِ سے مراد سورہ الفلق، الناس ہے تَكْفِيكَ کفی، كِفَايَةٌ سے کافی ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد فی الادب والترمدی فی الدعوات (باب دعاء ما یقال عند النوم) والنسائی
راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبیلہ جہنی سے تھے اور مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے، ان سے صرف
دو یا تین روایات منقول ہیں۔

کالیف اور بیماریوں سے حفاظت

(۱۲۵۷) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:
مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: "بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ". رواه ابوداؤد والترمدی

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو
بندہ ہر روز کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین بار یہ دعاء پڑھے، "بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي
السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ" شروع اس اللہ کے نام سے کہ جن کے نام کی برکت سے
زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے، تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے
گی۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کے نام سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ذریعے سے ہی ہر چیز کی
برائی سے بچا جا سکتا ہے، وہ کوئی جانور ہو یا انسان، جن ہو یا شیطان، اس لئے وہ ہر ایک کے احوال سے بھی واقف ہے اور ہر ایک
کی فریاد سننے پر بھی قادر ہے، جو اس کی پناہ، امان میں آجاتا ہے کوئی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا الا یہ کہ اسی کی تقدیر اور مشیت ہو۔
بہر حال ان وظائف کا پڑھنا باعث فضیلت اور نقصان دہ اثرات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

فائدہ: علامہ قرطبی فرماتے ہیں میں ہمیشہ یہ دعاء پڑھتا تھا لیکن ایک دن پڑھنا بھول گیا تو بچھونے کاٹ لیا۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایرانی سفیر کے سامنے یہ دعاء پڑھ کر زہر کھائی
تھی انہیں کچھ بھی نہیں ہوا تھا، ہمیں چاہئے کہ ہم بھی یہ دعائیں پڑھنا اپنا معمول بنائیں۔

لغات: لَا يَضُرُّ ضَرًّا، ضَرًّا (ن) نقصان دینا۔ الْعَلِيمُ عَلِيمٌ (س) حقیقت معلوم کرنا، جاننا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد فی الادب والترمدی

راوی حدیث: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ ثالث اور داماد رسول تھے، ابتداء اسلام میں اسلام قبول کرنے والوں میں شامل ہیں، ان کی خلافت کا عرصہ 12 سال رہا۔

باب ما یقول عند النوم

سوتے وقت پڑھنے کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَنْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ، الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ. (سورة آل عمران، ۱۹۱، ۹۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی، لیٹتے بھی اور آسمان اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔

تشریح: یہ حقیقت ہے کہ آسمان اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے اختلاف میں، موسم حار و موسم بہار میں بہت ساری نشانیاں ہیں، جب ان چیزوں کو بقاء نہیں تو اے انسان تجھے بقاء کیونکر ہو سکتی ہے، اہل فکر حضرات ان نشانیوں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

سونے کے وقت کی دعاء

(۱۴۵۸) وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَوَىٰ إِلَىٰ فِرَاشِهِ قَالَ: «بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ». رواه البخاری

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر کی طرف ٹھکانہ پکڑتے تو فرماتے «بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ» اے اللہ! میں آپ کا نام لے کر زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔

تشریح: حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو سوتے وقت بھی دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے، انسان ہر رات کو سوتا ہے اور

صبح کو بیدار ہوتا ہے، سونا ایک طرح کی موت ہے اور بیدار ہونا زندہ ہونا ہے، زندگی اور موت اللہ پاک کے اختیار میں ہے، اسی دعاء میں یہی تصور راسخ کیا گیا ہے، ہر رات انسان جب یہی تصور کرتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات ہر وقت تازہ رہتی ہے کہ یہ زندگی اللہ کی دی ہوئی ہے، میں اسی کی مشیت سے جی رہا ہوں، وہ جب چاہے گا میری زندگی کا چراغ گل کر دے گا، اس کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ زندگی جب اس کی دی ہوئی ہے تو میں اپنی زندگی کو اللہ کی مشیت کے مطابق گزاروں، اس کی نافرمانی نہ کروں۔

لغات: آوی ٹھکانہ، قرار، امن پکڑنا۔ ساوی الی جبل (القرآن)۔ فِرَاشَةٌ بمعنی بستر، (ن، ض) بچھانا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، صحیح بخاری والنسائی

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کا وظیفہ

(۱۴۵۹) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ لَهُ وَلِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ. متفق عليه

وَفِي رِوَايَةٍ: التَّسْبِيحُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَفِي رِوَايَةٍ: التَّكْبِيرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: جب تم اپنے بستروں پر قرار پکڑو تو ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھا کرو۔ ایک روایت میں سبحان اللہ ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے اور ایک دوسری روایت میں اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا ذکر ہے۔

تشریح: حدیث بالا میں تسبیحات کی فضیلت اور ان کے پڑھنے کی ترغیب ہے، یہ وہی تسبیحات ہیں جو نماز کے بعد بھی پڑھی جاتی ہیں۔

تسبیحات کی تعداد کے بارے میں روایات میں تھوڑا بہت اختلاف ہے، کہیں پر تحمید، تسبیح اور تکبیر 33,33 مرتبہ پڑھنے کا معلوم ہوتا ہے تو کہیں تحمید، تسبیح 33,33 تو تکبیر 34 مرتبہ پڑھنے کا معلوم ہوتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ 33,33 تحمید اور تسبیح پڑھنی چاہئے اور 34 مرتبہ تکبیر پڑھنی چاہئے۔ بہر حال پانچ وقتی نماز کے بعد اور سوتے وقت ان تسبیحات کو معمول بنانا چاہئے۔

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ ان تسبیحات کے پڑھنے سے تکلیف، تھکاوٹ اور پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔

لغات: آویتما، آوی ٹھکانہ لینا۔ مَضَاجِعُ جمع ہے مَضْجَعِ کی بمعنی سونے کی جگہ، بستر۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی النفقات و فی الدعوات و صحیح مسلم فی الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح خیبر، خلیفۃ المسلمین، داماد رسول ہے۔

سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا چاہئے

(۱۴۶۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا

أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ أَرَاهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: "بِأَسْمِكَ رَبِّي

وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ أَنْ أُمْسِكَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَأَنْ أُرْسَلَتْهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ

الصَّالِحِينَ". متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بستر پر

جائے تو بچھونے کو اپنی چادر کے کنارے سے جھاڑ لینا چاہئے اس لئے کہ اسے کیا معلوم ہے کہ اس کے بعد اس بستر پر کون آیا؟ پھر

یہ دعاء پڑھے، "بِأَسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ أَنْ أُمْسِكَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَأَنْ أُرْسَلَتْهَا

فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ" تیرے نام کے ساتھ اے رب! میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے نام کی

برکت سے ہی اسے اٹھاؤں گا، اگر تو نے میری روح قبض کرنی ہے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو نے روح قبض نہیں کرنی تو اس کی اس

طرح حفاظت فرما جیسے کہ اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ رات کو بستر پر لیٹنے سے پہلے چادر وغیرہ سے جھاڑ

لینا چاہئے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں کوئی موذی چیز آگئی ہو اور وہ نقصان نہ پہنچادے، اس کے ساتھ ساتھ دعاء بھی پڑھ لے، تاکہ

حفاظت بھی ہو جائے۔

أَنْ أُمْسِكَ جب آدمی سوتا ہے تو یہ سونا بھی ایک قسم کی عارضی موت ہے۔ فَارْحَمْهَا کا مطلب ہو گا یا اللہ اگر میری روح کو قبض

کر لیں تو مجھے بخش دینا، اگر آپ دوبارہ زندگی عطا کریں تو نیکی اور اچھائی کی توفیق عطا فرمانا۔

لغات: فَلْيَنْفُضْ جھاڑنا، تلاش کرنا، (ن) جھاڑنا۔ خَلْفَهُ (ن) بعد میں آنے والا، پیچھے آنے والا، خِلَافَةً سے جانشین،

نائب ہونا۔ وَضَعْتُ وَضَعْتُ رَكْنًا۔ عِبَادُكَ جَمْعُ عِبْدٍ بِنْدِهِ، غَلَامٌ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی الدعوات و صحیح مسلم والدعاء۔ والترندی فی الدعوات

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ۔

سونے سے پہلے اپنے بدن پر دم کرنا چاہئے

(۱۴۶۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَخَذَ

مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ. متفق عليه

وَفِي رِوَايَةٍ لِهَمَّا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: كَانَ إِذَا أَرَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ

كَفْيِهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ

بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

متفق عليه. قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ "النَّفْثُ" نَفْثَ لَطِيفٌ بِلَارِيقٍ.

ترجمہ: حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑتے تو

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھتے اور اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور (پھر) دونوں ہاتھ اپنے بدن مبارک

پر پھیر لیتے تھے (بخاری و مسلم)

تشریح: حدیث شریف میں معوذات پڑھنے کا ذکر ہے۔ معوذات سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس کو کہا جاتا ہے، کیونکہ ان

کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ صمدیت میں پناہ کی درخواست کی جاتی ہے۔ بہر حال سوتے وقت ان سورتوں کو پڑھنا چاہئے تاکہ

سنت پر بھی عمل ہو جائے اور دوسری طرف انسان کو اللہ کی پناہ بھی حاصل ہو جائے۔

فائدہ: معوذتین سورۃ الفلق اور الناس کو کہا جاتا ہے۔

لغات: نَفَثَ (ض ن) پھونک مارنا۔ مَسَحَ: بمعنی پھیر لینا۔ كَفْيِهِ، كَفْتٌ ہتھیلی، اس کی جمع كُفُوفٌ، كُفٌّ آتی ہے۔ رَأْسِهِ،

رَأْسٌ اس کی جمع رُؤُوسٌ آتی ہے۔ وَجْهَةٌ چہرہ اس کی جمع وَجُوَةٌ۔ جَسَدُهُ، جَسَدٌ مفرد اس کی جمع اجساد آتی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی الدعوات و صحیح مسلم فی السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، لایقہ، جمیلہ، فالقمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا

بستر پر لیٹنے کی دعاء

(۱۴۶۲) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ: "اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَنَّةُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أُرْسَلْتُ" فَأَنْ مِثَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ . متفق عليه

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جب بستر پر لیٹنا چاہو تو ایسا وضوء کرو جیسا کہ نماز کے لئے کرتے ہو، پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور یہ دعاء پڑھو، "اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَنَّةُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أُرْسَلْتُ" اے اللہ! میں نے اپنی ذات تیری طرف جھکا دی اور اپنا رخ تیری طرف سیدھا کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور میں نے اپنی ٹیک تیری طرف لگائی، تیری رحمت کی امید رکھتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے، تیرے سوا کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ نہیں، میں نے تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جو تو نے رسول بنا کر بھیجا۔ پس اگر یہ (کلمات پڑھ کر) تجھ پر موت آئی تو فطرت اسلام پر موت آئے گی اور تو ان کلمات کو سونے سے پہلے (بالکل) آخر میں پڑھا کر۔

تشریح: حدیث بالا میں ایک تو با وضوء ہو کر اور دائیں کروٹ پر سونا مستحب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے ثواب بھی ہوگا اور سنت بھی ادا ہوگی، دائیں کروٹ پر سونے کے بہت زیادہ فوائد ہیں، اس سے بے خوابی بھی نہیں ہوتی، ڈراؤنے خواب بھی نہیں آتے اور دل بیدار رہتا ہے۔ (جو مستقل دائیں کروٹ پر سوتا ہے تو اس کو دل کی بیماری بھی نہیں لگتی واللہ اعلم) اور بعد میں یہ مذکورہ کلمات دعا پڑھ کر سو جائے۔ ان کلمات میں یہی اظہار ہے کہ یا اللہ تمام معاملات آپ کے سپرد کرتا ہوں اور تمام امور میں آپ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔

فائدہ: بہتر یہ ہے کہ دعاء پڑھنے کے بعد کسی سے بات نہ کی جائے۔

لغات: اضْطَجِعْ . بمعنی لیٹ جاؤ۔ شِقِّكَ ، شِقُّ کنارہ، جانب، طرف۔ الْجَنَّةُ سپرد کرنا، حوالے کرنا۔ مَلْجَاً ، جائے پناہ لَجَاً پناہ، امان لینا۔ أُرْسَلْتُ، أُرْسَلْ بمعنی بھیجا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم و صحیح بخاری

راوی حدیث: حضرت براء بن العازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سونے سے پہلے کی دعاء

(۱۴۶۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَّ"، (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَّ" تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور ہماری کفایت فرمائی اور ٹھکانہ عطاء فرمایا، کتنے ہی لوگ ہیں جن کا کوئی کفایت کرنے والا اور ٹھکانہ دینے والا نہیں۔

تشریح: یعنی تمام حمد ہیں اس ذات عظیم کے لئے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور کفایت کی یعنی ہماری ضروریات کو اپنے غیب کے خزانوں سے پورا کیا۔ اور ہمیں ٹھکانا دیا بہت سارے حیوانات ہیں جن کو سز چھپانے کی جگہ نہیں ہوتی یہ تو اس کی مہربانی ہے کہ اس نے رہنے سہنے کے لئے گھر دیا، وہی ہے لوگوں سے بچانے والا اور روزی دینے والا اور وہی ہے رہنے سہنے کی سہولتیں میسر کرنے والا، یہ اس کا فضل، کرم ہے کہ تمام سہولتیں مہیا کی۔

لغات: أَطْعَمَنَا کھانا کھلایا، طَعِمَ سے کھانا کھانا۔ سَقَانَا سَقَاءً، سَقِيًّا پانی پلانا۔ كَفَانَا كَفَى، كَفَايَةً کفایت کرنا، کافی ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء و سنن ابی داؤد فی الادب

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لیٹنے کا مسنون طریقہ

(۱۴۶۴) وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ". رواه الترمذی وقال حدیث حسن ورواه ابو داؤد من رواية حفصة رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر یہ کلمات پڑھتے: "اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعُ عِبَادَكَ" اے اللہ! اس روز اپنے عذاب سے بچانا جس روز تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ انسان کو ہر وقت اللہ کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہئے، کسی بھی وقت اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے اور ایسے اعمال کرنے چاہئیں جس سے اللہ پاک خوش ہو جائے، تاکہ روز محشر عذاب الہی سے محفوظ رہے۔

فائدہ: یہ دعاء دن میں بھی پڑھ سکتے ہیں، البتہ رات کے وقت میں پڑھنا مسنون ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت بھی یہ دعاء پڑھی ہے۔

فائدہ: بشمول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعائیں امت کی تعلیم کے لئے پڑھتے تھے۔

لغات: يَرْقُدُ (ن) رُقُوداً بمعنی سونا۔ خَدَّه رخسار۔ قِنِي (ض) وَقَى، وَقَايَةً سے بچانا۔ تَبْعُ (ف) بھیجنا، بَعَثُ (س) نیند سے بیدار ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات و ابی داؤد فی الادب

راوی حدیث: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صاحب السران کا لقب تھا، کبار صحابہ میں سے ہیں۔

کتاب الدعوات

دعاؤں کا بیان

باب فضل الدعاء

دعاء کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ. (سورہ غافر: ۵۵)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست کو قبول کر لوں گا۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. (سورہ الاعراف: ۵۵)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: تم لوگ اپنے پروردگار سے دعاء کیا کرو تذللیل ظاہر کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی، واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو حد سے نکل جاویں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ. (سورہ البقرہ: ۸۶)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں، منظور کر لیتا ہوں عرض درخواست کرنے والے کی، جب وہ میرے حضور درخواست کر دے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ. (سورہ النمل: ۶۲)

ترجمہ: ارشاد خداوندی ہے: وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔

تشریح: دعاء عبادت ہے بلکہ اس کی مغز اور روح ہے، دعاء صرف اللہ پاک سے ہی کرنی چاہئے، وہی تمام پکاروں اور دعاؤں کو سننے والا ہے، اس کی ذات ہی تمام حاجات و ضروریات کو پورا کرنے والی ہے اور تمام مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات دینے والی، ہم دعاؤں کے محتاج ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ دعاء کرتے رہیں۔

دعاء کرنی چاہئے اور کرتے ہی رہنا چاہئے، ہمارا کام دعاء کرنا ہے قبول کرنا اللہ سبحانہ تعالیٰ کا کام ہے، وہ دعائیں ضرور قبول کرتا ہے، بشرطیکہ ہماری دعائیں بھی تمام شرائط و آداب کے ساتھ ہوں، پھر یہ بھی کہ دعاء دل سے کی جائے اور مکمل توجہ کے ساتھ ہو، رٹ یا الفاظ کی نقالی نہ ہو، کسی نے کیا خوب کہا ہے

دعاء تو دل سے کی جاتی ہے زبان سے نہیں..... قبول تو ان کی بھی ہوتی ہے جن کی زبان ہی نہیں

فائدہ: دعاء کی قبولیت کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) جیسے دعاء کی ویسے ہی فوراً قبول ہوگئی۔

(۲) دعاء ابھی کی اور قبول کچھ عرصہ کے بعد ہوئی۔

(۳) دعاء کسی نعمت کے لئے کی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آنے والی مصیبت کو اس کے بدلے ٹال دیا اور ختم کر دیا۔

(۴) دعاء دنیا کے کسی کام کے لئے کی اور اس کی قبولیت یعنی اس کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔

دعاء ہی عبادت ہے

(۱۴۶۵) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. رواه

ابو داود

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعاء ہی عبادت ہے۔

تشریح: دعاء نام ہے اپنی عاجزی و بے چارگی کا اظہار کرنا، اللہ سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے اپنی ناپاقتی، پستی، فردنی

اور ندامت کا اظہار کرنا ہے۔

دعاء عبادت کی اصل جڑ، بنیاد اور روح ہے، دعاء صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہذا صرف اس سے ہی کرنی چاہئے، کسی اور سے دعاء

کرنا ناجائز ہے۔

لغات: الدُّعَاءُ بمعنی پکارنا، دعاء کرنا، دَعَاءٌ، دَعْوَةٌ دُعَاءٌ۔ الْعِبَادَةُ عِبَادَةٌ (ن) عِبَادَةٌ، عِبَادَةٌ عِبَادَةٌ کرنا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داود کتاب الصلوٰۃ والترندی فی الدعوات (باب الدعاء مخ العبادۃ)

راوی حدیث: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے

(۱۴۶۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا سِوَى ذَلِكَ. رواه ابو داود باسنادٍ جيدٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند کرتے تھے اور اوروں کو چھوڑ

دیتے تھے۔

تشریح: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جامع کلمات سے دعاء کیا کرتے تھے، جامع دعاء کا مطلب ہے الفاظ تھوڑے ہوں اور مفہوم بہت وسیع ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسنون الفاظ میں دعائیں کی جائیں، اس لئے کہ ایک تو وہ جامع دعائیں ہیں دوسری بات یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں تاثیر بھی ہے اور برکت بھی۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ (باب الدعاء) والطبرانی واہن حبان

راوی حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے یہ دعاء مانگتے تھے

(۱۳۶۷) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرَ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ "اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ". متفق عليه

وزاد مسلم فی روایتہ قال: وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ بِهَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا فِيهِ. مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دعاء فرماتے تھے تو کسی بھی کلمات کے ساتھ دعاء مانگتے مگر ان کلمات کو اس میں ضرور شامل فرماتے تھے۔

تشریح: مذکورہ دعاء جامع مانع دعاء ہے، "اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے ربا دنیا میں بھلائی دے یعنی اعمال خیر کی توفیق دے، اس میں ترغیب ہے کہ دنیا میں صرف دنیا نہیں بلکہ بھلائی طلب کرنی چاہئے۔ مطلب یہ کہ دنیا بھی اس طرح دے کہ وہ ہمارے لئے بھلی ثابت ہو، دین و دنیا کا فائدہ ہو، سکون و اطمینان کا ذریعہ ہو، نیکی اور خیر خواہی کرنے کا سبب ہو اور دنیا میں کی گئی نیکیوں کا صلہ آخرت میں جنت ہو اور ہمیں عذاب نار سے بچانا۔ حج و عمرہ کے دوران یہ دعاء کثرت سے پڑھنی چاہئے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

خلاصہ کلام: اس دعاء میں دنیا کی ہر نعمت اور بھلائی کا سوال ہے اور آخرت کی تمام نعمتوں کا سوال اور ہر قسم کے عذاب سے حفاظت کی التجا ہے۔

لغات: دُعَاء بمعنی دعاء کرنا۔ حَسَنَةً (ک، ن) بمعنی حسین و خوبصورت ہونا اور باب افعال سے احسان کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الذکر والدعاء وایضاً صحیح مسلم

راوی حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ سے ہدایت مانگنی چاہئے

(۱۴۶۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ :

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالعَفَاةَ وَالعِغْنَى . رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء فرماتے تھے، ”اللَّهُمَّ

إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالعَفَاةَ وَالعِغْنَى“

اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

تشریح: حدیث بالا میں ہدایت کا سوال ہے، ہدایت بہت بڑی نعمت ہے، جس کو ہدایت مل گئی گویا کہ اس کو سب کچھ مل گیا،

ہدایت سے محرومی گویا کہ تمام امور خیر سے محرومی ہے۔

ہدایت سے مراد خیر کی طرف رہنمائی اور خیر کی توفیق اور استقامت ہے۔ تقویٰ، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے تمام اوامر کو بجالانا اور تمام

منہیات سے رکنا یہ تقویٰ ہے اور مشتبہ امور سے بھی اجتناب کرنا ہے۔ عَفَاةٌ عفت، پاکدامنی، گناہوں سے بچنا ہے۔ عِغْنَى

لوگوں سے بے نیاز ہو جانا اور ساری امیدیں صرف اور صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ سے وابستہ کرنا یہ ہے، یہ دعاء بھی بڑی جامع دعاء

ہے۔

لغات: الْهُدَى، هُدَى (ض، افتعال) ہدایت پانا۔ التَّقَى، اتقى بمعنی تقویٰ۔ الْعَفَاةَ (ض) پاکدامن ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء واحمد

راوی حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دنیا و آخرت کی بھلائیاں

(۱۴۶۹) وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ ، ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي

وَارْزُقْنِي“ . رواه مسلم

وَفِي رِوَايَةٍ: لَهُ عَنْ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي فَقَالَ قُلْ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي فَإِنَّ هَؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ."

ترجمہ: حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب کوئی شخص مسلمان ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے اسے نماز کی تعلیم دیتے پھر ان کلمات کے ساتھ دعاء کرنے کا حکم فرماتے، "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي"۔ اے اللہ! مجھ کو بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور عافیت بخش اور روزی عطا فرما۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

ایک دوسری روایت میں (انہی راوی) سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! جب ہم اللہ سے دعاء مانگنا چاہیں تو کیسے مانگیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح مانگو! "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي"۔ اے اللہ! مجھ کو بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے روزی عنایت فرما، پس یہ کلمات تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیوں کو جمع کر دیں گے۔

تشریح: مذکورہ دعاء میں بھی بخشش، رحم و کرم، ہدایت و غفور و درگزر اور رزق حلال و طیب کی دعاء کی تعلیم ہے۔ یہ دعاء بھی جامع دعاء ہے، اس میں عافیت کا بھی سوال ہے، عافیت بہت بڑی نعمت ہے، انسان کو ہر وقت اللہ سبحانہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا چاہئے۔ رزق کا بھی سوال کرنا چاہئے۔ رزق میں وسعت اور فراخی یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

فائدہ: حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دعاء کرنا بھی سیکھتے تھے، دعاء کا سیکھنا اور سکھانا یہ بھی تعلیم کا حصہ ہے۔

خلاصہ کلام: اس حدیث میں دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی، کامرانی اور خوشحالی کا تذکرہ ہے۔

لغات: عَافِنِي (ض) بمعنی عافیت۔ ارْحَمْنِي (س) بمعنی رحم دل ہونا، رحم کرنا۔ تَجْمَعُ (جَمَعَ) (ف) جمع کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء (باب فضل الدعاء) و احمد و ابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

استقامت کے لئے دعاء

(۱۴۷۰) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ" اے اللہ! تو ہمارے دلوں کو طاعت کی طرف پھیر دے۔ رواہ مسلم

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بڑی اہم ہے، اس میں نیکی پر استقامت کی دعاء ہے، انسان کا دل موج، مستی اور حوادث کی زد میں رہتا ہے، یہ حالات اور حادثات اس کو ادھر ادھر پھیرتے رہتے ہیں، اللہ سبحانہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد و نصرت شامل حال نہ ہو تو بہت سے موقعوں پر انسان کا دل کج ہو سکتا ہے، اس لئے اس میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کی گئی ہے کہ دلوں کی کجی سے اور برائی کی طرف پھیرنے سے محفوظ فرما اور اس دل کو اپنی طرف پھیرے رکھ، دلوں کو پھیرنے کی ساری طاقت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

لغات: مُصَرِّفٌ (ض) پھرانا، ہٹانا، صَرِّفَ پھیرنا، گھمانا۔ قُلُوبٌ جمع ہے قَلْبٌ کی بمعنی دل۔ طَاعَتِكَ بمعنی اطاعت، فرمانبرداری، اطاع، اطاعة.

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب القدر والنسائی واحمد

راوی حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے بھی پناہ مانگنا چاہئے

(۱۴۷۱) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَعَوَّذُوا

بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ". متفق عليه

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ سُفْيَانُ أَشْكُ أَنْي زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: "تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ" مصیبت کی

مشقت سے اور بدبختی کے آنے سے اور بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو۔

تشریح: حدیث مبارکہ میں جہدِ البلاء، ذرکِ الشقاء، سوءِ القضاء اور شماتۃِ الأعداء سے پناہ مانگنے کی دعاء ہے۔

جہدِ البلاء ایسی مشقت اور تکلیف جو انسان کے لئے ناقابل برداشت ہو اور وہ اسے ٹالنے پر بھی قادر نہ ہو وہ جہدِ البلاء ہے، اس کی مختلف صورتیں ہیں ان میں سے ایک صورت قلت مال اور کثرت عیال بھی ہے۔

ذرکِ الشقاء شقاوت یہ سعادت کی ضد ہے یعنی بد بختی اور نقصان مراد ہے یعنی ہمیں نقصان اور بد بختی سے محفوظ فرما۔

سوءِ القضاء نقصان مراد ہے یعنی نقصان والے فیصلوں، کاموں سے محفوظ فرما۔

شماتۃِ الأعداء دشمن کی خوشی کو کہتے ہیں یعنی ہمیں ایسے المناک حوادث سے دوچار نہ فرما جن سے دشمن خوش ہو جائے۔

قال سفیان أشک سے سفیان کہتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ میں نے اس میں ایک چیز کا اضافہ کر دیا ہے یا نہیں وہ کونسا جملہ ہے؟ لیکن دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے وہ شماتۃِ الأعداء ہے۔

لغات: جہد بمعنی مشقت۔ البلاء بمعنی مصیبت۔ الذرک بمعنی پانا، ادراک کرنا۔ سوء بمعنی برائی۔ القضاء بمعنی تقدیر، فیصلہ۔ شماتۃ بمعنی خوش محسوس کرنا۔ الأعداء جمع ہے عدو بمعنی دشمن۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب القدر صحیح مسلم والنسائی واجمہ

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دین و دنیا کی درستگی کے لئے

(۱۲۷۲) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةٌ أُمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ دعاء فرماتے تھے، "اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةٌ أُمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ" اے اللہ! میرے اس دین کو درست فرما دیجئے جو میرے تمام معاملات کی پناہ گاہ ہے اور میری اس دنیا کو درست کر دیجئے جس میں میرا معاش اور زندگی

گزارنا لکھا ہے اور میری آخرت کو بھی درست فرمادیتے جس کی طرف میرا لوٹ کر جانا ہے اور میری زندگی ہر نیک کام کرنے میں زیادہ کر اور موت کو میرے لئے ہر شر سے آرام کا سبب بنا۔

تشریح: حدیث بالا میں بھی مذکورہ دعاء بڑی جامع دعاء ہے، اس میں دین، دنیا اور آخرت کی بھلائی کی دعاء ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ہر قسم کی بھلائی کی دعاء کرنی چاہئے، یہی عبادت ہے، یہ دعاء بھی جوامع الکلم میں سے ہے۔

لغات: عِصْمَةُ بچاؤ، ڈھال، حفاظت۔ مَعَايِشِي معیشت، زندگی گزارنے کی جگہ۔ مَعَادِي لُوٹنے کی جگہ، آخرت مراد ہے۔ تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء والطبرانی فی الصغیر، ۱۲۸

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہدایت اور استقامت کی دعاء

(۱۳۷۳) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قُلْ: "اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي".

وَفِي رِوَايَةٍ: "اللَّهُمَّ أَنْتَ أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالسَّادِدَ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعاء مانگا کرو، "اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي" اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور سیدھا رکھ۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے، "اللَّهُمَّ أَنْتَ أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالسَّادِدَ" اے اللہ! آپ سے ہدایت اور استقامت کا سوال کرتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ دعاء بھی جامع دعاء ہے، کیونکہ اس میں ہدایت پر استقامت کی دعاء ہے اور اعمال کی درستگی کا بھی سوال ہے یعنی ہر درست طریقہ اور سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ بعض حضرات نے اس کے معنی استقامت اور میانہ روی سے کئے ہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جس طرح پل صراط پہ چلنا مشکل ہوگا اسی طرح دنیا میں صراط مستقیم پر چلنا بھی مشکل ہے، اس لئے انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم پر چلنے کی دعاء کرنی چاہئے۔

لغات: اهْدِنِي، الْهُدَى، هُدَى، هِدَايَةٌ سے بمعنی ہدایت پانا، راہ راست پر ہونا، افعال سے راستہ دکھانا، رہبری کرنا۔

سَدِّدْنِي (ض، س) ٹھیک با۔ کرنا، تفعیل سے درست، ٹھیک ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والنسائی والبیہقی فی الدعوات

راوی حدیث: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دس چیزوں سے پناہ مانگتے تھے

(۱۴۷۴) وَعَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ". وَفِي رِوَايَةٍ: "وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرَّجَالِ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعاء فرماتے تھے، "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" اے اللہ! بے شک میں تجھ سے عجز سے اور سستی سے اور بزدلی اور بہت زیادہ بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذابِ قبر سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کی آزمائش سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اور ایک روایت میں "وَضَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرَّجَالِ" کہ قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے بھی پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔

تشریح: مذکورہ دعاء میں بھی ان امور سے بچنے کی دعاء ہے جو انسان کے لئے دین، دنیا اور آخرت کے حساب سے مضر ہیں الْعَجْزِ عاجز ہونا، یعنی آدمی خیر کے کام کرنے کی قدرت نہ رکھے۔ الْكَسَلِ بھلائی کے کام کرنے پر طبیعت تو آمادہ ہو مگر سستی کی وجہ سے نہ کر پاتا ہو۔ الْجُبْنِ بزدلی، یہ ضد ہے شجاعت یعنی بہادری کا۔ الْهَرَمِ ایسا بڑھاپا جو انسان کو ہر کام سے روک دے یا عمر کا وہ حصہ مراد ہے جس میں انسان تمام کاموں میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ الْبُخْلِ کنجوس، بخیل نہ خود نفع اٹھاتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ اٹھانے دیتا ہے، یہ تمام بیماریاں ہیں، ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور ہمیں بھی پناہ مانگنی چاہئے۔

لغات: الْعَجْزُ (س) عاجز، لاچار ہونا، کبھی بے وقوف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ الْكَسَلُ (ن) کسلاست ہونا، کابل ہونا۔ الْجُبْنُ بمعنی بزدلی کے ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء، سنن الترمذی فی الدعوات والبی داود

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قعدہ اخیرہ کی وہ دعاء جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی (۱۳۷۵) وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: عَلَّمَنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: قُلْ: "اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ". رواه مسلم

وَفِي رِوَايَةٍ: وَفِي بَيْتِي، وَرَوَى ظُلْمًا كَثِيرًا، وَرَوَى كَبِيرًا بِالنَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ فَيَنْبَغِي أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيَقَالَ: كَثِيرًا كَبِيرًا.

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے ایسی دعاء سکھا دیجئے جسے میں نماز میں مانگا کروں: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ کہا کرو: "اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ". اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں، پس تو اپنی خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحمت نازل فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، وَفِي يَعْنِي "صَلَاتِي" کی جگہ بَيْتِي اور "كَثِيرًا" کی جگہ "كَبِيرًا" ہے، لہذا مناسب ہے کہ ان دونوں کو جمع کر لیا جائے اور "كَثِيرًا كَبِيرًا" ثناء اور براء دونوں کے ساتھ آتی ہے لہذا دونوں کو ملا کر پڑھنا چاہئے یعنی بہت زیادہ اور بڑے بڑے۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بہت ہی جامع دعاء ہے، یہ دعاء بعد التشہد قبل السلام پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ علامہ ابن الدقیق بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس دعاء کو درود شریف کے بعد پڑھا جائے۔ علامہ کرمائی بھی اس کے قائل ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر اوقات کی دعاؤں میں بھی یہ دعاء پڑھی جاسکتی ہے۔ اس دعاء میں مغفرت، رحم، فضل و کرم کا سوال ہے۔

لغات: عَلَّمَنِي باب تفعیل سے سکھانا، (س) معلوم کرنا، جاننا۔ ظَلَمْتُ (ض) ظلم کرنا، افعال، اندھیرا ہونا۔ الذُّنُوب جمع ہے ذَنْب کی بمعنی گناہ۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات و صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والترندی

راوی حدیث: یار غار، خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا اصل نام عبد اللہ تھا، سب سے پہلے اسلام قبول کیا، سفر ہجرت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی رہے، قرآن پاک میں بھی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ہر قسم کے گناہوں کی معافی کے لئے دعاء

(۱۴۷۶) وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ، "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَأَسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جَدِّي وَهَزْلِي وَخَطِيئِي وَعَمْدِي وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ وَأَنْتَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعاء فرماتے تھے، "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَأَسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جَدِّي وَهَزْلِي وَخَطَايَا وَعَمْدِي وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ وَأَنْتَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" اے اللہ! میری خطا، میری جہالت اور معاملات میں حد سے تجاوز اور وہ گناہ جس کا آپ کو مجھ سے بھی زیادہ علم ہے معاف فرما۔ اے اللہ! جو بات میں نے قصداً کی دل لگی میں کی اور بھول چوک والے بھی اور غلطی سے کئے ہوئے بھی اور یہ سب باتیں مجھ میں موجود ہیں تو ان سب کو معاف فرمادے۔ اے اللہ! گلے پچھلے، خفیہ اور اعلانیہ اور جن کا آہ کو مجھ سے زیادہ علم ہے سب کو بخش دے، تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام گناہوں کی معافی کے باوجود بارگاہ الہی میں کس طرح اپنی کوتاہیوں کے لئے معافی کی درخواست کرتے تھے، اس میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے کہ ہم توبہ و استغفار سے غفلت نہ برتیں اور انتہائی عاجزی سے اپنے ہر قسم کے تمام گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی کی التجا کریں۔

جہلی سے ایسے گناہ مراد ہیں جو نادانی میں ہوئے ہوں۔ جَدِّي وَهَزْلِي سے مراد وہ گناہ جو جانکاری یا مذاق میں ہوئے ہوں۔ بہر حال بندے کو ہمیشہ اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ہر قسم کی گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ اپنی ندامت، عاجزی اور اپنے قصوروں کا اعتراف کرنا چاہئے۔

لغات: جہلی (س) جہل جہلاً جاہل ہونا، نہ جاننا، باب تفعیل سے ہو تو بتکلف جاہل بنا۔ خَطِيئَتِي خَطَاً (ض) غلطی کرنا، بھول چوک کرنا۔ اَسْرَافِي اسراف کرنا، تجاوز کرنا۔ اَسْرَرْتُ سر سے ہے بمعنی چھپ کر کے کرنا، مخفی گناہ کرنا۔ تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات و صحیح مسلم و احمد

راوی حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گناہوں کے شر سے پناہ مانگنا

(۱۴۷۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ

، "اللَّهُمَّ أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعاء میں یہ کلمات فرمایا کرتے تھے، "اللَّهُمَّ أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ" اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس عمل کی برائی سے جو میں کرگزرا اور اس کی برائی سے بھی جو ابھی نہیں کیا۔

تشریح: مذکورہ دعاء بھی بڑی جامعیت کی دعاء ہے، کیونکہ اس میں ہر قسم کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، بسا اوقات انسان اچھے اعمال کرتا ہے، لیکن اس میں ریا کاری یا عجب کا جذبہ شامل ہو جاتا ہے، جو اچھے سے اچھے نیک عمل کو بھی برباد کر دیتا ہے، اس میں اسی شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

فائدہ: حدیث بالا سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ چاہے انسان کتنا ہی بڑا نیک عمل کرے اس میں تکبر و عجب نہیں آنا چاہئے، بلکہ اس میں عاجزی و انکساری ہونی چاہئے اور ہر وقت اللہ پاک کا خوف ہو۔

لغات: شَرٌّ یہ اسم تفضیل ہے، ہمزہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے، بمعنی برائی کے ہے۔ عَمِلْتُ عَمَلًا (س) سے عمل کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم فی الذکر والدعاء و کذا رواہ ابو داؤد والنسائی

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نعمت کے ختم ہونے سے پناہ مانگنا

(۱۴۷۸) وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ".

رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دعاء کے یہ کلمات بھی

تھے، ”اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخِيْطِكَ“
اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے چھن جانے سے اور عافیت کی تبدیلی سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔

تشریح: یہ دعاء بھی بڑی جامع ہے، ہر انسان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان نعمتوں کا احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے جب وہ کسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے، آنکھ، کان، زبان، صحت، مال اولاد اس طرح کی بے شمار نعمتیں ہیں، دعاء کی جارہی ہے کہ یا اللہ جتنی بھی نعمتیں تو نے دی ہیں کسی سے محروم نہ کرنا۔ عافیت کا مطلب ہے انسان بیماری، غم و حزن اور مصیبتوں سے بچا رہے، اس عافیت سے پھر جانے کا مقصد یا محروم ہونے کا مطلب ہے انسان تکلیفوں اور آزمائشوں میں گر جائے، یہ تحول عافیت ہے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ ناگہانی عذاب، اچانک موت سے پناہ مانگی جارہی ہے۔ وَجَمِيْعِ سَخِيْطِكَ ہر قسم کی سخطی، ناراضگی سے پناہ مانگی جارہی ہے۔

لغات: زَوَالِ زَوَالٍ (ن) زائل ہونا، ختم ہونا، ہٹنا۔ تَحَوُّلِ (ن) حَوْلًا ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا۔
تفعل سے ہو تو ایک چیز سے رخ پھیر کر دوسری طرف رخ کرنا۔ سَخِيْطِكَ (س) غضبناک ہونا۔

تخریج حدیث: رواہ مسلم فی کتاب الرقاق و فی الدعاء

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تعوذ و دعاء

(۱۴۷۹) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ :
”اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكَّاهَا
اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ
نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا“۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ بھی دعاء فرماتے تھے، ”اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا

وَزَكَهَا أَنْتَ خَيْرٌ مَن زَكَهَا أَنْتَ وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ
وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا“ اے اللہ! لا چاری اور سستی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور بخل،
بڑھاپے اور عذاب قبر سے بھی، اے اللہ! میرے نفس میں تقویٰ پیدا کر اور اسے پاک کر دے تو بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس
کا کارساز اور اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں غیر نافع علم اور ایسے دل سے جس میں خشوع خضوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جس کا
پیٹ نہ بھرتا ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ ہوتی ہو تجھ سے (ان سب کے بارے میں) پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں عجز، کسل، بخل اور بوڑھاپے سے پناہ اور تزکیہ نفس، صبر قناعت اور دعاء مستجابہ کی دعاء ہے، جن
چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے وہ نیکی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ ہَرَم سے مراد ایسا بڑھاپا ہے جس میں انسان ہر کام میں دوسرے کا
محتاج بن کر رہ جاتا ہے۔ ایسے بڑھاپے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارذل العمر سے بھی پناہ مانگی ہے۔ یہ عمر کا وہ حصہ ہے جس میں انسان کے حواس معطل ہو کر رہ
جاتے ہیں۔

عذاب قبر سے بھی پناہ مانگی ہے، یہ بھی ایک آزمائشی مرحلہ ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو عذاب قبر سے محفوظ فرمائے اور اس حدیث میں
تقویٰ کا سوال ہے، تقویٰ مقبول اعمال کی بنیاد ہے، اگر تقویٰ کے چراغ سے دل کو روشن کیا جائے تو ایمان و اعمال کی حرارت میں
اضافہ ہوتا ہے۔ وَزَكَهَا سے تزکیہ نفس، تصوف مراد ہے۔

اور پھر آخر میں علم نافع، قلب خاشع اور نفس مطمئنہ و دعاء مستجابہ کا سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بھلائیاں عطا فرمائے اور ہر قسم کے شر
سے حفاظت فرمائے۔

لغات: الْعِجْزُ (عجز، ان) عاجز ہونا، قادر ہونا۔ كَسَلٌ (س) کاہل ہونا، ست ہونا۔ اَلْهَرَمُ (س) بہت بوڑھا ہونا، یعنی عمر
کا وہ حصہ مراد ہے جس میں انسان دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ لَا تَشْبَعُ (س) شَبَع سے شکم سیر ہونا۔ قَلْبٍ قَلْبٍ مفرد ہے
اس کی جمع قُلُوبٌ آتی ہے بمعنی دل۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء و رواہ الترمذی

زاوی حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام سیرات سے معافی کی درخواست

(۱۴۸۰) وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ : "اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَالْيَاكُ أَنْبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَالْيَاكُ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" . متفق عليه

زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" .

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے، "اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَالْيَاكُ أَنْبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَالْيَاكُ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" اے اللہ! میں آپ کے لئے اسلام لایا ہوں اور آپ پر ایمان لایا اور آپ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں اور آپ ہی سے فیصلہ کراتا ہوں، آپ میرے اگلے پچھلے، چھپکے سے کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی گناہوں کو معاف فرمادیں، آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ معبود برحق ہیں، بعض روایات میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ نہیں ہے کوئی مصیبت کوٹالنے والا اور نیکی کی طاقت دینے والا آپ کے سوا۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ انسان ہر معاملے میں مکمل رجوع اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف کرے، اس کی رضاء اور اس کے حکموں کو سامنے رکھے اور اسی کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ دوستی دشمنی کا معاملہ رکھے، یعنی بندہ خدا کا مکمل بھروسہ، توکل اس ذاتِ اَحَدُ پر ہو اور تمام معاملات میں رجوع بھی اس ذاتِ بے نیاز کی طرف ہو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر مسلمان کو اس دعاء پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لغات: أَسْلَمْتُ (س) محفوظ رہنا، نجات پانا اور باب افعال سے أَسْلَمَ اسلام لانا، مسلمان ہونا، فرمانبردار ہونا۔ أَسْرَرْتُ بمعنی راز، بھید سِرُّ مفرد اس کی جمع اسرار آتی ہے۔ أَعْلَنْتُ (ض، ن) ظاہر ہونا، واضح ہونا، افعال سے اعلان کرنا۔ خَاصَمْتُ خَاصَمَ سے بھی، جھگڑا کرنا، جھگڑا ہونا۔ أَنْبْتُ بمعنی رجوع کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری فی التہجد والدعوات صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مالداری اور فقر کے فتنہ سے پناہ مانگنا

(۱۳۸۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ

الْكَلِمَاتِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا فرماتے تھے: "اللَّهُمَّ

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ" اے اللہ! میں آپ کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں

آگ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے اور مالداری اور فقر کے شر سے۔

تشریح: حدیث بالا میں مالداری، تو نگری کے شر اور تنگدستی فقر کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، مالداری کا شر تو یہ ہے کہ انسان

مال و دولت کی محبت و حرص میں اس طرح مبتلا ہو جائے کہ اس کے حصول میں حلال و حرام میں بھی تمیز نہ کرے یا اس میں تکبر، بخل،

اسراف اور تبذیر کی عادت پڑ جائے تو یہ تو نگری کا شر ہے۔

فقر کا شر، غربت کا شر یہ ہے کہ انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے مایوس ہو جائے یا اللہ رب العزیز کی تقدیر پر ناراضگی کا

اظہار کرے یا امانت و دیانت سے انحراف کرے یا فقر کی وجہ سے نعوذ باللہ کفریہ اقوال و اعمال کا مرتکب ہو جائے تو یہ فقر کا شر

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقر سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، ایک حدیث میں آتا ہے "كاد الفقر ان يكون كفراً" اللہ پاک ہم

سب کو مالداری، تو نگری کے شر سے اور فقر کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خلاصہ کلام: حالت غنی میں اعتدال ہو اور حالت فقر میں صبر ہو۔

لغات: فِتْنَةٌ بمعنی آزمائش اس کی جمع فِتْنَنٌ آتی ہے۔ الْغِنَى غِنًى بمعنی مالدار ہونا، استفعال سے بے نیاز ہونا۔

الْفَقْرُ (ض، ن، ک) بمعنی مفلس ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد فی الصلوٰۃ باب الاستعاذۃ

راوی حدیث: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

برے اخلاق اور خواہش نفسانیہ سے پناہ مانگنا

(۱۳۸۲) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عُلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ". رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ" اے اللہ! میں برے اخلاق اور اعمال اور خواہشات سے پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ میں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے پناہ مانگنے کی دعاء ہے، کیونکہ برائی چاہے اخلاق، اعمال اور خواہشات کی صورت میں ہو اس سے انسان کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں، مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، جھوٹ، چغلی، تہمت اور حسد وغیرہ یہ تمام برائیاں اس میں ہیں جن سے معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور انسان کا ایمان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جب مذکورہ برائیوں سے بچنے کی استدعا کی جا رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اخلاق کریمہ اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی دعاء ہے۔

لغات: مُنْكَرَاتِ یہ جمع ہے مُنْكَرٌ کی بمعنی برائی چاہے قول کی صورت میں ہو یا فعل کی صورت میں۔ الْاَخْلَاقِ، خُلُقٌ بمعنی اخلاق، اچھی ادائیں۔ الْاَهْوَاءِ، هَوَايَ، هَوِيٌّ، هَوِيَّةٌ خواہش کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الدعوات ورواہ الحاكم وابن حبان فی صحیحہ

راوی حدیث: حضرت زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ، قبیلہ ثقیف سے تعلق تھا، کبار تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کی وفات 153ھ میں ہوئی ہے۔

اعضاء کے شر سے بچنے کے لئے ایک جامع دعاء

(۱۴۸۳) وَعَنْ شَكْلِ بْنِ الْحَمِيدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَعْلَمَنِي دُعَاءَ قَالَ: قُلْ "اللَّهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِي". رواه ابو داود و الترمذی

ترجمہ: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی دعاء سکھائیے، تو فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کرو، "اللَّهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي وَمِنْ

شَرَّ قَلْبِي وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي“ اے اللہ! میں اپنے کان، آنکھ، زبان اور دل اور اپنی شرمگاہ کی برائی، شر سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔
تشریح: حدیث پاک میں کان، آنکھ، زبان، دل اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی تعلیم اور ترغیب دی جا رہی ہے اور ان کو غلط استعمال کرنے سے پناہ مانگی جا رہی ہے، کیونکہ ان کا غلط استعمال انسان کو عند اللہ مجرم بنا دیتا ہے، قیامت کے دن اس سے ان چیزوں کی باز پرس ہوگی۔

مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ كَانِ كَالشَّرِّ جَهْوَتِ، تَهْمَتِ، غَيْبَتِ، كَانَا، بَجَانَا، مَوْسِقِيٍّ وَغَيْرِهِ كَالسَّنَائِيْحِ بَاتٍ نَهْ سَنَائِيْحِ بَهِيْ كَانِ كَالشَّرِّ هِيْ۔
 وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ نَا مَحْرَمِ عَوْرَتُوْنَ كُوْدِيْ كَهْنَا، بِدَنْظَرِيْ وَغَيْرِهِ كَرِنَا يَدَا لِكُلِّ قَدْرَتِ كَا مَشَاهِدَةٌ نَهْ كَرِنَا يَهْ اَنْكُهَوْنَ كَالشَّرِّ هِيْ۔
 وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ جَهْوَتِ بَوْلِنَا، كَالْمُكَلْبُوْجِ دِيْنَا، تَهْمَتِ لِكَا نَا اُوْر كُوسِيْ كُوْبَرِ الْعَقَابِ سِيْ يَكَا رِنَا يَحْتِ بَاتٍ نَهْ كَهْنَا وَغَيْرِهِ يَهْ زَبَانِ كَانِ هِيْ۔

وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي اللّٰهُ سَجَانُهُ وَتَعَالَى كِهْ عِلَاوَهْ كُوسِيْ اُوْر كِيْ مَحْبَتِ دَلِّ مِيْنِ رَكُهْنَا يَهْ دَلِّ كَالشَّرِّ هِيْ۔

فائدہ: دل کی محبت سے مراد وہ محبت ہے جو ناجائز اور ممنوع ہے

وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ اِسْ كَا بَا مَحَاوْرَهْ مَعْنِيْ هِيْ اِعْضَاءُ مَسْتُوْرَهْ، شَرْمِگَا هْ كَالشَّرِّ لِيْعْنِيْ اِنْ كُوْنَا حَا زِرْ طَرِيْقَهْ سِيْ غَلَطِ جِگَهْ پَرِ اِسْتِعْمَالِ كَرِنَا، بَعْضِ حَضْرَاتِ نِهْ مَنِيِّيْ سِيْ مَوْتِ مَرَا دَلِيَا هِيْ، لِيْعْنِيْ بَرِيْ مَوْتِ سِيْ پِنَا هِيْ۔

لغات: سَمْعِيْ بِمَعْنِيْ كَانِ۔ بَصَرِيْ بِمَعْنِيْ اَنْكُهْ، نَظْرٌ۔ قَلْبِيْ قَلْبٌ اِسْ كِيْ جَمْعُ قُلُوْبٍ دَلِّ كُوْ كِهْتِهْ هِيْ۔

مَنِيِّيْ بِمَعْنِيْ مَنِيْ يَا اِعْضَاءُ مَسْتُوْرَهْ، شَرْمِگَا هْ وَغَيْرِهِ، بَعْضِ فَرَمَاتِهْ هِيْ اِسْ سِيْ مَرَا دِ مَوْتِ هِيْ۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد فی الصلوٰۃ (باب الاستعاذۃ) والنسائی

راوی حدیث: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی تھے، حدیث بالا کے علاوہ اور کوئی روایت ان سے منقول نہیں ہے۔

بیماریوں سے پناہ چاہنا

(۱۳۸۳) وَعَنْ اَنَسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ

اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُدَامِ وَسَيِّءِ الْاَسْقَامِ" . رواه ابو داود باسناد صحيح

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے "اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ

بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُدَامِ وَسَيِّءِ الْاَقْسَامِ" اے اللہ! میں برص اور جنون اور کوڑھ اور تمام بیماریوں سے تجھ

سے پناہ چاہتا ہوں۔

تشریح: حدیث بالا میں مختلف قسم کے امراض سے پناہ مانگنے کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے۔ **الْبَرَصِ** برص ایک قسم کی بیماری ہے، جس سے انسان کے جسم پر سفید داغ ہو جاتے ہیں۔ **الْجُنُونِ** فتور عقل اور خلل دماغ کا نام ہے۔ **الْجُدَامِ** کوڑ وغیرہ کی بیماری کو کہتے ہیں جس سے انسان کے اعضاء وغیرہ ناکارہ ہو جاتے ہیں یا اعضاء کٹنے لگتے ہیں۔ **وَسَيِّءِ الْأَسْقَامِ** ہر قسم کی مہلک، تکلیف دہ بیماریوں جیسے فالج، شکر، کینسر، لقوہ اور اندھا پن وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رکھے۔ آمین

لغات: **الْبَرَصِ** (س) **بَرَصِ** برص کی بیماری والا ہونا۔ **سَيِّءِ** بمعنی بری، **سَيِّئَةٌ** برائی کو کہتے ہیں۔ **الْأَسْقَامِ** جمع ہے سقم کی بمعنی بیماری۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بھوک اور خیانت سے پناہ چاہنا

(۱۴۸۵) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةَ". رواه ابو داؤد باسنادٍ صحيح

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء فرماتے تھے "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةَ" اے اللہ! میں بھوک سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بُرا سا تھی ہے اور خیانت سے بھی تجھ سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بُری خصلت ہے (یعنی بدترین دوست ہے)

تشریح: **بِئْسَ الضَّجِيعُ** بھوک سے پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بُرا سا تھی ہے یہاں بھوک سے مطلقاً بھوک مراد نہیں بلکہ وہ بھوک مذموم ہے جس سے انسان کا چین، سکون، بے چینی اور بے سکونی میں تبدیل ہو جائے اور عبادت و نیک کاموں میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جائے۔ **فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةَ** اور اور خیانت سے بھی پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بُری خصلت ہے۔ خیانت بُری اور

نہایت ہی گندی عادت ہے، ایک حدیث میں آتا ہے کہ ”لا ایمان لمن لا امانة له“ گویا کہ جہاں خیانت ہوتی ہے وہاں ایمان نہیں ہوتا، ایمان سے کامل ایمان مراد ہے۔

لغات: الْجُوع (ن) جُوعاً بمعنی بھوکا ہونا۔ الضَّجِيعُ (ف) ضَجَعُ پہلو کے بل لیٹنا، ضَجِيعُ ساتھ لیٹنے والا۔

الْخِيَانَةُ (ن) خَانَ، خِيَانَةٌ خیانت کرنے والا۔ الْبِطَانَةُ (ف) پوشیدہ ہونا، (ن) داخل ہونا۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد فی الصلوٰۃ باب الاستعاذہ والنسائی وابن حبان

راوی حدیث: سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قرض کی ادائیگی کی دعاء

(۱۴۸۶) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ مُكَاتِبًا جَاءَهُ فَقَالَ أَنِّي عَجَزْتُ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي قَالَ أَلَا أَعْلَمُكَ

كَلِمَاتٍ عَلَّمْنِيَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا أَدَاهُ اللَّهُ

عَنْكَ قُلْ: ”اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ“ . رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب آیا (غلام) اور کہنے لگا کہ میں بدل کتابت (یعنی

وہ مال جو میرے آقا نے مجھے آزاد کرنے کے لئے میرے اوپر ذمہ کیا ہے) ادا کرنے سے عاجز ہو چکا ہوں، آپ میری مدد فرمائیں

، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سکھائے تھے؟

اگر تم پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے تم کو سبکدوش فرمادیں گے، تو یہ دعاء پڑھا کرو ”اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ

عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ“ اے اللہ! اپنے حرام سے حلال کے ذریعہ میری کفایت فرما اور اپنے

فضل کے ذریعے مجھے اپنے ماسوا سے مستغنی فرما۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں وارد شدہ دعا انسان کو قرض کی ادائیگی میں لوگوں سے بے نیاز کرنے کا ایک بہترین نسخہ ہے اور

مغرب عمل ہے، یہ مکاتب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بدل کتابت کی معاونت کے لئے حاضر ہوئے تھے اور حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو یہ دعاء سکھلائی اور فرمایا کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے مانگو وہ

تمہارے قرض کو ادا کر دیں گے، چاہے قرض پہاڑ جتنا کیوں نہ ہو۔

فائدہ (۱): قرض ادا کرنے سے مراد، قرض کی ادائیگی کے اسباب مہیا کریں گے۔

فائدہ (۲): مکاتب وہ غلام ہوتا تھا جو اپنے مالک سے معاہدہ کر لیتا تھا کہ میں اتنی رقم ادا کر دوں گا تو آزاد ہو جاؤں گا۔

لغات: کَلِمَاتِ جمع ہے کَلِمَةٌ کی بمعنی کلمہ۔ جَبَلِ اس کی جمع جِبَالِ آتی ہے، بمعنی پہاڑ۔ دَيْنًا اس کی جمع دُيُونٌ آتی ہے، باب دَانَ دَيْنًا سے بمعنی قرض کے۔ اَكْفِيْنِي سے بمعنی کافی ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب الدعوات والحاکم

راوی حدیث: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہدایت کی دعاء

(۱۲۸۷) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ أَبَاهُ

حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُوَا بِهِمَا "اللَّهُمَّ الْهَمْنِي رُشْدِي وَأَعِزَّنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي". رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے والد حضرت حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعاء کے لئے یہ دو کلمات سکھائے "اللَّهُمَّ الْهَمْنِي رُشْدِي وَأَعِزَّنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي" اے اللہ! میرے دل میں ہدایت کو ڈال دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما۔

تشریح: مذکورہ حدیث مبارکہ بھی جومع الکلم میں سے ہے، کیونکہ اس میں ہدایت اور اس پر استقامت کا سوال ہے اور ہر قسم کے شر، معاصی وغیرہ سے حفاظت کا سوال ہے۔

فائدہ: ہدایت سے مراد اعمال خیر کی توفیق اور ہر موقع پر راہ راست کی نشاندہی ہے اور نفس کی شرارت سے محفوظ رکھنے کا مطلب ہے نفسانی خواہشات سے بچنا جو دین و دنیا کی ہلاکت کا باعث ہے۔

لغات: الْهَمْنِي، الْهَمَّ، الْهَامًا الهام کرنا، دل میں کسی بات کا ڈالنا۔ رُشْدِي بمعنی ہدایت (ن)۔ رُشْدًا، رُشْدًا ہدایت پانا اور مزید افعال سے اَرُشِدًا، اَرُشَادًا رہبری کرنا، رہنمائی کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب الدعوات واحمد والنسائی وابن حبان

راوی حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عافیت کے لئے دعاء

(۱۲۸۸) وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَعْلَمْنِي

شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَمَكَّنْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْلَمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ لِي، يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ اسَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعاء بتلا دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگا کرو، میں چند روز کے بعد پھر حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعاء بتلا دیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عباس، اے اللہ کے رسول کا چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگا کرو۔

تشریح: حدیث بالا میں عافیت کی دعاء ہے، عافیت میں دین و دنیا کی بھلائی کا سوال ہے، عافیت میں دین و دنیا کی سلامتی کا سوال ہے، ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، عافیت کہتے ہیں کہ آدمی ہر قسم کی بیماری اور مصیبت، تکلیف و پریشانی سے بچ جائے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ لفظ عافیت میں تمام ہی آفات ظاہری و باطنی سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

فائدہ: یہ دعاء سیکھنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور تین مرتبہ سوال کیا اور تینوں ہی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عافیت کا سوال کرنے کا فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عافیت بہت بڑی چیز ہے۔

لغات: فَمَكَّنْتُ (ن، ک) بمعنی ٹھہرنا، روکنا۔ عَمَّ، عَمَّ اس کی جمع اَعْمَامُ آتی ہے بمعنی چچا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات واحمد

راوی حدیث: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگے چچا تھے، غزوہ فسخ مکہ میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لارہے تھے، درمیان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے، غزوہ حنین میں شریک ہوئے، تقریباً 34ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

دین پر استقامت کے لئے دعاء

(۱۴۸۹) وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَمَا كَانَ أَكْثَرُ

دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ "يَا سَقْلَبَ

الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ". رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا، اے ام المؤمنین جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں ہوتے تو کون سی دعاء زیادہ تر مانگا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دعاء کو اکثر مانگا کرتے تھے: ”يَا مُقَلَّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّثْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ“ اے دلوں کو پلٹنے والے، میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بڑی اہمیت کی حامل ہے، دین پر ثابت قدمی، اولوالعزم لوگوں کا کام ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توفیق خاص کے بغیر ممکن نہیں، زندگی میں بہت سے موڑ آتے ہیں کہ انسان دین کے معاملے میں تساہل، غفلت، لاپرواہی یا اعراض و انحراف کا شکار ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے یہ دعاء انتہائی ضروری ہے، یہ دعاء کرنی چاہئے، بلکہ ہر وقت اور ہر ایک کو کرتے ہی رہنی چاہئے۔

فائدہ: مذکورہ دعاء میں ایمان پر استقامت اور حسن خاتمہ کا سوال ہے۔

لغات: مُقَلَّبَ . قَلْبَ (ض) پلٹ دینا اور سَمِيعَ سے بھی آتا ہے۔ ثَبِّثْ (ن) ٹھہرنا، وقار سے بیٹھنا، (ک) بہادر ہونا۔ دِينِكَ دین اس کی جمع ادیان آتی ہے بمعنی مذہب و ملت۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی الدعوات و احمد والنسائی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

راوی حدیث: حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، تابعی ہیں، نہایت متقی تھے، امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ان کی وفات 112ھ میں ہوئی۔

حضرت داود علیہ السلام کی دعاء

(۱۳۹۰) وَعَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ”اللَّهُمَّ أَنْتَ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي

حُبَّكَ ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ“ . رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داود علیہ السلام یہ دعاء مانگا کرتے تھے: ”اللَّهُمَّ أَنْتَ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ ،

اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ“ اے اللہ! آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی محبت کا

اور اس شخص جو آپ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچائے، اے اللہ! اپنی محبت میری جان اور میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ پسندیدہ بنا دے۔

تشریح: أَحَبُّ أَلَىٰ مِنْ ذَمِّسِي اس حدیث میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کی ترغیب کے علاوہ اہل اللہ اور اعمال صالحہ کی محبت کا بھی بیان ہے کیونکہ ان کے ذریعے بھی انسان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس میں بندہ خدا، اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ آپ کی محبت مجھے میری ذات سے بھی زیادہ ہو جائے۔

وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو جائے، کیونکہ ٹھنڈا پانی انسان کو طبعاً زیادہ مرغوب طبع ہوتا ہے، خصوصاً گرمی کے موسم میں تو اور زیادہ۔

لغات: حُب (س، ک) محبوب ہونا۔ يُبْلَغُنِي (ن) پہنچانا، (ک) بمعنی بلیغ ہونا اور مراد پہنچانا۔ الْبَارِدِ (ک، ن) بُرُودَةٌ ٹھنڈا ہونا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الدعوات

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسم اعظم

(۱۲۹۱) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَلِظُوا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْأَكْرَامِ. رواه الترمذی ورواه النسائی من رواية ربيعة بن عامر الصحابي، قال الحاكم: حديث صحيح الاسناد "أَلِظُوا" بكسر الام وتشديد الظاء المعجمة، معناه أَلِظُوا هذه الدعوة واكثروا منها.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کثرت سے يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْأَكْرَامِ پڑھا کرو۔ (ترمذی)

"أَلِظُوا" لام کے کسرہ ظاء معجمہ کی تشدید کے ساتھ یعنی اس دعاء کو لازم کرو اور کثرت کے ساتھ پڑھو۔

تشریح: مذکورہ الفاظ جامع الفاظ ہیں، مطلب یہ ہے کہ اپنی دعاؤں میں يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْأَكْرَامِ کا کثرت سے ذکر کیا کرو، کیونکہ ان کلمات میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ثنا اور اس کی صفات کمال کا بیان ہے۔

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جو تعریف کرتا ہے اللہ پاک اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور راضی ہو جاتے ہیں۔

الْأَكْرَامِ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بخشش کی طرف اشارہ ہے۔

فائدہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اسم اعظم میں سے ہے۔

لغات: جَلَالٌ ، جَلٌّ ، جَلًّا (ض) بڑے مرتبے والا ہونا۔ الْإِكْرَامِ افعال سے اور كَرُمٌ سے نفیس ہونا اور تَفْعِيل سے كَرَّمَ تعظیم کرنا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی ابواب الدعوات والحاکم

راوی حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیس سالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا خلاصہ

(۱۴۹۲) وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِدُعَاءٍ

كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! دَعَوْتُ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ: أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا

يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَآلِهِ وَسَلَّمَ: وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: وَأَنْتَ

الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ". رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائیں، ہم

اس کو کچھ یاد (محفوظ) نہ رکھ سکے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائیں، ہم کو تو ان میں سے کچھ

بھی یاد نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو ایسی دعاء نہ بتاؤں جو سب کو جامع ہو؟ یوں دعاء کرو: "اللَّهُمَّ إِنِّي

أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَلَا حَوْلَ وَلَا

قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" اے اللہ! آپ سے ان تمام بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں جس کا آپ سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کیا اور ان تمام چیزوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی تھی اور تجھ ہی سے مدد لی جاتی

ہے اور آپ ہی کے پاس (فریاد) پہنچنے والی ہے اور برائی سے بچنا اور نیکی کی قوت دینے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

تشریح: حدیث بالا میں مذکورہ دعاء بہت ہی اہم اور جامع دعاء ہے، گویا کہ یہ دعاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام دعاؤں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، جن کو دعائیں یاد نہیں یا یاد نہیں ہوتی یہ دعاء ان کے لئے یقیناً جامع ہے۔

فائدہ: اس دعاء کا سب کو اہتمام کرنا چاہئے، اللہ رب العزۃ ہم سب کو اس کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔

لغات: نَحْفَظُ حَفِظَ (س) حِفْظًا، حفاظت کرنا، یاد کرنا۔ اَدُلُّكُمْ دَلًّا دَلَّالَةً رہنمائی کرنا، راستہ دکھانا۔ اَسْأَلُكَ، سَأَلَ سوال کرنا، مانگنا۔ اَلْمُسْتَعَانُ بمعنی جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی کتاب الدعوات وابن حبان وابن ماجہ

راوی حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام اصل نام صدی بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

ایک جامع دعاء

(۱۴۹۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اَثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ". رواه حاكم

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعاء ہوتی تھی: "اللَّهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اَثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ" اے اللہ! آپ سے آپ کی رحمت واجب کر دینے والی اور آپ کی مغفرت کے لازم کرنے والی چیزوں کی توفیق کا سوال کرتا ہوں اور ہر گناہ سے سلامتی اور ہر نیکی سے فائدہ اٹھانے اور جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات مانگتا ہوں۔

تشریح: مذکورہ دعاء میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت و مغفرت واجب کرنے والے اعمال اختیار کرنے کی دعاء ہے۔

مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ اعمال صالحہ جن پر جنت واجب ہو جاتی ہے، ان پر توفیق اور استقامت کی دعاء ہے۔ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ یعنی اپنے مغفور بندوں میں شامل فرما۔ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اَثْمٍ معاصی سے بچنے کی دعاء ہے کہ یا اللہ آپ ہی گناہوں سے بچا سکتے ہیں۔

لغات: مُوجِبَاتِ واجب کرنا، (ض) وَجِبَ، وَجُوبًا واجب ہونا۔ وَعَزَائِمَ جمع ہے عَزَمَ کی بمعنی مضبوط ارادہ، عَزَمَ

عَزْمًا وَعَزِيمًا مضبوط، پختہ ارادہ کرنا۔ الْغَنِيمَةَ اس کی جمع غَنَائِم، غنیمت کو کہتے ہیں، غَنِمَ (س) غَنِمًا، غَنِيمَةً غنیمت حاصل کرنا۔ الْفَوْزَ (ن) فَاوَزَ، فَوْزًا کامیاب ہونا۔

تخریج حدیث: رواہ الحاكم فی المستدرک

راوی حدیث: حضرت اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما

باب فضل الدعاء بظهر الغیب

پیٹھ پیچھے دعاء مانگنے کے اجر کا بیان

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ (سورہ حشر: ۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئے جو دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورہ محمد: ۱۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اور اپنی خطا کی معافی مانگتے رہے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِخْبَارًا عَنْ أُبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ. (ابراہیم: ۴۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی بات نقل کی ہے: اے اللہ ہمارے پروردگار! میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مؤمنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن۔

خلاصہ کلام: ان تمام آیات مبارکہ میں پیٹھ پیچھے دوسروں کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کا بیان ہے، جس سے اس کی فضیلت واضح ہے، مزید وضاحت اور تشریح کرنے والی احادیث مبارکہ میں آجائے گی۔

(۱۴۹۴) وَعَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

يَقُولُ "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلِ". رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے

(مسلمان) بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعاء کرتا ہے تو فرشتہ (جواب میں) کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی اس کے مثل حصہ ہو۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ سے ایک بات تو یہ واضح ہو رہی ہے کہ جو مسلمان دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعاء کرتا ہے تو اس کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کے حق میں فرشتے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس کو بھی وہ کچھ عطا کر جو یہ کسی دوسرے کے لئے تیری بارگاہ میں درخواست کرتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ پانچ دعاؤں کو قبولیت سے نوازا جاتا ہے، ان میں سے ایک غائب کی دعاء غائب کے لئے یعنی یہ دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

لغات: يَدْعُو دَعَا بمعنی دعاء کرنا۔ بَظَهْرٍ ظَهْرٍ اس کی جمع ظُهُور آتی ہے، بمعنی پیٹھ۔ الْغَيْبِ بمعنی عدم موجودگی، پیٹھ پیچھے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرشتہ کا آمین کہنا

(۱۴۹۵) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ: عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلِ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان شخص کی اپنے بھائی کی پیٹھ پیچھے دعاء قبول ہوتی ہے، ایسے شخص کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے کہ جب مسلمان اپنے بھائی کیلئے بھی دعاء کرتا ہے تو اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی اسی قدر بھلائی۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ کی بھی وہی تشریح ہے جو سابقہ حدیث میں گزر چکی، یعنی جو مسلمان بھائی کی عدم موجودگی، پیٹھ پیچھے دعاء کرتا ہے تو اس کی دعاء جلد قبول ہو جاتی ہے اور فرشتے اس دعاء کرنے والے کے حق میں بھی اسی چیز کی سفارش کرتے ہیں جو اس نے دوسروں کے لئے مانگی ہے۔

پیٹھ پیچھے دعاء میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے اور ایسی دعاء ریاء وغیرہ سے بھی خالی ہوتی ہے، بہر حال پیٹھ پیچھے دعاء کرنی چاہئے اور اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، بعض لوگ اس کو بدعت کہہ کر اس عظیم برکت و رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اَسْفَا عَلَيْهِمْ

لغات: مُسْتَجَابَةٌ باب افتعال دعاء کا قبول کرنا اور (ن) جو بآ طے کرنا، سفر کرنا۔ الْمُؤَكَّلُ وکیل بنانا، (ض) وَكَلَّ وَكَلًّا حوالے کرنا، اعتماد کرنا، بھروسہ کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء

راوی حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب فی مسائل من الدعاء

دعاء کے چند مسائل کا بیان

(۱۴۹۶) وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ :

مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ، جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَقَدْ أُبْلِغَ فِي الشَّاءِ . (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے ساتھ کوئی نیک برتاؤ کیا گیا اور پھر وہ بھلائی کرنے والے کو ”جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا“ (یعنی اللہ تعالیٰ تجھے اچھا بدلہ دے) کہے تو اس نے احسان کرنے والے کی خوب تعریف کی۔

تشریح: ویسے قاعدہ تو یہ ہے کہ احسان کے بدلے احسان ہو اور ہدیہ کے بدلے ہدیہ ہو، لیکن اگر کوئی احسان کے بدلے

احسان نہ کر سکے تو جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا کہنا چاہئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو تیرے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی تجھے اس کا احسن بدلہ عطا کرے اور یہ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اچھا بدلہ عطا کر سکتا ہے، اس دعائیہ جملے میں محسن کی کمال درجہ کی تعریف ہے اور کافَقَدْ أُبْلِغَ فِي الشَّاءِ یہی مطلب ہے۔

لغات: صُنِعَ (ف) بنا۔ مَعْرُوفٌ بمعنی اچھائی، نیکی۔ الشَّاءِ بمعنی تعریف۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی فی ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الممتنع، وابن حبان

راوی حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متنبی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ بے حد محبت تھی، باہر سے آنے والے مسافران کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا سمجھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں اور اپنی زندگی میں جو سب سے آخری لشکر جہاد کے لئے بھیجا تھا، جس میں کبار صحابہؓ بشمول حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، لیکن امیر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

• اولاد اور مال کے لئے بددعاء

(۱۴۹۷) وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ وَلَا تَوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ

فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ . (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے اور اپنے مالوں کے لئے بددعاء نہ کیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایسی گھڑی ہو کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے تو وہ تمہاری دعا قبول کرے۔

تشریح: ویسے تو اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ خیر کے متعلق دعاء جلد قبول فرماتے ہیں اور شر کے متعلق تاخیر سے قبول فرماتے ہیں اور پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہیں اور دعاؤں کو قبول بھی فرماتے ہیں، لیکن بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جن میں دعائیں زیادہ جلد قبول ہوتی ہیں، اس لئے انسان کو کسی بھی وقت اپنے، اپنے بچوں، بیوی، کاروبار وغیرہ کے لئے بددعاء نہیں کرنی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وقت قبولیت کا ہو اور اس وقت کی گئی بددعاء جلد قبول ہو جائے اور بعد میں کف افسوس ملے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انسان کو اپنے، اپنی اولاد، بیوی اور کاروبار، دوست، احباب، والدین وغیرہ کے لئے بددعاء نہیں کرنی چاہئے۔

لغات: وَلَا تَدْعُوا دَعَاءَ، يَدْعُوا، دُعَاءَ، سے بمعنی دعاء کرنا اور دعاء کے بعد اگر لفظ علی آجائے تو یہ بددعاء کے معنی میں ہوتا ہے۔ وَلَا تَوَافِقُوا وَفَقَ (ض) موافق پانا، اور مفاعلہ اور تفعیل سے بھی آتا ہے۔ سَاعَةٌ بمعنی گھڑی، وقت مراد ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الزہد و سنن ابی داؤد و ابن حبان

راوی حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سجدہ میں دعاء کرنے کا حکم

(۱۴۹۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہذا تم (سجدہ میں) زیادہ دعاء کرو۔

تشریح: حدیث بالا میں حالت سجدہ میں دعا کی ترغیب دی جا رہی ہے کیونکہ حالت سجدہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے

زیادہ قریب ہوتا ہے، اس لئے سجدہ کی حالت میں خوب جم کر کے دعاء کرنی چاہئے۔

فائدہ: علماء فرماتے ہیں کہ نفل نماز میں حالت سجدہ دعائیں کی جائیں یا نماز کے علاوہ سجدہ میں گر کر دعائیں کرنی چاہئیں اور پھر یہ کہ دعاء عربی زبان میں ہو تو زیادہ بہتر ہے، فرض نماز میں حالت سجدہ میں دعائیں نہیں کرنی چاہئے۔

لغات: اُقْرَبُ (ک) قریب ہونا، نزدیک ہونا۔ اَلْعَبْدُ اس کی جمع عِبَادٌ آتی ہے بمعنی بندہ۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الصلاة باب ما يقال فی الركوع والسجود

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کثرت روایات سے مشہور ہیں۔

مایوس ہو کر دعاء کرنا نہ چھوڑنا چاہئے

(۱۴۹۹) وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: قَالَ يُسْتَجَابُ

لأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يُعَجَلْ يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يُسْتَجِبْ لِي. متفق عليه

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمَ مَا لَمْ يَسْتَعْجَلْ، قِيلَ يَا رَسُولَ

اللَّهِ أَمَا الْأَسْتَعْجَالُ؟ قَالَ، يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرِ يُسْتَجِبْ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ

وَيَدْعُ الدُّعَاءَ. متفق عليه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کی

دعاء اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب کہ وہ جلد بازی نہ کرے، وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار سے دعاء مانگی مگر وہ قبول نہ

ہوئی۔ متفق علیہ

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ بندے کی دعاء اس وقت قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے اور جلد بازی

سے کام نہ لے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ کہ میں نے فلاں دعاء مانگی لیکن میں

سمجھتا ہوں کہ میری دعاء قبول نہیں ہوگی، پھر وہ تھک ہار کر بیٹھ جائے اور دعاء کرنا چھوڑ دے۔

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو جلد بازی نہیں کرنی چاہئے اور رحمت خداوندی سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ

ہمیشہ دعاء کرتے رہنا چاہئے اور دعاء میں ہی انسان کا فائدہ ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے جو بھی دعاء مانگی جائے وہ دعاء قبول کرتا ہے،

پھر قبولیت دعاء کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) جیسے دعاء کی اور جو بھی دعاء کی، فوراً قبول ہوگئی اور جو چیز مانگی مل گئی۔

(۲) دعاء ابھی کی اور قبول کچھ عرصہ کے بعد ہوئی۔

(۳) دعاء کسی نعمت کے حصول کے لئے کی، لیکن اس نعمت کے بدلے آنے والی مصیبت دور ہوگئی، یہ بھی دعاء کی قبولیت کی صورت ہے، اس میں بھی انسان کے لئے بہتری ہوتی ہے اور مصلحت ہوتی ہے جو بسا اوقات ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے۔

(۴) دعاء دنیا کے لئے کی اور اس کا بدلہ انسان کو آخرت میں ملے گا، یہ بھی دعاء کی قبولیت کی ایک صورت ہے، چنانچہ میدان محشر میں جن لوگوں کو ان کی دعاؤں کا جب بدلہ دیا جائے گا تو وہاں بہت سارے لوگ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری ایک بھی دعاء قبول نہ ہوتی اور آج ہمیں ان کا بدلہ دیا جاتا۔

لغات: يُعَجِّلُ عَجَلًا تَعْجِيلًا سے جلدی کرنا۔ الْأَسْتِعْجَالُ بمعنی جلدی کرنا۔ قَطِيعَةٌ رَحِيمٌ رشتہ داروں سے قطع تعلقات کی دعاء کرنا۔ اُسْتُحْسِرَ (س، استفعال) تھکنا، حسرت کرنا، افسوس کرنا۔ يَدْعُ (ف) چھوڑنا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات و امام مالک و الترمذی و ابوداؤد

راوی حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبولیت دعاء کے اوقات

(۱۵۰۰) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ

الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرُ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَاتِ. رواه الترمذی

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس وقت کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے؟ فرمایا کہ رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

تشریح: حدیث بالا سے معلوم ہو رہا ہے کہ جَوْفُ اللَّيْلِ اور صَلَاةِ الْمَكْتُوبَاتِ کے بعد کی دعائیں زیادہ جلد قبول ہوتی

ہیں اور ان اوقات میں دعاء کہنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔

جَوْفُ اللَّيْلِ سے مراد رات کا آخری حصہ ہے جو صبح صادق سے پہلے پہلے ہو، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کا آخری

تہائی حصہ جَوْفُ اللَّيْلِ ہے، کیونکہ جَوْفُ اللَّيْلِ کے وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں، اس کی رحمت عام ہو

جاتی ہے، اس کے اس وقت میں خصوصیت کے ساتھ دعاء کرنی چاہئے۔

وَذُبُرَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَاتِ دَعَاؤِ كِي قُبُولِيَتِ كَادُوسِرَاوَقْتِ فَرَضِ نَمَازِوُنِ كِي بَعْدِ كَا هِي، پُھَرِ بَعْضِ حَضْرَاتِ تَشْهِدِ كِي بَعْدِ اُو رِ سَلَامِ پُھِرِنِي سِي سِي لِي كَاوَقْتِ مَرَادِ لِي تِي هِي، لِي كِنِ اَكْثَرِ حَضْرَاتِ سَلَامِ پُھِرِنِي كِي بَعْدِ كَاوَقْتِ مَرَادِ لِي تِي هِي اُو رِي هِي قَوْلِ رَا حِ هِي۔
فَا نَدِه: بَعْدِ السَّلَامِ اِجْتِمَاعِي دَعَاؤِ كُو لَازِمٌ، فَرَضِ يَاوَا جِبِ سَبْجْهِنَا تُو دَرَسْتِ نِهِي سِي هِي لِي كِنِ اَدَابِ دَعَاؤِ كَا تَقَا ضِهِي يِهِي كِي دَعَاؤِ بَا تَهَا اُتْهَا كَرِ اِجْتِمَاعِي صُورَتِ مِي كَرْنِي چَا هِي كِيونكِي جتنِي زِيَادِه لُوكِ هُوْنِ كِي اُو رِ جِتْنَا زِيَادِه خَشْوَعِ وَخُضْوَعِ هُو كَاوَه اَتْنِي هِي قُبُولِيَتِ كِي قَرِيْبِ هُو كِي۔

لغات: جَوْتُ بِمَعْنَى پِيٹ، گہرائی اور خالی ہونا۔ اللَّيْلُ اس كِي جَمْعِ لِيَالِي بِمَعْنَى رَا تِ۔ ذُبُرٌ بِمَعْنَى پُچھلَا حَصِه۔ الْمَكْتُوبَاتِ جَمْعُ مَكْتُوبَةٍ كِي بِمَعْنَى فَرَضِ نَمَازِ۔

تَخْرِجُ حَدِيثُ: سَنَنِ التَّرْمِذِي اِبْوَابِ الدَّعَوَاتِ وَالحَا كِمِ

رَاوِي حَدِيثُ: حَضْرَتِ اِبْوَا مَامِرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، اِن كَا اَصْلُ نَامِ صَدِي بِنِ عَجْلَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ هِي۔

دَعَاؤِ كِي قُبُولِيَتِ كَا مَطْلَبِ

(۱۵۰۱) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ اَنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا عَلَيِ الْاَرْضِ مُسْلِمٍ يَدْعُ اللّٰهُ تَعَالَى بِدَعْوَةٍ اِلَّا اَتَاهُ اللّٰهُ اَيَّاهَا اَوْ صَبَرَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِاُتْمِ اَوْ قَطِيْعَةٍ رَجِمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اِذَا نُكِّرْتُ، قَالَ: اللّٰهُ اَكْثَرُ. رَوَاهُ التَّرْمِذِي وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ الْحَا كِمُ مِّنْ رَّوَا يَةِ اَبِي سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ " اَوْ يُذَخَّرُ لَهٗ مِّنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا "

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ زمین پر جو مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے پس یا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی مطلوب چیز دے دیتے ہیں یا اس جیسی کوئی تکلیف دور کر دیتے ہیں جب تک گناہ کی دعاء نہ کرے یا قطع رحمی نہ کرے۔ ایک آدمی کہنے لگا اب تو ہم خوب کثرت سے دعاء مانگیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی بہت زیادہ قبول کرنے والا ہے۔ ایک روایت میں یہ زائد ہے کہ اس کے لئے اس کے مثل اجر ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ دعاء کرنی چاہئے اور کرتے رہنا چاہئے، کیونکہ مسلمان کی دعاء ہمیشہ قبول کی جاتی ہے، البتہ قبولیت کی مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) دعاء فوراً قبول ہوگی جو مانگا وہی ملا۔ (۲) دعاء کے بدلے آنے والی

مصیبت، مشکل ختم ہوگئی۔ (۳) دعاء ابھی کی اور اس کی قبولیت کی صورت کچھ عرصہ بعد ظاہر ہوئی۔
 (۴) دعاء دنیا میں کی اور اس کی قبولیت کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مشیت نے آخرت کے لئے بینک بیلنس بنا دیا اور اس کا صلہ آخرت میں ملے گا، یہ بھی دعاء کی قبولیت کی ایک صورت ہے۔

فائدہ: انسان کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہوئے کوئی حجاب نہیں کرنا چاہئے، جو مانگے اور بار بار مانگے، کیونکہ اس کے خزانوں کی تو کوئی حد اور انتہاء ہی نہیں ہے۔

(۲) حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ گناہ، قطع رحمی وغیرہ کی دعائیں کرنی چاہئے۔

اِذَا نَكَبْتُ كَيْفَ جَذِبَهُ عَمَلٌ كَمَا؟ جیسے کوئی نصیحت یا کوئی اہم بات سنی فوراً عمل کا جذبہ پیدا ہوا۔

لغات: بِدْعُوۃ بمعنی دعاء۔ صَرَفَ (ض) پھرنا اور تفعیل سے پھیرانا۔

تخریج حدیث: سنن الترمذی والحاکم

راوی حدیث: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں۔

(۱۵۰۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: عِنْدَ الْكَرْبِ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ". متفق عليه

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تکلیف اور بے چینی کے وقت یہ دعاء کرتے تھے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ" نہیں ہے کوئی معبود سوائے عظمت والے اور برباد اللہ کے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس اللہ کے جو رب ہے عظیم عرش کا، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا اور عرش کریم کا مالک ہے۔

تشریح: حدیث بالا کا مفہوم یہی ہے کہ ابتلاء و آزمائش کے وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ذکر، اس کی توحید و عظمت کے تصور اور ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد اسی پر اعتماد و توکل کے اظہار سے انسان کو بڑا حوصلہ ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسے موقعوں پر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے، کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں، اس کے علاوہ کسی

کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

فائدہ: لفظ حَلِيمٌ اور كَرِيمٌ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نافرمانی اور گناہ کرنے کی صورت میں جلدی غصہ نہیں کرتے، جلدی میں انتقام نہیں لیتے بلکہ وہ بردبار ہیں کہ انسان کی غلطیوں کا جلدی مواخذہ نہیں کرتے اور كَرِيمٌ کا مقصد یہ ہے کہ جو اس کی طرف توبہ، استغفار اور حاجات کے وقت رجوع کرے تو اسے معاف کرتے ہیں اور توبہ قبول فرماتے ہیں جو حاجات کا سوال کرے اسے پورا فرماتے ہیں۔

فائدہ: مصیبت، مشکلات کے وقت اس دعاء کا پڑھنا مجرب ہے۔

لغات: الْكَرْبُ غم، پریشانی، (ن) سخت غم ہونا، پریشان ہونا۔ الْحَلِيمُ بمعنی بردبار، جلدی میں مواخذہ نہ کرنے والا۔ الْكَرِيمُ بمعنی مہربان ہونا، فیاض ہونا۔

تخریج حدیث: صحیح بخاری کتاب الدعوات و صحیح مسلم کتاب الذکر

راوی حدیث: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضانا

تمت بعون اللہ تعالیٰ و توفيقه

اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ احقر کا اور اس کی اولاد کا خاتمہ بالخیر فرمائے اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت اور آپ کی حوض کوثر پر حاضری اور اس کا پانی پینا نصیب فرمائے۔ آمین

ہماری دیگر تصانیف

وَمَنْ يُضِلَّهُمْ فَلَنْ يَكُنَ مِنَ الْفَاعِلِينَ ﴿۱۰۰﴾

معاشرہ امت میں الفرقی والاکھان

تجربہ پسندوں کے افکار کا جائزہ

مکتبہ الامام محمد

۵۸۷۳۳۲۱-۵۸۷۳۳۴۶

قرآن کے سب سے بڑے اور سب سے بڑے فرقے کے بارے میں (۱۰۰)

قرآن

مولانا محمد امجد علی صاحب

جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

فون: 5873321-5873346

اپنے موضوع پر ایک مفید کتاب

قیاس اور تقلید کی حقیقت اور شرعی حیثیت

مولانا امجد علی صاحب

پندرہ سو سیٹھ کراچی

بشر
ادارہ دعوت اسلام
پانچ سو پندرہ نمبر شرف بک کراچی

گلاب معرفت

کائنات انسان قیامت

تخلیق کائنات اور اس کا حیات اور نظام
حیات انسانی کے لیے قرآن کی آیتوں اور حکمتوں کا بیان
قیامت کا ظہور اور جنت و جہنم کے اصول

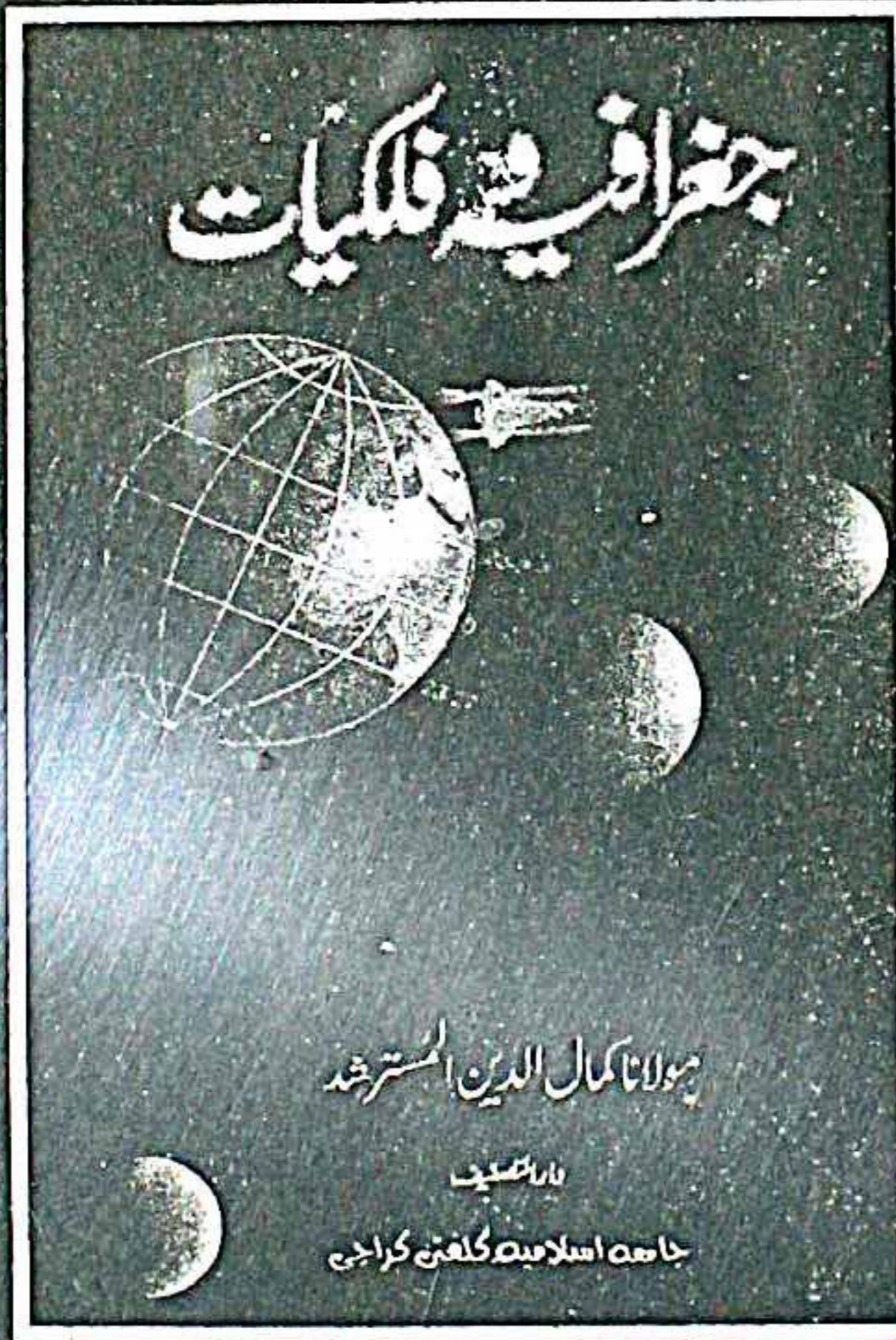
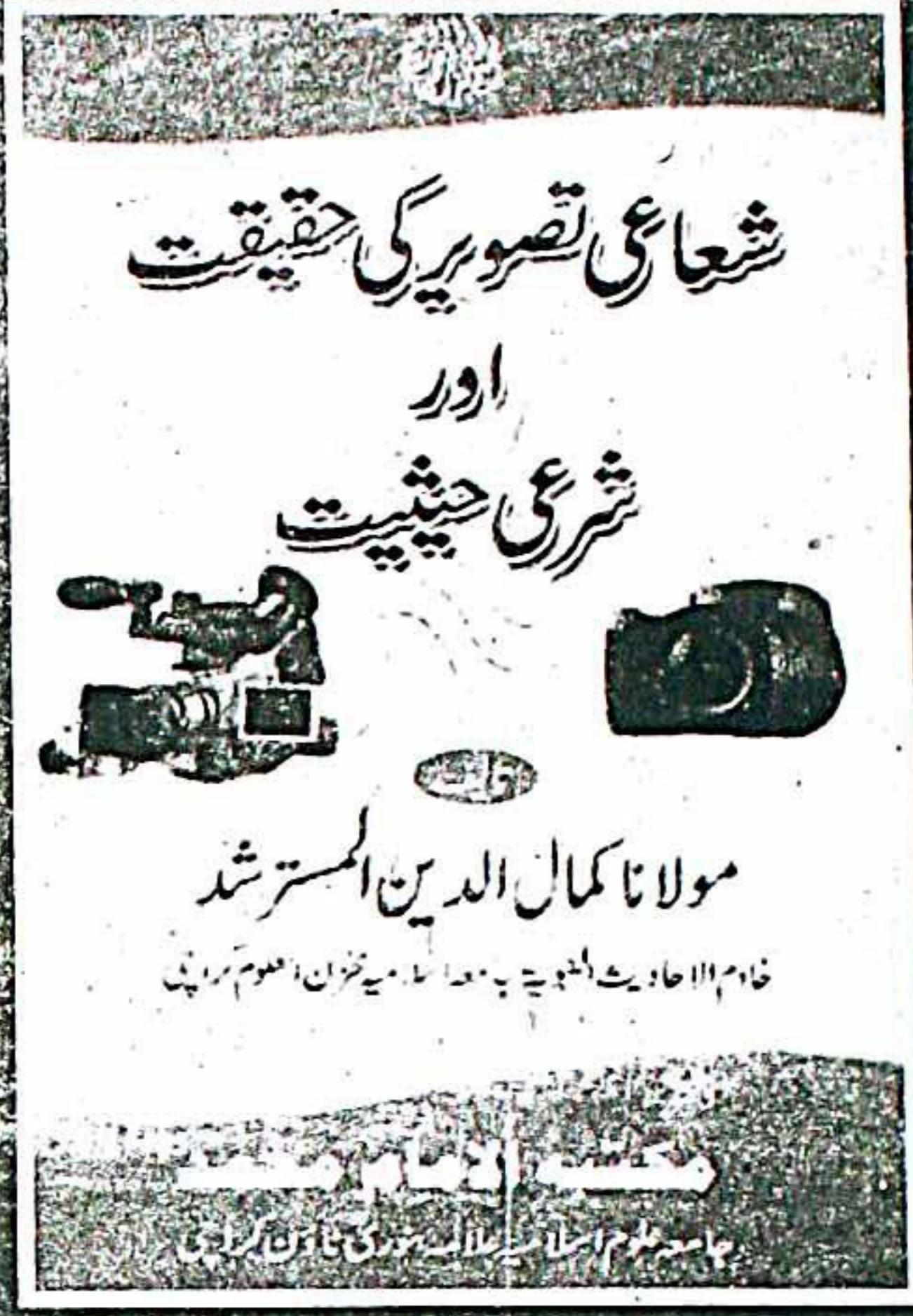
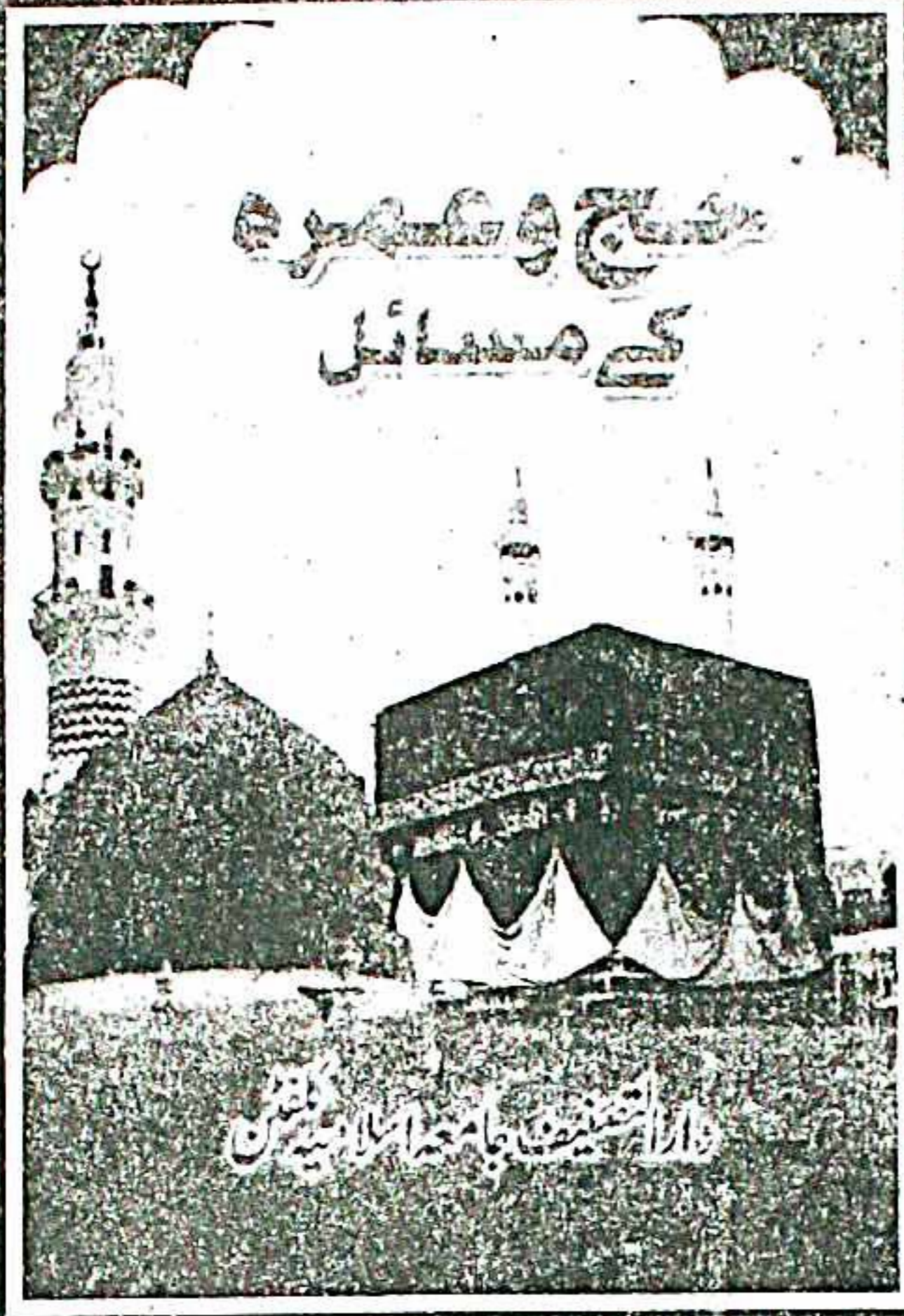
مولانا امجد علی صاحب

پندرہ سو سیٹھ کراچی

پندرہ سو سیٹھ کراچی

دارالتصنیف جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی

ہماری دیگر تصانیف



دارالتصنیف جامعہ اسلامیہ کلفن کراچی

مُعِينُ الظَّالِمِينَ عَلَى رِضَا الصَّالِحِينَ

درجہ راجعہ کے وفاق میں شامل حصہ کی اردو شرح

تالیف

مولانا علی محمد قاسمی

خریج

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

استاد: جامعہ اسلامیہ کلکتہ کراچی

جامعۃ اسلامیہ کلکتہ کراچی

ناشر